ارمغانِ مجاہدِ ملّت

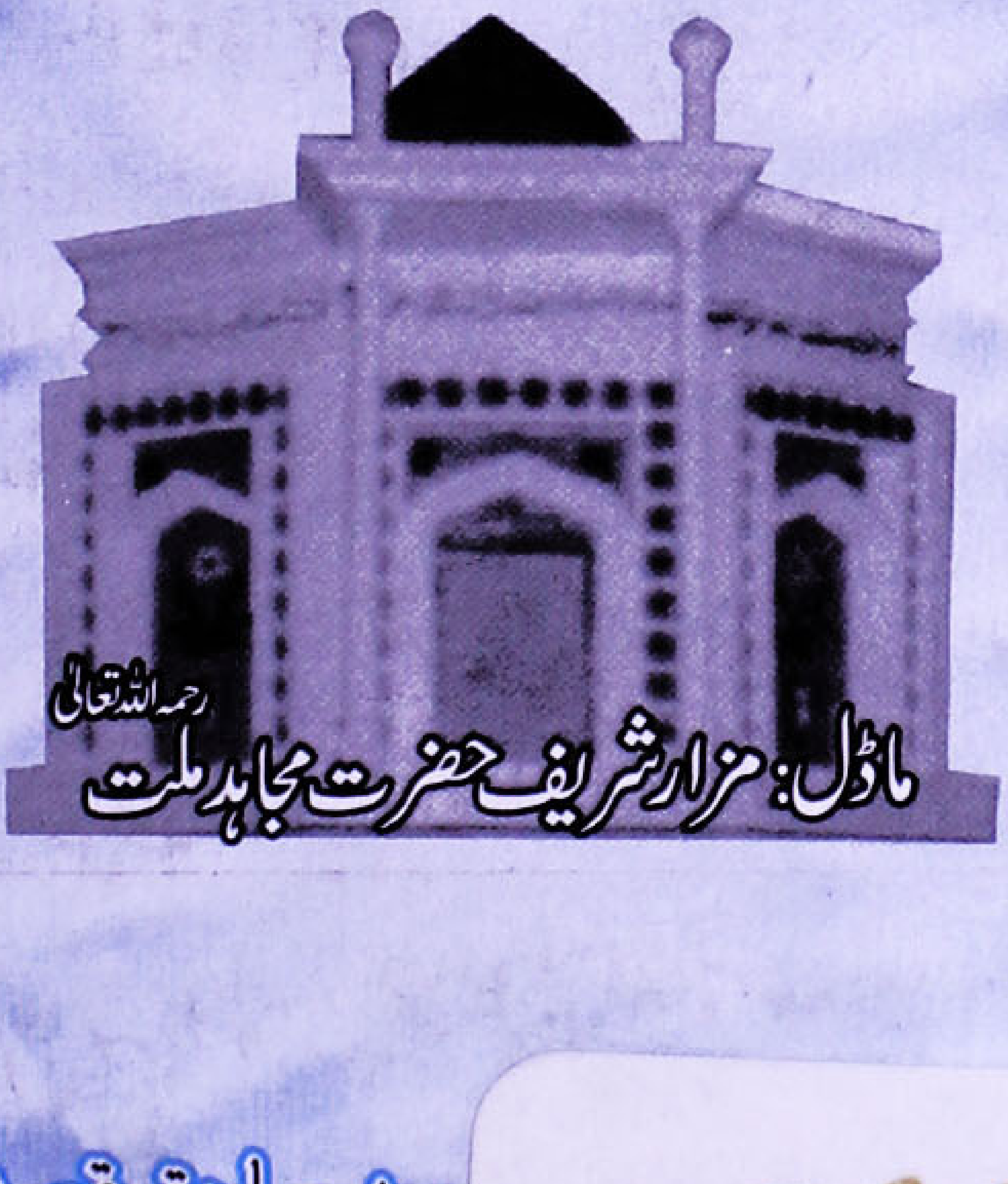

ماڈل: مزار شریف حضرت مجاہد ملت رحمہ اللہ تعالیٰ

...مد صادق قصوری

3975

مُجاہدِ ملّت فاؤنڈیشن پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارمغانِ مُجاہدِ ملّت

☆☆

محمد صادق قصوری

☆☆☆☆☆

مُجاہدِ ملّت فاؤنڈیشن پاکستان

Marfat.com

بیاد

87240

ضیغم اسلام مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی قدس سرّہ

سلسلۂ اشاعت نمبر۲

نام کتاب	ارمغان مجاہد ملت
مرتب	محمد صادق قصوری
صفحات	۲۰۸
تعداد	ایک ہزار
سن طباعت	مارچ ـ ۲۰۰۳ء
کمپوزنگ	احسانِ مدینہ کمپوزنگ سینٹر

چوک یتیم خانہ سوڈیوال بند روڈ لاہور 7414367

ہدیہ دعائے خیر بحق معاونین مجاہد ملت فاؤنڈیشن

☆☆☆☆☆

نوٹ

بیرونی حضرات تیس روپیہ کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

☆

''مجاہد ملت فاؤنڈیشن'' بُرج کلاں ضلع قصور (پاکستان)

پوسٹ کوڈ :۵۵۰۵۱

Marfat.com

حُسنِ ترتیب

نمبر شمار	عنوانات	مضمون نگار	صفحہ
1	انتساب		
2	آغازِ سخن	محمد صادق قصوری	
3	مجاہد ملت کے ماہ و سال	محمد صادق قصوری	
4	مردِ حق بیں و حق آگاہ	سردار سلطان سکندر	
5	ایک مثالی نیازی	عطاء الحق قاسمی	
6	مولانا عبدالستار خان نیازی	انوار حسین ہاشمی	
7	مجاہد ملت مولانا نیازی	شیخ عبدالقیوم جاوید	
8	مجاہد ملت مولانا نیازی	سید محمد ضمیر حافظ آبادی	
9	حق گوئی کی علامت	مفتی عبدالقیوم ہزاروی	
10	ایک مثالی پاکستانی	حافظ شفیق الرحمٰن	
11	مولانا عبدالستار خان نیازی	منیر احمد منیر	
12	مجاہد ملت کی یاد میں	مستقیم احمد خان	
13	خودی کا رازداں	کلیم اللہ ملک	
14	طبیعت غزنوی، قسمت ایازی	بشریٰ رحمٰن	
15	آہ! مولانا عبدالستار خان نیازی	چوہدری اصغر علی کوثر وڑائچ	
16	......آہ! مولانا عبدالستار خان نیازی	سعادت خیالی	
17	........مر نہ سکا	قاضی مصطفیٰ کامل	
18	یادِ مجاہد ملت	رانا محمد صادق ادیب	

Marfat.com

19	ایک نڈر اور بے باک شخصیت	مولانا اللہ وسایا ارشد	
20	عاشق کا جنازہ....	مولانا معین الدین سیالوی	
21	حزن وملال (نظم)	شبلی پانی پتی	
22	آہ! مولانا نیازی مرحوم (نظم)	محمد افتخار الحسن کوکب	
23	آہ! جانثار ختم نبوت (نظم)	حکیم سید محمد خرم ریاض رضوی	
24	سرکار کا فیضان تھے ستار نیازی (نظم)	عزیز الدین خاکی القادری	
25	عالی گفتار نیازی (نظم)	محمد شریف انجم	
26	اداریئے	محمد صادق قصوری	
27	قطعاتِ تاریخ وفات	محمد صادق قصوری	
28	اقوال وافکار مجاہد ملت	محمد صادق قصوری	
29	مولانا نیازی کی تاریخ ساز خدمات کی حکومتی سطح پر اشاعت کی ضرورت	سلیم اللہ جندران	
30	مجاہد ملت کی پہلی برسی	محمد صادق قصوری	
31	ماخذ ومنابع مجاہد ملت	محمد صادق قصوری	
32	تعارف وتبصرہ کتب		
33	اظہار تشکر	محمد صادق قصوری	

Marfat.com

انتساب

امامِ ربانی حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہ السامی کے نام جن کے مشن کی تکمیل کے لیے حضرت مجاہد ملت قدس سرہ عمر بھر ساعی رہے۔

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمئ احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملّت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

(اقبالؒ)

Marfat.com

آغازِ سخن

مجاہد و عارف، مردِ حق، مردِ غازی حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی قدس سرہ کی یاد میں ''مجاہدِ ملّت فاؤنڈیشن'' کی دوسری اشاعت ''ارمغانِ مجاہدِ ملّت'' پیشِ خدمت ہے۔ پہلی کتاب ''مجاہدِ ملّت مشاہیر کی نظر میں'' نے جس قدر پذیرائی حاصل کی اور خراجِ تحسین وصول کیا، اُس کے لئے میں اللہ کریم کی بارگاہ عالیہ میں سر بسجود ہوں کیونکہ یہ اُسی کا فضل، کرم اور رحم ہے اور بس۔

تخلیق کا اعجاز دکھایا کس نے　　سورج کو اُجالوں سے سجایا کس نے
مشرق کے گریباں کو باندازِ کرم　　سرچشمۂ انوار بنایا کس نے

پیشِ خدمت کتاب ''ارمغانِ مجاہدِ ملّت'' گلہائے رنگارنگ سے مزیّن ہے۔ اسمیں حضرت مجاہدِ ملّت نوراللہ مرقدہ، کی سوانح حیات بھی ہے اور تذکرۂ خدمات بھی، حق گوئی و بیباکی کی داستانیں بھی ہیں اور تقوٰی و طہارت کی باتیں بھی، علم و ادب کی چاشنی بھی ہے اور شریعت و طریقت کی روشنی بھی، سیاست و سیادت کا درس بھی ہے اور زہد و عبادت کا سبق بھی، تحقیق و جستجو کا جذبہ بھی ہے اور فصاحت و بلاغت کا مزہ بھی، درد و سوز کا پہلو بھی ہے اور عشق و محبت کا کٹھن سفر بھی، غمِ یار کے درد کی کسک بھی ہے اور وصلِ یار کا پیام بھی، جلال و جمال کی جھلک بھی ہے اور کمال و استقلال کا حسنِ امتزاج بھی۔

حضرت مجاہدِ ملّت نوراللہ مرقدہٗ، ایک جیّد عالم دین، درویش خدا مست، صاحبِ کردار سیاستدان، مجاہد فی سبیل اللہ، بے لوث خادم دین و ملت اور اس صدی کے مسلمہ مجدّد سیاست و مذہب تھے۔ اُن کا مشن، اُن کا مقصد اور اُن کا مطمع نظر اللہ کے دین کی سربلندی اور دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اجالا کرنا تھا۔

اُنہوں نے مقامِ مصطفٰی ﷺ کے تحفظ اور نظامِ مصطفٰی ؐ کے نفاذ کی خاطر ساری زندگی قربان کردی۔ اس سلسلہ میں قید و بند، دار و رسن اور مشکلات و مصائب سے بھی نبرد آزما ہونا پڑا مگر اُن کا قدم راہ حق سے ذرہ برابر بھی نہ ڈگمگایا۔ کیونکہ اللہ کے

Marfat.com

بندوں کو حق وصداقت کی لگن جبر وتعدی کے خلاف محاذ آرائی پہ اُکساتی ہے اور نا مساعد حالات میں بھی وہ حق کی حمایت میں سینہ سپر ہونا چاہتے ہیں۔

جو پیش نظر ہوں وہی حالات کہے — دن کو دن کہے رات کو جو رات کہے
فطرت کی نظر میں ہے جوانمرد وہی — جو جبر کے نرغے میں بھی حق بات کہے

راضی برضا رہنے والے جو قادرِ مطلق سے لو لگاتے ہیں بہر رنگ اپنے جوہرِ انسانی کو گردِ سفر سے ماند نہیں پڑنے دیتے ۔

مشکل نہیں رہتی ان کے لیے مشکل — وہ موت کو بھی زیست بنا لیتے ہیں

اور ہر وقت نعرہ زن رہتے ہیں ۔

شیطان کو رحمٰن کہہ نہیں سکتے — ہم کفر کو ایمان کہہ نہیں سکتے
جو خائن و بیدرد بھی ہو غاصب بھی — اُس شخص کو انسان کہہ نہیں سکتے

مسلمان کو چونکہ خلافتِ الٰہیہ سونپی گئی ہے، وہ معاشرے کو ایک خاص معیار پر لا کر چھوڑتا ہے، غلط راستے پر چلنے والوں کو زبان و قلم اور تلوار سے روکنے کی کوشش کرتا ہے اور جب تک خدائے عزّ وجلّ کا قانون نافذ نہ ہو جائے اور اُس کے دین کی اشاعت نہ ہو جائے، دم نہیں لیتا۔ کیونکہ اُس کو یقین واثق اور اعتمادِ کامل ہے کہ اس خدمت کا بدلہ اُس کو آخرت میں مل کر رہے گا۔ اور یہی عشق اُس کو تہوّر و بہادری اور فولادی قوّت عطا کر کے دنیا میں نیکنامی اور آخرت میں دائمی خوشحالی بخشتا ہے۔

مردِ خدا کا عمل عشق سے صاحبِ فروغ
عشق ہے اصلِ حیات موت ہے اس پر حرام
عشق دمِ جبرائیل عشق دمِ مصطفیٰ
عشق خدا کا رسولؑ عشق خدا کا کلام

یا یوں سمجھ لیجئے کہ کثرتِ وحدت کی طرف سے سازِ الست کا ایک تار اپنے سازندے کی طرف، روح اپنے خالق کی طرف اور قطرہ سمندر کی طرف بڑھتا ہے تا کہ عشق اپنی منزلِ مقصود کو پا لے۔

Marfat.com

حضرت مجاہدِ ملت رحمۃ اللہ علیہ تازیست اسی نصب العین کے حصول کے لئے سعی فرماتے رہے۔انہوں نے ہمیشہ حق گوئی و بیباکی کا مظاہرہ فرمایا اور ہر دور میں جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہا اور ڈنکے کی چوٹ کہا

حق بات کا اظہار کیا ہے ہم نے   سقراط صفت زہر پیا ہے ہم نے
جرأت سے ہر اک ظالم و جابر کے حضور   سچائی کا پیغام دیا ہے ہم نے

اُنہوں نے ایک مردِ مومن ،مردِ حق اور مردِ مجاہد کی طرح صاف ستھری زندگی گزار کر امتِ مسلمہ کو یہ سبق دیا کہ

آپ اپنی مثال ہیں ہم لوگ   رازِ حسن و جمال ہیں ہم لوگ
ہم کو چاہو،ہمیں سے پیار کرو   دولتِ لازوال ہیں ہم لوگ

☆

زینتِ کائنات ہیں ہم لوگ   راز دانِ حیات ہیں ہم لوگ
اکتسابِ ضیا کرو ہم سے   پرتو حُسنِ ذات ہیں ہم لوگ

☆

راہ حق پہ گامزن ہو شوق سے   کُفر کی تاریکیوں سے دُور بھاگ
راہِ حق میں ہوں جو گرد آلود پاؤں   چھونہیں سکتی اُنہیں دوزخ کی آگ

اس کتاب کے بعد اور بھی کتابیں تیار پڑی ہیں مگر معدوم مالی وسائل کی وجہ سے منتظر طبع ہیں۔حضرت مجاہد ملت قدس سرّہ ، کے دیوانوں کے مالی تعاون سے ہی طبع ہوسکیں گی۔امید ہے کہ وہ اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے۔

محمد صادق قصوری

بانی صدر مجاہد ملت فاؤنڈیشن بُرج کلاں ضلع قصور

پوسٹ کوڈ: ۵۰۵۱

۲۹ جون ۲۰۰۲ء، ہفتہ

Marfat.com

مجاہد ملت کے ماہ وسال

ترتیب: محمد صادق قصوری

1	ولادت باسعادت	یکم اکتوبر 1915ء
2	والد ماجد جناب ذوالفقار خان نیازی کا انتقال	1919ء
3	دادی جان فتح خاتون کا انتقال	1920-21ء
4	والدہ ماجدہ مہر النساء کا انتقال	1923ء
5	ناناجان صوفی محمد خان نیازی کا انتقال	1932ء
6	گورنمنٹ ہائی سکول عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں لائبریری سیکرٹری	1931-32ء
7	گورنمنٹ ہائی سکول عیسیٰ خیل میانوالی سے میٹرک میں کامیابی	1933ء
8	اشاعتِ اسلام کالج لاہور میں داخلہ	1933ء
9	اشاعت اسلام کالج لاہور میں ''مجلس دعوت وارشاد'' کی نظامت	1933-34ء
10	اکلوتی ہمشیرہ زینب کا انتقال	1934ء
11	اشاعت اسلام کالج لاہور سے دوسالہ ماہر تعلیم کورس میں اولین پوزیشن اور علامہ اقبال کے دست مبارک سے سند کامیابی	جنوری 1935ء
12	منشی فاضل کے امتحان میں اعلیٰ پوزیشن میں کامیابی	1935ء
13	وفات تایاجان محمد ابراہیم خان نیازی	1935-36ء
14	انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں نمایاں کامیابی	1936ء
15	مجلس اصلاح قوم میانوالی کی بنیاد	1936ء
16	اسلامیہ کالج لاہور میں تھرڈ ایئر میں داخلہ	ستمبر، اکتوبر 1936ء

Marfat.com

17	دی پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی بنیاد	1636ء
18	چچا جان احمد خان کی وفات	1937ء
19	بی اے کے امتحان میں نمایاں کامیابی	1938ء
20	''مجلس اصلاح قوم میانوالی'' کا نام بدل کر ''انجمن اصلاح المسلمین'' رکھنا	1938ء
21	ضلع مسلم لیگ میانوالی کا کنویز وصدر منتخب ہونا	1938-40ء
22	اسلامیہ کالج لاہور میں ایم اے عربی میں داخلہ	1938ء
23	دی پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا صدر منتخب ہونا	1939-40ء
24	بابائے قوم حضرت قائداعظم سے دہلی میں ملاقات	اکتوبر 1939ء
25	ڈسٹرکٹ میانوالی مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن پنجاب یونیورسٹی کا صدر منتخب ہونا	1939-40ء
26	پمفلٹ ''نقاب الٹ جانے کے بعد'' کی اشاعت	1939ء
27	مسلم لیگ کے اجلاس قرارداد لاہور میں سرگرم شرکت	مارچ 1940ء
28	دی پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے زیر انتظام حبیبیہ ہال لاہور میں خلافت پاکستان کانفرنس کا شاندار انعقاد	مارچ 1940ء
29	ایم اے عربی	1940ء
30	دی پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے زیر اہتمام اسلامیہ کالج لاہور میں قائداعظمؒ کی زیر صدارت ''پاکستان کانفرنس'' سے خطاب، قائد اعظم کا خراج تحسین اور ''پاکستان رورل پروپیگنڈا کمیٹی'' کا سیکرٹری منتخب ہونا	فروری، مارچ 1941ء
31	بابائے قوم حضرت قائداعظمؒ سے بھرپور خط و کتابت	مئی تا اگست 1941
32	لائل پور (فیصل آباد) میں طلباء کی تاریخ ساز ''پاکستان کانفرنس'' کا انعقاد واہتمام	جولائی 1941ء

Marfat.com

33	قائداعظمؒ کے مخالف اخبارات کے خلاف بھرپور احتجاج اور لاہور میں اخبار سوزی کے ناقابل فراموش مناظر	جولائی 1941ء
34	سر سکندر حیات خان وزیراعظم پنجاب کے خلاف کامیاب سیاسی مہم	جولائی۔اگست 1941ء
35	قائداعظمؒ سے دہلی میں دوسری ملاقات	ستمبر،اکتوبر 1941ء
36	آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا جائنٹ سیکرٹری منتخب ہونا	1941ء
37	ایم اے فارسی	1941ء
38	ضلع مسلم لیگ میانوالی کا دوبارہ صدر منتخب ہونا	1942ء
39	''اقبال ڈے کمیٹی'' کا سیکرٹری منتخب ہونا	1942-43ء
40	حضرت قائداعظمؒ سے تیسری ملاقات	1942ء
41	اسلامیہ کالج لاہور میں بطور ''ڈین آف اسلامک سٹڈیز'' تقرری	1942-1946ء
42	پنجاب مسلم لیگ کے پہلے سالانہ اجلاس لائل پور کا اہتمام اور قائداعظمؒ کا شاندار استقبال	نومبر 1942ء
43	انجمن نعمانیہ ہند لاہور کا ڈپٹی سیکرٹری جنرل اور سیکرٹری تعلیمات منتخب ہونا	1943-1947ء
44	انجمن اسلامیہ پنجاب کا سیکرٹری تنظیم مساجد منتخب ہونا	1943-44ء
45	پنجاب مسلم لیگ کا پروپیگنڈا سیکرٹری و سیکرٹری آرگنائزیشن منتخب ہونا	1943ء
46	پنجاب مسلم لیگ اور آل انڈیا مسلم لیگ کا کونسلر منتخب ہونا	1943.47ء
47	پنجاب مسلم لیگ کے سالانہ سہ روزہ اجلاس منعقدہ سیالکوٹ میں شرکت اور مجاہدانہ خطاب	اپریل 1944ء

Marfat.com

48	مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن پنجاب کی دو روزہ ڈویژنل کانفرنس امرتسر میں شرکت اور باطل سوز خطاب	اکتوبر 1944ء
49	اسلامیہ کالج لاہور میں تقسیم انعامات کی تقریب میں قائد اعظم کی تشریف آوری اور مجاہد ملت کا ولولہ انگیز خطاب	اکتوبر 1944ء
50	پنجاب مسلم لیگ کونسل سے یہ تجویز منظور کرانا کہ "پاکستان کا آئین شریعت پر مبنی ہوگا"۔	1944ء
50A	پنجاب مسلم لیگ کا چھ ماہ کے لیے قائم مقام سیکرٹری بننا	1944ء
51	کتاب "پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا" کی تصنیف و اشاعت	1945ء
52	انجمن نعمانیہ ہند لاہور اور انجمن اسلامیہ پنجاب کا سیکرٹری منتخب ہونا۔	1945ء
53	اسلامیہ کالج لاہور میں صدر شعبہ علوم اسلامیہ کی آسامی پر فائز ہونا۔	1945ء
54	میانوالی سے پنجاب اسمبلی کا رکن منتخب ہونا۔	1946-51ء
55	وزیر اعظم پنجاب سر خضر حیات ٹوانہ کے خلاف تحریک کی قیادت اور تاریخی ٹکر۔	1946ء
56	عربک کالج دہلی میں تاریخ ساز "مسلم لیگ لیجسلرز کنونشن" میں شرکت، خطاب اور حضرت قائد اعظم سے ملاقات۔	اپریل 1946ء
57	امپیریل ہوٹل دہلی میں کیبنٹ مشن پلان کے سلسلہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں قائد اعظمؒ کی زیر صدارت باطل شکن خطاب	جون 1946ء
58	سید الاحرار مولانا حسرت موہانی سے دہلی میں یادگار ملاقات	جون 1946ء
59	قائد اعظم کے حکم پر اسلامیہ کالج لاہور سے استعفیٰ اور راست اقدام کی سرگرمیوں کے لیے خود کو وقف کرنا	جولائی 1946ء

Marfat.com

60	پنجاب میں سول نافرمانی کی تحریک کی صدارت و ڈکٹیٹر شپ اور قید و بند کی صعوبتیں۔	جنوری 1947ء
61	آل انڈیا مسلم لیگ میں ''خلافت پاکستان گروپ'' کے داعی۔	1947ء
62	قائداعظمؒ کے نام آخری خط	مارچ 1947ء
63	آل پاکستان مسلم لیگ میں ''خلافت پاکستان گروپ'' کے نام سے پہلی اپوزیشن کا قیام	1948.1951ء
64	امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ کی زیر سرپرستی ''تحریک نفاذ شریعت'' کا آغاز۔	1947ء
65	دربار عالیہ علی پور سیداں میں امیر ملتؒ کی خدمت میں پہلی حاضری۔	1947ء
66	لاہور سے ہفت روزہ ''خلافت پاکستان'' کا اجراء	1948ء
67	اشاعت پمفلٹ ''مسلم لیگ یا مجرم لیگ''	1948ء
68	اشاعت پمفلٹ '' ففتھ کالمسٹ کون ہے؟''	1948ء
69	اشاعت پمفلٹ ''آج پاکستان کے مسائل کیا ہیں؟''	1948ء
70	ضبطی پمفلٹ ''ففتھ کالمسٹ کون ہے؟''	1949ء
71	دربار عالیہ علی پور سیداں میں امیر ملتؒ کی خدمت میں دوسری حاضری	1949ء
72	لاہور میں ''آل پاکستان مسلم لیگ ورکرز کنونشن کا انعقاد''	مارچ 1950ء
73	''آل پاکستان عوامی لیگ'' کا قیام و سیکرٹری جنرل منتخب ہونا۔	مارچ 1950ء
74	اشاعت خطبہ استقبالیہ ''آل پاکستان مسلم لیگ ورکرز کنونشن''	مارچ 1950ء
75	کتابچہ آل پاکستان مسلم لیگ ورکرز کنونشن کے فیصلے	1950ء
76	سید حسین شہید سہروردی سے اختلاف اور جدا راہیں	1951ء

Marfat.com

77	''تحریک خلافت پاکستان'' کے نام سے نئی سیاسی جماعت کا قیام اور صدر منتخب ہونا	1951-1970ء
78	میانوالی سے دوبارہ ممبر پنجاب اسمبلی منتخب ہونا	1951-1956ء
79	لاہور میں ''کل پاکستان مؤتمر تعلیمات اسلامیہ عربیہ'' کا انعقاد	مارچ1952ء
80	وزیراعلیٰ پنجاب میاں ممتاز محمد خان دولتانہ سے معرکہ آرائی	1952ء
81	سرہند شریف میں حاضری، ہندوؤں کے سامنے حق گوئی و بیباکی کا عدیم المثال مظاہرہ اور بھارت میں تازیست داخلہ پر پابندی۔	1952ء
82	تحریک ختم نبوت میں مجاہدانہ اور سرفروشانہ کردار، سزائے موت کی سزا جو بعد میں عمر قید میں تبدیل ہوگئی۔	1953 ء
83	دوسال کی زندانی کے بعد ضمانت پر رہائی۔	اپریل1955ء
84	مقدمہ ختم اور باعزت رہائی (بفضل خدا)	مئی1955ء
85	پیر مرشد حضرت فقیر قادر بخش آف میبل شریف ضلع بھکر کا انتقال۔	ستمبر1955ء
86	حکومت کی طرف سے مقدمے ہی مقدمے	1956ء
87	پنجاب یونیورسٹی لاہور کی طرف سے ''بین الاقوامی اسلامی کالوکیم'' کے انعقاد کے موقعہ پر اسلام دشمن قوتوں اور سر ظفر اللہ خان قادیانی کی سرکوبی۔	دسمبر1957ء
88	''مجلس تحفظ اسلام'' کا قیام اور تمام مسالک کے علماء کا اتفاق رائے سے آپ کو صدر منتخب کرنا۔	دسمبر1957ء
89	کتاب ''تحریک ختم نبوت1953'' کی اشاعت	1957ء
90	پمفلٹ ''پاکستان کو بچانے کے لیے تحریک کی ضرورت'' کی اشاعت۔	1957ء

Marfat.com

91	بین الاقوامی سیرت النبی ﷺ کانفرنس کراچی'' میں مجاہدانہ خطاب اور صدر کانفرنس جنرل محمد ایوب خان کا کانفرنس سے فرار	مارچ 1959ء
92	کتابچہ ''پیغمبرِ اسلام'' (مقام رسولؐ، عقل کی روشنی میں) کا پہلا ایڈیشن	1959ء
93	جگری دوست اور رفیق حمید نظامی کا انتقال	فروری 1962ء
94	قومی اسمبلی کے الیکشن میں میانوالی سے بطور آزاد امیدوار حصہ، گورنر امیر محمد خان سے معرکہ آرائی، دھونس اور دھاندلی سے جبری شکست	1962ء
95	نواب کالاباغ ملک امیر محمد خان کا پہلا قاتلانہ حملہ بمقام داؤد خیل	جون 1962ء
96	نواب کالاباغ ملک امیر محمد خان کا دوسرا قاتلانہ حملہ بمقام موسیٰ خیل	اکتوبر 1962ء
97	کتابچہ ''شہریت اور ملت'' (مسلمان کی تعریف) کی اشاعت	1963ء
98	نواب کالاباغ کا تیسرا قاتلانہ حملہ بمقام لکشمی چوک لاہور	ستمبر 1964ء
99	نواب کالاباغ کا چوتھا قاتلانہ حملہ لاری اڈہ کالاباغ	دسمبر 1964ء
100	1965ء کی پاک بھارت جنگ میں عوام کا مورال بلند کرنا	ستمبر 1965ء
101	اعلان تاشقند کے خلاف تحریک کا آغاز اور سلسلۂ قید و بند	1966ء
102	انتہائی پیارے بزرگ دوست مولانا محمد ابراہیم علی چشتی کا لاہور میں انتقال۔	جولائی 1968ء
103	حضور سید دو عالم ﷺ کی زیارت مبارک	1968-69ء
104	مشرقی پاکستان کا دس روزہ دورۂ خیر سگالی	1969ء
105	''تحریک خلافت پاکستان'' کا ''جمعیت علمائے پاکستان'' میں ادغام۔	1970ء

Marfat.com

106	جمعیت علمائے پاکستان کے ٹکٹ پر میانوالی سے قومی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ اور نوابزدگان کالاباغ کی طرف سے بے مثال دھاندلی کی وجہ سے ناکامی۔	دسمبر 1970ء
107	کتاب ''خلافت پاکستان'' کی اشاعت۔	فروری 1970ء
108	پمفلٹ ''سوشلزم'' کی اشاعت۔	1970ء
109	پمفلٹ ''نظریہ پاکستان اور ہم'' کی اشاعت	1970ء
110	پمفلٹ ''مسلم لیگ خلافت پاکستان گروپ کے اغراض و مقاصد'' کی اشاعت	1970ء
111	پمفلٹ ''اسلام یا سوشلزم'' کی اشاعت	1970ء
112	کتاب ''مسودہ آئین خلافت پاکستان'' کی اشاعت	1971ء
113	جمعیت علمائے پاکستان صوبہ پنجاب کی کنوینر شپ	مارچ 1972ء
114	جمعیت علماء پاکستان پنجاب کا صدر منتخب ہونا	ستمبر 1972ء
115	بنگلہ دیش نامنظور تحریک کی قیادت اور قید و بند	نومبر 1972ء
116	پہلا حج مبارک وزیارت روضہ اقدس	1973ء
117	جمعیت علماء پاکستان کا مرکزی سیکرٹری جنرل منتخب ہونا	جنوری 1973ء
118	دوسرا حج مبارک وزیارت مدینہ منورہ	دسمبر 1974ء
119	تحریک ختم نبوت 1974ء میں مرکزی کردار	جون 1974ء
120	آل پاکستان مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل اور مرکزی نائب صدر منتخب ہونا	جون 1974ء
121	قادیانیوں کا غیر مسلم قرار دیا جانا	ستمبر 1974ء
122	ورلڈ اسلامک مشن (بریڈفورڈ) کی دعوت پر یورپ کا چار ماہ کا طویل دورہ اور ورلڈ اسلامک مشن کا سینئر نائب صدر منتخب ہونا	ستمبر 1974ء تا مارچ 1975ء

Marfat.com

123	حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنیؒ سے جمیع سلاسل تصوف کی خلافت۔	اپریل 1975ء
124	جمعیت علماء پاکستان کا دوبارہ سیکرٹری جنرل منتخب ہونا	مئی 1975ء
125	کل پاکستان قومی کنونشن لاہور کے کنویز کی حیثیت سے گرفتاری	جون 1975ء
126	میانوالی کے تفصیلی دورہ کے نتیجہ میں گرفتاری	نومبر 1975ء
127	بھٹودور میں شدید قاتلانہ حملہ	اپریل 1976ء
128	تایازاد، جانثار بھائی حکیم محمد عمر خان نیازی کا انتقال	1976ء
129	اشاعت کتاب ''Divine Values Of Islam''	1976ء
130	پیغمبرِ اسلام (مقام رسولؐ عقل کی روشنی میں) کا دوسرا ایڈیشن	1976ء
131	کتاب ''نعرہ حق'' کا پہلا اڈیشن	دسمبر 1976ء
132	''پاکستان قومی اتحاد'' کی تشکیل میں قائدانہ کردار	جنوری 1977ء
133	انتہائی پیارے دوست حکیم محمد انور بابری کا انتقال	فروری 1977ء
134	بھٹودور میں میانوالی سے قومی اسمبلی کے الیکشن میں حصہ، دھاندلی کی اپیل منظور	مارچ 1977ء
135	آغاز تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ	مارچ 1977ء
136	راولپنڈی سے مجاہدانہ شان سے گرفتاری	مارچ 1977ء
137	صوبہ سرحد کا شاندار تنظیمی دورہ	دسمبر 1977ء
138	پیغمبرِ اسلام (مقام رسولؐ، عقل کی روشنی میں) کا تیسرا ایڈیشن	1977ء
139	کتاب ''نعرہ حق'' کا دوسرا ایڈیشن	جون 1978ء
140	کل پاکستان سنی کانفرنس ملتان سے ولولہ انگیز خطاب	اکتوبر 1978ء
141	کل پاکستان میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس ''رائیونڈ سے مجاہدانہ خطاب	مارچ 1979ء

Marfat.com

142	جمیعت علماء پاکستان سمندر پار کے زیر اہتمام برمنگھم میں نظام مصطفیٰ ﷺ کانفرنس سے خطاب	جولائی 1979ء
143	جمیعت علماء پاکستان کی رجسٹریشن	1979ء
144	صدر جنرل ضیاء الحق سے ملاقات کے دوران مطالبات نفاذ اسلام و جمہوریت	اپریل 1980ء
145	ایمسٹرڈیم (ہالینڈ) میں ورلڈ اسلامک مشن کی چوتھی عالمی کانفرس میں شرکت و خطاب	جون 1980ء
146	شرائط کی منظوری کے بغیر صدر جنرل ضیاء الحق سے دوبارہ ملاقات سے انکار	مارچ 1981ء
147	مسلم لیگ اور جمیعت علماء پاکستان کا سیاسی اتحاد	مارچ 1981ء
148	''اتحاد بین المسلمین'' کا قابل عمل فارمولا	جنوری 1983ء
149	کنزالایمان کے خلاف سازش اور اس کا مثبت جواب	جنوری 1983ء
150	ہالینڈ، برطانیہ، حجاز مقدس اور عراق کا تفصیلی دورہ	فروری، مارچ 1983ء
151	ضیاء حکومت کے خلاف راست اقدام کا اعلان اور حکومت کی بوکھلاہٹ	اگست 1983ء
152	دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں تاریخی یارسول اللہ ﷺ کانفرنس سے خطاب	اپریل 1984ء
153	جمیعت علمائے پاکستان کے بار سوم بلامقابلہ سیکرٹری جنرل	نومبر 1984ء
154	ہائیڈ پارک لندن میں پہلی میلاد کانفرنس سے ایمان افروز خطاب	دسمبر 1984ء
155	جنرل ضیاء کے نام نہاد ریفرنڈم پر سخت گرفت	دسمبر 1984ء
156	کتاب ''اتحاد بین المسلمین'' کا پہلا ایڈیشن	دسمبر 1984ء
157	کتاب ''اتحاد بین المسلمین'' دوسرا ایڈیشن	مئی 1985ء

Marfat.com

158	مسجد داتا دربار لاہور میں تاریخی حجاز کانفرنس سے خطاب	نومبر 1985ء
159	جمعیت علمائے پاکستان کی دوبارہ رجسٹریشن	جنوری 1986ء
160	مسلمان کی تعریف کے بارے میں روزنامہ جنگ کو خصوصی انٹرویو	فروری 1986ء
161	نشتر پارک کراچی میں جمعیت علماء پاکستان کے زیر انتظام عظیم الشان جلسہ سے خطاب	فروری 1986ء
162	اتحاد بین المسلمین کا تیسرا ایڈیشن	مارچ 1986ء
163	موچی دروازہ لاہور میں جمعیت علماء پاکستان کے تاریخ ساز جلسہ سے خطاب	اپریل 1986ء
164	لیاقت باغ کراچی میں جمعیت علماء پاکستان کے تاریخ ساز جلسہ سے خطاب	اپریل 1986ء
165	عزیز دوست مولوی عبدالقدیر نعمانی گجراتی کا انتقال	اپریل 1986ء
166	اقبال پارک لاہور میں نماز عیدالفطر کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب	جون 1986ء
167	امریکی وروسی جارحیت کی مذمت	جون 1986ء
168	کتاب ''تحریک پاکستان کی اہم دستاویز'' کی اشاعت	اگست 1986ء
169	جمعیت الوحدۃ الاسلامیہ لیبیا کی تیسری کانگریس کے پانچ روزہ اجتماع منعقدہ طرابلس میں شرکت، ایک سیشن کی صدارت، خطاب، قراردادیں، کرنل قذافی کو جے یو پی کی طرف سے ایک لاکھ رضا کاروں کی پیشکش، قذافی کا اظہار مسرت، عوام کے لیے مولانا کا طرۂ مرکز توجہ۔	ستمبر 1986ء
170	ہالینڈ، ناروے، فرانس، بلجیئم کا پانچ ہفتے کا تبلیغی دورہ	نومبر، دسمبر 1986ء

Marfat.com

171	سوئزرلینڈ، یورپ، روم، لیبیا کا تبلیغی دورہ، اجتماعات، پریس کانفرنسوں اور عام جلسوں سے خطاب، لیبیا کے دسویں جشنِ استقلال جمعیت سے خطاب، کرنل قذافی سے ملاقات	فروری، مارچ 1987ء
172	وزارت اوقاف وشیون دینیہ حکومت عراق کی دعوت پر دورہَ عراق، بغداد شریف، نجف اشرف، کربلائے معلّٰی، مدائن (سلمان پاک) موصل، کوفہ، سامرہ میں مزارات پر حاضری، دینی وعلمی اداروں اور وزارت کی عمومی سرگرمیوں کا معائنہ	1987ء
173	تحریک پاکستان میں گرانقدر خدمات کے اعتراف کے طور پر حکومت پنجاب کی طرف سے گولڈ میڈل	اگست 1987ء
174	برطانیہ، ہالینڈ اور لیبیا کا ایک ماہ کا دورہ، الدعوۃ الاسلامیہ العالمیہ طرابلس (لیبیا) کے مراکز کا معائنہ، کرنل قذافی سے ملاقات، برطانیہ، ہالینڈ میں تبلیغی جلسوں سے خطاب، مسجد کا سنگ بنیاد	اکتوبر، نومبر 1987ء
175	کتاب ''اتحاد بین المسلمین'' کا چوتھا ایڈیشن	جنوری 1988ء
176	''اتحاد بین المسلمین'' کی فلیٹیز ہوٹل لاہور میں تقریب رونمائی	مئی 1988ء
177	جمعیت علماء پاکستان کے چودہ نکاتی منشور کا اعلان	جون 1988ء
178	اشاعت کتاب ''فلسفہ شہادت حسینؑ''	جولائی 1988ء
179	جماعت اہل سنت پاکستان کے زیر انتظام شاہی عید گاہ ملتان میں یک روزہ علماء کنونشن سے خصوصی خطاب	اگست 1988ء
180	حلقہ این اے 53 میانوالی سے قومی اسمبلی کے الیکشن میں شاندار کامیابی	نومبر 1988ء

Marfat.com

181 سلمان رشدی کی توہین رسالت پر مبنی کتاب شیطانی آیات فروری 1989ء
کے خلاف اسلام آباد میں ایک بہت بڑے جلوس کی قیادت
، پولیس کی فائرنگ ، آنسو گیس کے بے تحاشا استعمال سے
بے ہوشی

182 وزیر اعظم بے نظیر کی طرف سے وفاقی وزارت کی پیش کش جولائی 1989ء
مسترد کرنا

183 متحدہ حزب اختلاف کی طرف سے وزیر اعظم بے نظیر کے اکتوبر 1989ء
خلاف تحریک عدم اعتماد کے نوٹس پر دستخط

184 پمفلٹ "تحریک عدم اعتماد 89ء کے موقعہ پر نقطہ نظر" دسمبر 1989ء

185 اسلام آباد میں پاکستان ٹی وی کے نامناسب رویے کے جنوری 1990ء
خلاف ستر سے زائد ارکان قومی اسمبلی کے احتجاجی
مظاہرے کی قیادت

186 جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی دفتر لاہور میں کل پاکستان فروری 1990ء
خادمین کنونشن کا انعقاد، مولانا شاہ احمد نورانی کی صدارت
سے معزولی و برطرفی، مجاہد ملت کا بطور صدر انتخاب

187 جامعہ نعیمیہ لاہور میں جمعیت علماء پاکستان کا کل پاکستان مارچ 1990ء
علماء و مشائخ کنونشن، مولانا شاہ احمد نورانی کی برطرفی اور
مجاہد ملت کی صدارت کی بھرپور تائید و توثیق

188 جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ و عاملہ کا مشترکہ مئی 1990ء
اجلاس، اتفاق رائے سے تین سال کے لئے مجاہد ملت کو
صدر منتخب کرنا

189 قومی اسمبلی کے الیکشن میں میانوالی 53 سے شاندار کامیابی اکتوبر 1990ء

Marfat.com

190	وفاقی وزارت بلدیات، دیہی ترقی، خصوصی تعلیم و سماجی بہبود کا حلف	نومبر 1990ء
191	عراق کویت جنگ پر وزیراعظم نواز شریف کی عراق دشمنی پر اختلاف اور وزارت سے استعفیٰ	مارچ 1991ء
192	شریعت بل کی منظوری	مئی 1991ء
193	تیسرا حج، پاکستانی حج وفد کی قیادت، شاہ فہد سے ملاقات	جون، جولائی 1991ء
194	وزیراعظم نواز شریف کی سابقہ غلطیوں پر معذرت، منت و سماجت اور نفاذ شریعت کے وعدہ پر دوبارہ وزارت میں شمولیت اور وفاقی وزارت مذہبی امور کا حلف	ستمبر 1991ء
195	چوتھا حج	جون 1992ء
196	O.I.C کی چھٹی کانفرنس ڈاکر (سنی گال) میں شرکت اور دورہ	1992ء
197	ورلڈ اسلامک کانفرنس قاہرہ (مصر) میں شرکت، ایک سیشن کی صدارت، شیخ الازہر اور مصری صدر حسنی مبارک سے ملاقات	مارچ 1993ء
198	ریڑھ کی ہڈی میں تکلیف کا آغاز	دسمبر 1993ء
199	انتہائی بزرگ دوست میاں محمد شفیع (م۔ش) کا انتقال	دسمبر 1993ء
200	چھ سال کے لیے پاکستان سینٹ کا رکن منتخب ہونا	مارچ 1994ء
201	پاکستان میں علاج نہ ہونے کی وجہ سے لندن میں ریڑھ کی ہڈی کا آپریشن	جنوری 1995ء
202	تحریک تحفظ ناموس رسالت کا صدر منتخب ہونا	مارچ 1995ء
203	ناروے اور برطانیہ میں ڈیڑھ ماہ کا تبلیغی دورہ، واپسی پر عمرہ اور مدینہ شریف حاضری	اگست، ستمبر 1995ء

87240 87240

Marfat.com

204 جماعت اہل سنت پاکستان کے زیر انتظام موچی دروازہ لاہور میں تاریخی سنی کنونشن سے تاریخی خطاب اکتوبر 1995ء

205 ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں یادگار ضلعی علماء کنونشن سے خطاب جنوری 1996ء

206 صوبائی علماء ومشائخ کانفرنس لاہور سے ایمان افروز خطاب جنوری 1996ء

207 مؤتمر عالم اسلامی کی لائبریری اسلام آباد میں راولپنڈی اور اسلام آباد کے علماء سے خطاب اپریل 1996ء

208 جمیعت علماء پاکستان کے نظام مصطفیٰ ﷺ کنونشن لاہور سے خطاب مئی 1996ء

209 انجمن طلباء اسلام پنجاب کے تین روزہ ریفریشر کورس اسلام آباد سے خطاب جون 1996ء

210 برطانیہ کا ایک ماہ کا کامیاب تبلیغی دورہ جولائی، اگست 1996ء

211 قاضی حسین احمد اور مولانا نورانی کی طرف سے ملی یکجہتی کونسل کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کرنے پر بطور احتجاج علیحدگی کا اعلان ستمبر 1996ء

212 اپوزیشن جماعتوں کی طرف سے پاکستان بچاؤ ریلی لاہور میں قائدانہ شرکت وشمولیت اکتوبر 1996ء

213 کل پاکستان سنی کانفرنس مینار پاکستان لاہور کے تاریخی اجتماع سے ولولہ انگیز خطاب اکتوبر 1996ء

214 جے یو پی کی تاحیات صدارت کا اعزاز جولائی 1997ء

215 شریعت بل کی منظوری اگست 1998ء

216 کولہے کی ہڈی کا ٹوٹنا نومبر 1998ء

217 انٹرنیشنل سنی کانفرنس ملتان سے خطاب اپریل 2000ء

218 توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کے خلاف تحریک اپریل 2000ء

219 آل پارٹیز کانفرنس لاہور میں شرکت وخطاب اگست 2000ء

Marfat.com

220 جمیعت علماء پاکستان کا اتحاد	اکتوبر 2000ء
221 دفاع افغانستان کونسل کا اجلاس لاہور	جنوری 2001ء
222 انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس اسلام آباد	فروری 2001ء
223 وفات حسرت آیات	مئی 2001ء
224 ختم قل شریف	مئی 2001ء
225 چہلم شریف	جون 2001ء

Marfat.com

مردِ حق بیں و حق آگاہ

تحریر: سردار سلطان سکندر

تحریک پاکستان کے نامور مجاہد، تحریک ختم نبوت کے غازی، اتحاد بین المسلمین کے داعی، جمعیت علمائے پاکستان کے صدر، ورلڈ اسلامک مشن کے وائس چیئرمین اور تحریک تحفظ ناموس رسالت کے سربراہ مجاہد ملّت بطل حریت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ ایک ہمہ صفت، ہمہ جہت اور عہد ساز شخصیت کے مالک تھے وہ مرد حق بیں وحق آگاہ تھے۔ علامہ اقبالؒ کے فلسفہ خودی کی عملی تفسیر اور مرد مومن کی سراپا تصویر تھے ہر لحظہ ان کی نئی آن نئی شان تھی وہ گفتار اور کردار میں اللہ کی برہان تھے وہ اہلِ حق کو ولولہ تازہ بخشتے۔ باطل کیلئے برہنہ تلوار تھے۔ انہیں پورا کلام اقبالؒ ازبر تھا اور وہ جلسوں میں اقبالؒ کے برجستہ اردو اور فارسی اشعار پڑھ کر سامعین کے دلوں کو گرماتے، وہ زندگی بھر حق وصداقت کے مشن پر کاربند رہے اور کبھی اس مشن سے سرمو انحراف نہ کیا۔ انہوں نے زمانہ طالبعلمی میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے پلیٹ فارم سے حمید نظامی مرحوم کی معیت میں پنجاب میں یونینسٹ جاگیرداروں کے مقابلے میں مسلم لیگ کا سبز ہلالی پرچم تھاما اور قائداعظم کے پیغام .... ''مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ'' کا نعرہ پنجاب کے کونے کونے تک پہنچایا۔

قیام پاکستان کے بعد صوبائی قانون ساز اسمبلی میں حق وصداقت کا پرچم بلند کیا، نظامِ خلافت کا نقشہ پیش کیا۔ ہر آمر وجابر سے ٹکر لی وقت کے حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق کہا۔ ایوب خان کے دور میں گورنر مغربی پاکستان نواب کالاباغ نے آپ پر قاتلانہ حملے کرائے لیکن انہوں نے مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کا بھرپور ساتھ دیا اور ....

Marfat.com

ہزار مشکلیں ہوں مگر زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندروں کا طریق

کے مصداق جابر سلطاں کے سامنے ڈٹے رہے۔

تحریک ختم نبوت میں انہیں سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ وہ پھانسی کی کوٹھڑی میں گزرنے والے سات دن اور آٹھ راتوں کو اپنا حاصل زندگی قرار دیتے تھے۔

مولانا نیازیؒ نے ملک میں نفاذ شریعت تک شادی نہ کرنے کا عہد کیا تھا اور آخر دم تک اس پر کاربند رہے۔ 1970 میں جمیعت علمائے پاکستان کے احیاء پر ٹوبہ ٹیک سنگھ کی سنی کانفرنس کے ذریعے ملک میں نظامِ مصطفیؐ کے نفاذ اور مقامِ مصطفیؐ کے تحفظ کی جو جدوجہد شروع ہوئی اس میں بھرپور حصہ لیا۔

نظامِ مصطفیؐ کا نفاذ مولانا نیازیؒ کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش اور آرزو تھی اور اسی مقصد جلیلہ کے لیے جے یو پی کو متحد کیا، ''آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی'' ان کی زندگی کا طرہ امتیاز تھا۔

ایک بار مولانا شاہ احمد نورانی کی معیت میں صدر جنرل ضیاء الحق کو دورانِ ملاقات ''ٹھنڈی دوزخ'' کہہ دیا جس پر صدر مسکرا کر رہ گے۔

تخت سکندری پر وہ تھوکتے بھی نہیں
بستر لگا ہے آقا جن کا تیری گلی میں

کی صدائے حق بلند کرنے والے مولانا نیازیؒ زندگی میں پہلی بار نواز شریف حکومت میں شامل ہوئے اور ایک بار تو اختلاف رائے پر استعفیٰ بھی دے دیا۔ وفاقی وزیر مذہبی امور کی حیثیت سے کل جماعتی، نمائندہ وفد ارض مقدس لے کر گئے جس کی ماضی اور مستقبل میں مثال ملنا مشکل ہے۔ اپنے دورِ وزارت میں اتحاد بین المسلمین اور نفاذ شریعت کے حوالے سے تاریخ ساز رپورٹیں مرتب کیں جو فرقہ وارانہ دہشت گردی کے لق و دق صحرا میں نسیم صبح کا جھونکا ہیں۔ مولانا نیازیؒ کی مساعی جمیلہ سے ہونے والے اس قومی اتفاق رائے کو ہمیشہ سراہا جائے گا۔

Marfat.com

ان کی زندگی سادگی، بے نیازی، فقر اور درویشی کی ایک مثال تھی جس میں سخاوت اور قناعت کا حسین امتزاج تھا۔ وہ فضول خرچی کے قائل نہ تھے۔ فرمایا کرتے کوئی چیز خریدنے سے پہلے سوچتا ہوں کہ کیا اس کے بغیر گزارہ ہوسکتا ہے اگر ہوسکتا ہے تو پھر میں چیز خریدنے کا ارادہ ترک کردیتا ہوں۔ ان کی اسی قناعت پسندی نے زندگی بھر انہیں محتاج نہ کیا وہ غنی رہے دل کے بھی اور ہاتھ کے بھی۔

وہ حضور ﷺ کے عاشق صادق تھے، سچے غلام تھے ان کا ظاہر و باطن سیرت مصطفی ﷺ کی پیروی کا آئینہ دار تھا۔ حضور ﷺ کے روضہ انور پر آبدیدہ ہوکر ہدیۂ درود وسلام پیش کرتے اس کے بعد آپ کے نائبین کی خدمت میں بھی سلام پیش کرتے۔

ایک بار کسی نے کہا........ ''آپ دربار رسالت مآب ﷺ میں طرّہ پہن کر جاتے ہیں؟'' اس پر آپ نے برجستہ جواب دیا........ ''جب دربار رسالت مآب ﷺ میں نیازی کا سر اور دل جھکتا ہے تو یہ طرّہ بھی خود بخود جھک جاتا ہے''

وہ آخری دم تک سرگرم رہے ان کا حافظہ اور یادداشت آخر دم تک قائم ودائم رہی۔

زندگی میں آخری تقریر میرپور آزاد کشمیر کی مرکزی جامع مسجد میں پیر طریقت مولانا پیر محمد عتیق الرحمٰن کی دعوت پر تاجدار بریلی وجہاد کشمیر کانفرنس میں کی اور یہ اشعار پڑھ کر اجتماع میں وجد آفریں کیفیت پیدا کردی تھی........

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک میں کٹ مروں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

وقت کتنی تیزی سے گزر جاتا ہے مولانا نیازیؒ کے وصال کو ایک سال بیت گیا ہے لیکن ان کی یادیں، ان کی باتیں اسی طرح تروتازہ ہیں۔ اس دبنگ اور بارعب شخصیت میں جلال وجمال کا حسین امتزاج اور گرجدار آواز ناقابل فراموش ہے۔

Marfat.com

سفرِ آخرت کے دوران ان کے نفس مطمئنہ کے آئینہ دار شگفتہ چہرے سے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ حالت بیداری میں ہیں اور ابھی اٹھ کھڑے ہوں گے۔ کلمہ طیبہ اور درود وسلام کا ورد، عقیدتمندوں کے آنسو اور دھاڑیں، دور ونزدیک سے علماء اور مشائخ، سیاستدانوں، عوام، نوجوانوں، بزرگوں کی ہزاروں کی تعداد میں شرکت ''مردِ حق مرد غازی........خان نیازیؒ'' کی زندگی بھر کی جدوجہد، علم وعمل، محنت وریاضت اور رضا مندی وایثار کی بارگاہ حق میں قبولیت کی گواہی دے رہی تھی۔ میانوالی کی سرزمین سے طلوع ہونے والا یہ آفتاب رشد وہدایت 2 مئی 2001ء کو غروب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے۔

آمین

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، 3-5-2002)

Marfat.com

ایک مثالی نیازی

تحریر: عطاء الحق قاسمی

ہمارے گھر کی بیٹھک میں سے ایک اجنبی مہمان کی آواز سنائی دے رہی تھی اور میں کہ اسوقت آٹھ دس سال کا بچہ تھا۔ اس آواز سے سہا جا رہا تھا۔ یہ آواز بالکل شیر کی دھاڑ کی طرح تھی۔ والد ماجد مولانا بہاء الحق قاسمی کے جو دوست ان سے ملاقات کے لیے آتے تھے وہ عموماً دھیمے لہجے میں بات کرتے تھے اور ان کی آواز بیٹھک سے باہر نہیں جاتی تھی مگر اس مہمان کی دھاڑ سے میں سہا ہوا بھی تھا اور اس کے ساتھ ساتھ لہجے کی تمکنت مجھے متاثر بھی کر رہی تھی۔ میں نے دروازے کے پٹ سے اندر جھانک کر دیکھا تو ایک نہایت وجیہ شخص کو کرسی پر بیٹھے دیکھا اس کے چہرے پر نہایت خوبصورت داڑھی اور مونچھیں تھیں، ہاتھ میں عصا تھا اور سب سے نمایاں چیز اس کی دستار کا طرّہ تھا جو ایک فٹ لمبا تھا۔ دیکھنے والے کیلئے یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ یہ شخص کھڑا ہے یا بیٹھا ہے۔ اس حسین و جمیل شخص کا نام مولانا عبدالستار خان نیازیؒ تھا۔ میں پہلی دفعہ انہیں دیکھ رہا تھا اور ظاہر ہے مجھے اس وقت اندازہ نہیں تھا کہ کتنی بڑی شخصیت ہمارے گھر آئی ہے۔ والد ماجد سے ملنے کے لیے جو بڑی شخصیتیں ہمارے گھر آتی تھیں اس وقت میری نظروں میں ان کی حیثیت والد کے دوست ہونے سے زیادہ نہیں ہوتی تھی اور یوں مولانا نیازیؒ کو بھی میں نے اس وقت اسی نظر سے دیکھا تھا۔

بعد میں مولانا کی شخصیت کے بہت سے ارفع و اعلیٰ رخ میرے سامنے آئے۔ میرے دل میں ہر اس شخص کے لیے محبت اور رشک کا جذبہ ہے جس نے تحریک پاکستان میں میرے قائد، قائداعظم محمد علی جناح کے پرچم تلے قیام پاکستان کے لیے جدوجہد کی۔ مولانا نیازیؒ کو یہ افتخار حاصل تھا کہ وہ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سرگرم

Marfat.com

رہنما تھے اور قیام پاکستان میں مسلم نوجوانوں کی اس جماعت کی ناقابل فراموش خدمات ہیں۔

مولاناؒ کی شخصیت کا دوسرا روشن پہلو اتحاد بین المسلمین کا علمبردار ہونا تھا اور میرے والد ماجدؒ کے ساتھ ان کی دوستی کی بنیادی وجہ شاید یہی قدر مشترک تھی ان دونوں کا مسلک جُدا جُدا تھا مگر منزل یعنی مسلمانوں کی نشاط ثانیہ، دونوں کی ایک تھی۔ چنانچہ مسلک کا اختلاف کبھی ان دو دوستوں کے درمیان دوری کا باعث نہیں بنا۔

مولانا نیازیؒ کی تیسری صفت جس نے مجھے بہت زیادہ متاثر کیا وہ ان کی بہادری تھی۔ وہ جس موقف کو صحیح سمجھتے تھے ہر قسم کے خطرات کے باوجود اس پر ڈٹ جاتے تھے، کسی موقف کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ فوری طور پر انسان کا ضمیر یا بعد میں تاریخ کرتی ہے، بڑے آدمی کی نشانی یہ ہے کہ وہ تاریخ کے فیصلے تاریخ پر چھوڑتا ہے اور اس رستے پر مردانہ وار گامزن ہو جاتا ہے جس کے صحیح ہونے کی گواہی اس کا ضمیر دے رہا ہوتا ہے۔ 1953ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران والد ماجدؒ اور مولانا عبدالستار خان نیازیؒ دوسرے علماء کے ساتھ لاہور کی تاریخی مسجد وزیر خان میں آپ یوں کہہ لیں، قلعہ بند تھے، یہاں ختم نبوت کے حوالے سے بہت پرجوش تقریریں ہوتی تھیں۔ جنرل اعظم خان کے مارشل لاء میں حکومتی اہلکار دھڑ دھڑ کرتے ہوئے مسجد وزیر خان میں بھی گھس آئے جہاں کبھی کسی کو اس طرح گھسنے کی جرأت نہیں ہوئی تھی۔ مسجد کے تہہ خانے میں موجود والد ماجدؒ کو لاہور اور مولانا نیازیؒ کو قصور سے گرفتار کر کے تمام علماء کو عقوبت خانوں میں پہنچا دیا گیا۔ والد ماجد کو شاہی قلعے میں لے جا کر شدید تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ قلعے میں ڈیوٹی پر مامور ایک کرنل ایک روز والد ماجد سے کہنے لگا کہ اگر خلاصی چاہتے ہو تو اس بیان پر دستخط کر دو ''میں نے تحریک ختم نبوت میں حصہ عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے اکسانے پر لیا تھا'' اس پر والد صاحب نے کرنل صاحب کو مخاطب کیا اور کہا ''کرنل صاحب ختم نبوت کا درس میں نے عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے نہیں لیا انہوں نے تو خود یہ درس میرے والد اور اپنے استاذ مفتی غلام مصطفیٰ قاسمیؒ سے لیا تھا''

Marfat.com

والد صاحب بتاتے ہیں کہ شاہی قلعہ سے انہیں جیل بھیج دیا گیا تو ایک دن ہم قیدیوں نے یہ خبر سنی کہ مولانا عبدالستار خان نیازیؒ اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کو فوجی عدالت نے سزائے موت سنائی ہے اور پھر ایک دن ہم نے دیکھا کہ مولانا نیازیؒ کو پھانسی کے لباس میں ان کی کوٹھڑی کی طرف لے جایا جا رہا تھا۔ مولاناؒ کی چال میں نہ لڑکھڑاہٹ تھی، نہ چہرے پر کوئی خوف۔ وہ پورے وقار اور آن سے دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے چل رہے تھے۔ سلاخوں کے پیچھے سے قیدیوں نے یہ منظر دیکھا تو انہوں نے رونا شروع کر دیا اس پر مولاناؒ نے اپنی شیر ایسی آواز میں انہیں مخاطب کیا اور دھاڑے ''روتے کیوں ہو، اللہ پر بھروسہ رکھو''۔ اللہ پر بھروسہ رکھنے اور بیرونی اور داخلی دباؤ کے نتیجے میں مولاناؒ نیازیؒ اور مولانا مودودی کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کر دی گئی، اس زمانے میں کسی ستم ظریف کا یہ جملہ بھی بہت مشہور ہوا کہ مولانا نیازیؒ کو سزائے موت اس لیے دی گئی کہ انہوں نے تحریک ختم نبوت میں حصہ کیوں لیا اور مولانا مودودی کو اس لیے کہ انہوں نے تحریک ختم نبوت میں حصہ کیوں نہیں لیا؟ اس لطیفے کا پس منظر یہ تھا کہ مولانا مودودی تحریک میں عملی طور پر شامل نہ تھے، انہوں نے ختم نبوت کے مسئلے پر صرف ایک عملی نوعیت کا پمفلٹ لکھا تھا۔

مولاناؒ کی شخصیت کا ایک دلچسپ پہلو یہ ہے کہ انہوں نے عمر بھر شادی نہیں کی۔ اس شادی نہ کرنے کی ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ چار دوستوں مولوی ابراہیم علی چشتی، م ش، حمید نظامی اور عبدالستار نیازیؒ کے درمیان طے پایا یا ممکن ہے ایسے ہی گپ شپ کے دوران یہ بات کہی گئی ہو کہ خلافت قائم ہونے تک وہ شادی نہیں کریں گے۔ مولوی ابراہیم علی چشتی کے خاندانی حالات سے میں ناواقف ہوں چنانچہ ان کے متعلق میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا، البتہ حمید نظامی مرحوم و مغفور نے شادی کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ذہین اور سعادت مند اولاد سے بہرہ ور کیا، م ش مرحوم نے بھی شادی کی بلکہ مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کے حصے کی شادیاں بھی کیں۔ بس مولانا نیازیؒ نے آخر دم تک دوستوں اور رشتے داروں کے شدید اصرار کے باوجود

Marfat.com

شادی سے انکار کیا، صرف یہی نہیں بلکہ انتہائی شکیل وجمیل اور جوان رعنا ہونے کے باوجود زندگی بھران سے کوئی سکینڈل وابستہ نہ کیا جاسکا۔ بلاشبہ وہ ایک پارسا اور متقی انسان تھے ہمارے کچھ ''علماء'' کو بھی ان کی تقلید کرنی چاہیے۔

نیازی خاندان کا شمار میانوالی کے اعلیٰ خاندانوں میں ہوتا ہے چنانچہ میں بہت سے نیازیوں کو جانتا ہوں جن کے اعلیٰ کردار اور اخلاق کے پیش نظر ان سے نیاز مندی کا تعلق قائم کرنے کو جی چاہتا ہے سوائے دو نیازیوں کے، ایک نیازی سویلین ہے اور دوسرا فوجی ہے۔ پہلا نیازی اپنوں کے خلاف ہتھیار اٹھائے پھرتا ہے اور دوسرا نیازی غیروں کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے۔ مولانا عبدالستار نیازیؒ ان دونوں نیازیوں کا کفارہ بھی تھے۔ وہ حلقہ یاراں میں بریشم کی طرح نرم اور رزم حق و باطل میں فولاد کی مانند نظر آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس مرد حق کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔

(روزنامہ جنگ لاہور بابت 11 مئی 2001ء کالم روزن دیوار سے)

Marfat.com

مولانا عبدالستار خان نیازی

تحریر: انوار حسین ہاشمی

ایک بھرپور زندگی گزارنے کے بعد تحریک پاکستان اور ملت اسلامیہ کے عظیم درویش صفت قائد مولانا عبدالستار خان نیازیؒ خالق حقیقی سے جا ملے۔

(انا للہِ وَانا الیہِ رَاجعُون)

ان کی عظمت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ ان کی رحلت کے صدمے کو ہر مکتبۂ فکر اور تمام سیاسی، دینی و سماجی حلقوں نے یکساں طور پر محسوس کیا اور اس پر گہرے دکھ اور غم کا اظہار کیا ہے۔ یہ ایک عام انسان کی نہیں بلکہ ایک عظیم انسان کی موت ہے جس نے علم و فضل، عزم و عمل اور راست بازی کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔ ان کی زندگی ایک مردِ مومن کی زندگی تھی ان کے والدین اور تمام بہن بھائی ان کے بچپن میں ہی وفات گئے تھے۔ انہوں نے ایک بے سہارا بچے کے طور پر زندگی شروع کی اور ایک جید عالم، بے باک اور حق گو رہنما اور رہبر کے طور پر اس عالم میں ابدی سفر پر روانہ ہو گئے کہ دامن پر کوئی دھبہ نہ کوئی داغ، عشق رسول ﷺ میں ڈوبی ہوئی ایک صاف ستھری زندگی جس میں حق گوئی اور عشق رسول ﷺ کی پاسداری میں نہ صرف قید و بند بلکہ تختۂ دار کی بازگشت بھی سنائی دیتی ہے۔

لاہور میں تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں ان پر حکومت نے بغاوت کا مقدمہ چلایا۔ 7 مئی 1953ء کو لاہور کی فوجی عدالت نے انہیں پھانسی کی سزا کا حکم سنایا۔ حکم سن کر الحمد للہ کہا اور مسکراتے ہوئے عدالت کے حکم نامے پر دستخط کر دئے۔ عدالت کے سربراہ نے ان سے انگریزی میں پوچھا ''تمہارا مورال (حوصلہ) کیا ہے؟) مولانا نے مسکراتے ہوئے برجستہ جواب دیا ''آسمانوں سے بھی بلند'' اس موقع پر گرج دار

Marfat.com

آواز میں مولانا نے اپنے فکری مرشد علامہ اقبالؒ کا ایک ولولہ انگیز شعر پڑھا۔ پھر رات بھر جیل میں بلند آواز سے پڑھتے رہے کہ

کشتگانِ خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

مولانا کی سزائے موت بعد میں عمر قید میں تبدیل ہوگئی اور دو سال بعد بالآخر رہا ہو گئے۔ ان دوران کسی ایک لمحہ میں بھی ان کے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہیں آئی۔

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کی وفات پر نہ صرف میانوالی پر بلکہ ملک بھر میں غم و اندوہ کی شدید لہر دوڑ گئی۔ وہ زندگی بھر اسلام کی سربلندی اور پاکستان کے استحکام و ترقی کے لیے کوشاں رہے۔

کبھی مصلحت سے کام نہیں لیا۔ ایک دور میں وفاقی وزیر بھی رہے کسی موقع پر بھی کسی قسم کے لالچ یا دنیاداری سے دلچسپی ظاہر نہیں کی۔ اپنے پاس جو کچھ جائیداد تھی وہ دینی تعلیم کے فروغ پر صرف کر دی اور خود ایسے عالم میں دنیا کو چھوڑا کہ پیچھے کوئی ذاتی جائیداد نہیں تھی۔ ایسے ولی صفت درویش انسانوں کی مثالیں بہت کم ملتی ہیں جو اعلیٰ مقاصد کی خاطر شاندار انداز میں جئے اور شاندار انداز میں رخصت ہوئے۔

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کا شجرہ تقریباً 22 سیڑھیاں طے کرنے کے بعد مورث اعلیٰ ابراھیم لودھی سے جا ملتا ہے۔ لودھی، نیازی اور سوری پٹھانوں کی تین شاخیں تھیں۔ ابراہیم لودھی کے تین بیٹے تھے۔ اس میں ایک بیٹے کا نام نیازیؒ تھا۔ مولانا اسی کی اولاد میں سے تھے۔ ان کے پردادا کا نام لنگر خان، دادا کا نام روزی خان اور والد کا نام ذوالفقار خان تھا اور نیک دل نانا جان کا نام صوفی محمد خان تھا۔ ابراہیم لودھی کے بیٹے نیازیؒ کی اولاد افغانستان اور خراساں میں پشت در پشت قیام پذیر رہی اور ان کا اہم مرکز غزنی تھا۔

افغانستان اور خراساں میں سادات قبیلہ کے بعد نیازیوں کے بزرگ متقی اور دین دار مشہور تھے۔ مسلمان حکمرانوں نے جب برصغیر پر حملے کیے تو نیازی قبیلے کے افراد بھی ان حملہ آوروں میں شامل رہے۔ بہادری اور جرأت میں بے مثال تھے۔ یوں

Marfat.com

نیازی قبیلہ برصغیر کے کئی علاقوں میں آباد ہو گیا۔انہوں نے حیدر آباد دکن، فیروز پور ، ہوشیار پور، کوہاٹ، ڈیرہ اسماعیل خان، اور بلوچستان میں بھی اپنی بستیاں قائم کر لیں۔ میانوالی اور میانوالی کی تحصیل عیسیٰ خیل میں اس قبیلے کے خاندانوں کی اکثریت آباد ہے۔

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کے آباؤ اجداد میں عیسیٰ خان نیازی ایک بزرگ مشہور حکمران شیر شاہ سوری کی فوج کے کمانڈر تھے۔میانوالی کی تحصیل عیسیٰ خیل انہی کے نام سے منسوب ہے۔عیسیٰ خان نیازیؒ کا مزار بھارت کے شہر دہلی میں ہمایوں بادشاہ کے مقبرے کے اندر موجود ہے۔شیر شاہ سوری کے اس بہادر سپاہی عیسیٰ خان نیازیؒ کی اولاد سے چار قبائل موخیل، عمر خیل (پرالی خیل)، ذکو خیل اور بادن خیل (ملتانی خیل) وجود میں آئے۔مولانا نیازی مرحوم کا تعلق بادن خیل قبیلہ کی شاخ بہادر خیل سے تھا۔نیازیؒ قبیلہ کا شمار پاکستان کے نامور قبائل میں ہوتا ہے۔علم دین ہو یا علم دنیا، حکمت کا میدان ہو یا علم وادب، کھیل کا میدان ہو یا جنگ کا میدان، تحقیق وجستجو ہو یا کوئی تحریک، قیام پاکستان ہو یا استحکام پاکستان، اشاعت دین ہو یا خطابت، سیاست ہو یا ثقافت، ہر میدان میں اس قبیلہ کی شخصیات ہمیشہ اگلی صفوں میں نمایاں نظر آئیں گی۔اس قبیلہ کے افراد اگر جرأت، بہادری، جفاکشی اور استقامت کی فطری صلاحیتوں کو مثبت اور تعمیری انداز میں استعمال کریں تو عمران خان اور مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ جیسے سپوت وطن عزیز کا علم بلند رکھتے ہیں اور اگر اس قبیلہ کے افراد اپنی انہی فطری صلاحیتوں کو منفی ڈگر پر لے جائیں تو پھر خونریزی، قتل وغارت اور صدیوں تک دشمنی کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔عصر حاضر میں مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ کو جو شان، مرتبہ اور باعزت شہرت نصیب ہوئی ہے وہ شاید ہی کسی اور کے حصے میں آ سکے۔

محمد عبدالستار خان نیازیؒ ضلع میانوالی کی تحصیل عیسیٰ خیل کے ایک چھوٹے سے گاؤں ''اٹک پنیالہ'' میں یکم اکتوبر 1915ء کو پیدا ہوئے۔''پنیالہ'' پہاڑی نالے کو

Marfat.com

کہتے ہیں۔ اٹک دریائے اٹک (سندھ) کی وجہ سے مشہور ہے۔ اٹک پنیالہ دریا کے کنارے واقع ہے چنانچہ اسی نسبت سے اس گاؤں کا نام ''اٹک پنیالہ'' پڑ گیا۔

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ جس خاندان اور ماحول میں پیدا ہوئے وہاں مذہب اور عبادت کو ہر چیز اور ہر کام پر ترجیح دی جاتی تھی۔ بچے جوان، بوڑھے اور خاندان کی عورتیں پابند صوم وصلوٰۃ تھیں اور صبح و شام قرآن پاک کی تلاوت ان گھرانوں سے سنائی دیتی۔ آپ کے والد ذوالفقار خان نیازیؒ اور نانا جان صوفی محمد خان انتہائی نیک، شریف اور تہجد گزار تھے۔ یہ گھرانہ علاقے میں انتہائی معزز جانا جاتا تھا۔ ابتدائی زندگی میں اسی مذہبی ماحول ہی کا اثر تھا کہ آپ کبھی کسی بری صحبت کے قریب نہیں گئے۔ آپ کے گاؤں کے قریب ہی کچھ فاصلے پر ''کنڈل'' نام کا گاؤں آباد تھا۔ اس میں ایک گورنمنٹ پرائمری سکول قائم تھا۔ ابتدائی تعلیم کے لیے خاندان کے بزرگوں نے مولانا نیازیؒ کو اس سکول میں داخل کرادیا۔ پرئمری سکول ہی کے زمانے میں آپ نے قرآن سیکھنا شروع کردیا۔ نماز پڑھنے کی ابتدا کی اور روزے بھی رکھنے شروع کردیے۔ آپ دن میں ایک بار سکول جانے سے قبل اور پھر سکول سے چھٹی کے بعد دوپہر کے وقت قرآن پاک پڑھتے۔ قرآن کی تعلیم اور شوق کا یہ عالم تھا کہ صرف چار ماہ میں مولوی صاحب سے قرآن پاک مکمل پڑھ لیا۔ نیازی صاحب خود بتایا کرتے تھے کہ ان کے چچازاد بھائی محمد عظیم خان انہیں سکول داخل کرنے کے لیے لے گئے تھے۔ اس وقت سکول میں ایک ہی استاد تھے لالہ لیلا رام۔ مولانا نیازیؒ ابھی تین چار برس کے تھے کہ والد اللہ کو پیارے ہوگئے۔ تیسری جماعت میں پڑھتے تھے کہ والدہ کا سایہ شفقت بھی سر سے اٹھ گیا۔ مولانا نیازیؒ کا کوئی اور بھائی نہیں ہے۔ ایک ہمشیرہ تھیں جو بچپن میں ہی وفات پاگئیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت اور اور مولانا نیازیؒ کے بزرگوں کی برکت ہی کا نتیجہ تھا کہ ماں، باپ، بہن اور بھائیوں کے سہارا، شفقت اور پیار کے بغیر ایک بچے نے پرورش پائی اور پہاڑ جیسے مضبوط ارادوں کے مالک جوان کی شکل میں ابھرا۔ جس نے کئی طوفانوں، آندھیوں اور انقلابوں کو اپنے

Marfat.com

اپنی سینے سے رو کے رکھا۔کوئی اور ہوتا تو بچپن سے لڑکپن تک ہی نہ پہنچ سکتا۔ٹوٹ چکا ہوتا،بکھر چکا ہوتا یا اپنے آپ کو معاشرے کی بے رحم موجوں کے حوالے کر چکا ہوتا۔ لیکن مولانا نیازیؒ نے نہ صرف اپنے آپ کو سہارا دیا بلکہ پوری قوم اور امت مسلمہ کا سہارا بنے۔

محمد عبدالستار خان نیازیؒ کے نانا صوفی محمد خان اور تایا ابراہیم خان نے ابتدائی دنوں میں نہ صرف آپ کی پرورش کی بلکہ آپ کی جائیداد کا انتظام بھی سنبھالے رکھا۔مولانا نیازیؒ جب کچھ سنبھلے تو انہوں نے اپنی جائیداد کا انتظام خود سنبھال لیا۔ آپ پرائمری میں کلاس کے مانیٹر ہوا کرتے تھے۔آپ ساری کلاس کو نماز کا سبق بھی دیا کرتے تھے اور انہیں مسجد میں لے جایا کرتے تھے۔اس وقت کسی کو معلوم نہ تھا یہ بچہ جو آج کلاس کا مانیٹر ہے آگے چل کر پوری امت مسلمہ کا مانیٹر بنے گا اور یہ بچہ جو اسوقت نماز کے لئے سب کو اکٹھا کرتا تھا بڑا ہو کر پوری امت مسلمہ کو یکجا کرنے میں لگ جائے گا۔ پرائمری سکول کی چوتھی جماعت ہی سے مولانا نیازیؒ نے سکالرشپ حاصل کیا ان کے **جذبۂ** تعلیم کو دیکھتے ہوئے مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے انہیں گورنمنٹ ہائی سکول عیسیٰ خیل میں داخل کرایا گیا۔مولانا نیازیؒ کے گاؤں اور عیسیٰ خیل کے درمیان دریائے کرم گزرتا تھا اس کو عبور کرنے کے بعد عیسیٰ خیل پہنچا جاتا تھا۔آپ کے گاؤں اور عیسیٰ خیل کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے۔یہ فاصلہ طے کرنے کے بعد آپ کو گورنمنٹ عیسیٰ خیل جانا پڑتا تھا۔مولانا نیازیؒ صاحب ابھی پرائمری سکول کے طالب علم ہی تھے کہ اسلامی لٹریچر کے مطالعے کا شوق ہو گیا۔غلام قادر فصیح کی تصنیف ''تاریخ اسلام'' حضرت خالدؓ کی شجاعت،سعد ابن وقاصؓ کی مصر، بلاد روم اور ایران کی فتوحات سے متعلق کتابیں انہوں نے پرائمری تعلیم کے دوران ہی پڑھ لی تھیں۔یوں اکابرین اور مجاہدین اسلام بچپن ہی سے مولانا کے آئیڈیل بن گئے۔

اسلامی فتوحات اور مجاہدین کے کارناموں پر مبنی کتابیں آپ دیئے کی روشنی میں راتوں کو دیر تک پڑھتے تھے۔آپ نے چھٹی جماعت ہی سے تہجد پڑھنا شروع

Marfat.com

کردی۔ آپ کے ذوق مطالعہ کو دیکھتے ہوئے اساتذہ نے آپ کو ہائی سکول کی لائبریری کا انچارج بنا دیا اور یوں آپ کو علم کی پیاس بجھانے کا نادر موقع ملا۔ آپ نے لائبریری سے خوب استفادہ کیا۔ آپ کے نانا جان بھی اسلامی موضوعات کی کتابیں آپ کو پڑھنے کے لیے لا دیا کرتے تھے۔ بچپن میں ایک رسالہ ''صوفی'' آپ بڑے شوق سے پڑھتے تھے جو منڈی بہاؤالدین سے اُن کے نانا جان کے پاس آیا کرتا تھا۔

مولانا نیازیؒ سکول کے دنوں میں اسلامی مورخ غلام قادر فصیح کی تصانیف کو بہت پسند کرتے۔ ان کے بارے میں کہتے تھے ''غلام قادر فصیح کا انداز بیاں اس قدر موثر اور پرکشش تھا کہ وہ میدان جنگ کا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھینچ دیا کرتے تھے ان کی کتابیں تو عربی زبان میں تھیں میں ان کا اردو ترجمہ پڑھا کرتا تھا۔'' انہی عظیم فتوحات اور کارناموں پر مبنی کتابوں کے مطالعہ کا اثر تھا کہ مولانا نیازیؒ کے اندر جرأت واستقامت پیدا ہوگئی اور دور جوانی میں جب ہندو اور انگریز اپنے مخالفین پر گولی چلانے، تشدد کرنے اور جیلوں میں ڈالنے سے گریز نہیں کیا کرتے تھے، مولانا نیازیؒ نے ہندو اور انگریز کے خلاف تحریک جاری رکھی۔ صعوبتیں برداشت کیں، قید و بند کی سختیاں جھیلیں لیکن پائے استقلال میں ذرا برابر بھی لغزش پیدا نہ ہوئی۔ آپ نے ہائی سکول میں اختیاری مضمون کے طور پر عربی پڑھنا شروع کی۔

آٹھویں جماعت میں اعلان ہوا کہ لڑکے مضمون نویسی کے ایک مقابلہ میں حصہ لیں۔ کئی لڑکوں نے ڈسٹرکٹ بھر سے حصہ لیا۔ مولانا کے مضمون کو سب سے بہتر قرار دیا گیا اور یوں مولانا نے پہلا انعام حاصل کیا۔ مولانا نیازیؒ بچپن ہی سے تعلیم و تربیت میں بہت سنجیدہ تھے۔ وہ غیر ضروری سرگرمیوں اور شرارتوں میں حصہ نہ لیتے تھے لیکن زمانۂ طالب علمی کی ایک چھوٹی سی شرارت کا واقعہ سناتے ہوئے آپ بتاتے ہیں کہ........

''شہد کی مکھیوں کے چھتے کی طرح بھڑوں کے چھتے میں بھی کچھ نہ کچھ مٹھاس جمع ہوتی ہے۔ اگر کسی چھتے کو بھڑیں خالی کر دیتیں تو سکول کے لڑکے اس سے یہ مٹھاس کھایا

Marfat.com

کرتے تھے۔ایک بار سب لڑکوں نے مل کر بھڑوں کے ایک چھتے کو پتھر مارنے شروع کر دیئے۔کسی کا نشانہ ٹھکانے پر نہ لگا۔میرا پہلا پتھر ہی عین نشانے پر لگا۔بھڑیں اڑیں اور بہت سے لڑکوں کو ڈس لیا۔سکول میں ایک شور برپا ہو گیا۔ماسٹر صاحب آئے تو لڑکوں نے اس شرارت کے لیے میرا نام لیا، مگر صفائی پیش کرنے اور اسے اجتماعی شرارت بتانے پر میری خلاصی ہو گئی"۔

زمانۂ طالب علمی ہی میں مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ دین کی محبت اور عشق رسول ﷺ سے سرشار ہو گئے۔نصاب کی کتابوں کو جلد ہی پڑھ کر دینی کتب میں منہمک ہو جاتے۔وہ اسلامی کتب کا مطالعہ اتنے شوق سے کرتے کہ انہیں اردگرد کی خبر نہ ہوتی۔نماز پڑھنا، تلاوت کرنا، تہجد پڑھنا، نصابی کتب سے فارغ ہو کر دینی کتب کے مطالعہ میں مصروف ہو جانا نیازیؒ صاحب کا معمول بن چکا تھا۔اس عمر میں جب لڑکے گلیوں، محلوں میں آوارہ گردی کرتے، لڑائی جھگڑے کرنے اور وقت ضائع کرنے میں مصروف تھے نیازیؒ صاحب نے اپنی منزل کا تعین کر لیا تھا۔وہ دین کی اشاعت اور سربلندی کے لیئے اپنی زندگی وقف کر دینے کا پختہ ارادہ کر چکے تھے۔ اساتذہ کو شکایت تھی کہ محمد عبدالستار خان نیازیؒ کی توجہ نصابی کتب سے ہٹ رہی ہے لیکن انہیں نہیں معلوم تھا کہ اس نوجوان کے اندر ایک کشمکش ہے۔یہ اپنے نصاب اور اپنی منزل کا تعین کر چکا ہے۔انہوں نے 1933ء میں میٹرک کا امتحان بھی پاس کر لیا اور گورنمنٹ ہائی سکول عیسیٰ خیل سے فارغ ہو گئے۔دینی علوم میں ان کے شوق اور جذبہ کو سمجھتے ہوئے ان کے ماموں ڈاکٹر محمد کرم داد خان نے مشورہ دیا کہ انہیں لاہور میں "اشاعت اسلام کالج" میں داخلہ لے لینا چاہیے جو انجمن حمایت اسلام کے زیر اہتمام برانڈرتھ روڈ پر کام کر رہا تھا۔اس کالج کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان نوجوانوں کو اسلامی علوم کی طرف راغب کیا جائے اور اسلامی مبلغ بنا کر دوسرے ممالک کے تبلیغی دوروں پر روانہ کیا جا سکے تاکہ مسلمان نوجوان اشاعت اسلام کے لیے کام کر سکیں۔مولانا نیازیؒ نے سوچ لیا اگر وہ اس عظیم درسگاہ میں داخل ہو جائیں تو ان

Marfat.com

کے مشن کی تکمیل میں مدد ملے گی۔ چنانچہ اکتوبر 1933ء مولانا صاحب عیسیٰ خیل سے لاہور آ گئے۔ لاہور میں برانڈرتھ روڈ جس کا نیا نام نشتر روڈ ہے پر انجمن حمایت اسلام کا دفتر تھا اس دفتر کی دوسری منزل پر اشاعت اسلام کالج تھا۔ اس درسگاہ میں داخلہ کے لیے باقاعدہ ٹیسٹ دینا پڑتا تھا۔ مولانا نیازیؒ نے اس داخلہ ٹیسٹ میں بھی پہلی پوزیشن حاصل کی۔ مولانا نیازیؒ اس عظیم درسگاہ کا تعارف کراتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ''اشاعت اسلام کالج'' کا تمام نصاب حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ کے مشورہ سے طے ہوا۔

آپ کی خواہش یہ تھی کہ عیسائی مشنری اداروں کی طرح ہمارے ہاں بھی ایک ایسا تبلیغی ادارہ ہو جس میں علوم قدیمہ وجدیدہ کے امتزاج سے نصاب تعلیم مرتب کیا جائے۔ یہ ادارہ نہایت ہی اہم اور مفید مقاصد کا حامل تھا۔

1935ء کے آخر میں آپ نے کالج کا آخری امتحان دیا اور جب جنوری 1936ء میں رزلٹ آؤٹ ہوا تو معلوم ہوا کہ آپ نے کالج بھر میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔ یوں آپ کو ''ماہر تبلیغ'' کی سند دے دی گئی۔ ایک ایسا ماہر تبلیغ جس نے حقیقی معنوں میں قوم کی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا، جس نے اقبالؒ کے پیغامات کو آگے بڑھایا اور قائداعظم کے ساتھ مل کر قوم کو بیدار کیا۔ اس اسلامی درسگاہ سے مولانا نے جو سند وصول کی اس پر علامہ اقبالؒ کے دستخط موجود تھے۔

محمد عبدالستار خان نیازیؒ جب اشاعت اسلام کالج سے فارغ ہوئے تو علامہ محمد اقبالؒ کی فارسی کتابوں کا بغور مطالعہ کرنے کی خاطر آپ نے فارسی سیکھی۔ عربی پہلے ہی سے جانتے تھے۔ چنانچہ چھ ماہ کے اندر منشی فاضل کا امتحان بھی پاس کر ڈالا۔ کالج کے دنوں ہی سے آپ نے سیاست میں بھی دلچسپی لینا شروع کر دی تھی علامہ اقبالؒ اور قائداعظم آپ کے آئیڈیل اور ہیرو تھے۔ آپ نے گاؤں واپس جانے کی بجائے لاہور ہی میں نہ صرف تعلیم اور مطالعہ جاری رکھا بلکہ نوجوان طالب علموں کے ساتھ مل کر سیاست میں بھی دلچسپی لینے لگے۔

Marfat.com

اپریل 1936ء آپ نے ایف اے کا امتحان پاس کرلیا۔ 1937ء میں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں بی اے میں داخلہ لیا۔ جوں جوں آپ تعلیمی میدان سر کرتے جارہے تھے ساتھ ساتھ سیاست میں عملی طور پر حصہ لینا شروع کردیا تھا۔ لاہور کی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ آپ وقت نکال کر اپنے گاؤں میں بھی جاتے اور وہاں پر اصلاحی کمیٹیاں تشکیل دیتے۔ انگریزوں اور ہندوؤں کی چالوں سے لوگوں کو آگاہ کرتے۔ لاہور کی تعلیمی اور سیاسی سرگرمیوں کے دوران آپ کو حمید نظامی، میاں محمد شفیع (م۔ش) اور عبدالسلام خورشید جیسے نوجوانوں کی رفاقت میسر آ گئی تھی۔ 1938ء میں آپ نے بی اے کی ڈگری بھی حاصل کرلی تھی۔ اس امتحان کی تکمیل کے بعد آپ کو اپنے محسن علامہ اقبالؒ کی نصیحت یاد آ گئی جس میں انہوں نے آپ کو پنجاب یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کی تاکید کی تھی۔ چنانچہ اپنے محسن کی خواہش اور نصیحت کو عملی جامہ پہنانے کے لئے آپ نے پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے میں داخلہ لے لیا۔ ابتدا میں ان کا بی اے کے بعد علی گڑھ یونیورسٹی میں لاء میں داخلہ کا پروگرام تھا۔ لیکن داخلہ کی تاریخیں گزر چکی تھیں۔ اس لئے لاہور ہی میں ایم اے کا پروگرام بنانا پڑا۔ آخر اکتوبر 1940ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے (عربی) کا امتحان بھی پاس کرلیا۔

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ علامہ اقبالؒ کی آفاقی شاعری اور خیالات ونظریات اور شخصیت سے بے حد متاثر تھے 1935ء میں جب آپ اشاعت اسلام کالج میں زیر تعلیم تھے، ان کی علامہ سے یہاں بالمشافہ ملاقات ہوئی۔ یہ ملاقات اگرچہ بنیادی طور پر کالج کے کچھ مسائل کے سلسلہ میں تھی تاہم دوران گفتگو بیرون ملک اس کی اشاعت اور تبلیغ کے بارے میں بھی تبادلہ خیال ہوا کہ اس محاذ پر مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے۔ دوسری ملاقات جون 1936ء میں ہوئی۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ عظیم شاعر علامہ اقبالؒ کے اشعار، خیالات ونظریات اور شخصیت سے بے حد متاثر تھے۔ انہوں نے علامہ اقبالؒ کے اردو اور فارسی کلام کا بڑی گہرائی سے مطالعہ کیا اور انہیں اقبالؒ کے کلام پر مکمل عبور حاصل تھا۔ یہی وجہ

Marfat.com

ہے کہ سوئے ہوئے ضمیروں کو جھنجوڑنے اور مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لیے مولانا نیازی اپنے خطابات اور پیغامات میں اقبالؒ کے اردو اور فارسی اشعار کا برمحل استعمال کرتے تھے۔ چونکہ مولانا نیازیؒ کو لڑکپن ہی سے تاریخ اسلام، صحابہ کرامؓ اور مجاہدین کے کارناموں اور فتوحات پر مبنی کتب پڑھنے کا شوق تھا چنانچہ اسلامی مشن کی خاطر وہ عربی اور اسلامیات کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے۔

ان دنوں لاہور میں برانڈرتھ روڈ پر علامہ اقبالؒ نے اشاعت اسلام کالج قائم کرایا تھا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان نوجوانوں کو خالصتاً اسلامی نظریاتی تعلیم سے آراستہ کیا جائے تاکہ یہ صحیح انداز میں اشاعت اسلام کے کام کو آگے بڑھا سکیں۔ جب مولانا نیازیؒ کو اس کالج کے بارے معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے شوق اور مشن کی تکمیل کی خاطر میٹرک کے بعد لاہور آ کر اس عظیم درسگاہ میں داخلہ لے لیا۔ یوں اس درسگاہ میں مولانا صاحب کا داخلہ لینا آگے چل کر علامہ اقبالؒ سے ملاقاتوں کا باعث بنا۔ اشاعت اسلام کالج انجمن حمایت اسلام کے زیر انتظام چل رہا تھا جس میں اسلامیات کے مکمل نصاب کے علاوہ عربی اور انگریزی بھی سکھائی جاتی تھی۔ 1935ء میں آپ جب اس عظیم درسگاہ میں فائنل ایئر کے طالب علم تھے تو کالج کے کچھ مسائل کے سلسلہ میں علامہ اقبالؒ سے ملنے گئے اور کالج کے مسائل بیان کیے۔ یوں علامہ اقبالؒ سے یہ مولانا نیازیؒ کی پہلی بالمشافہ ملاقات تھی۔ اس پہلی ملاقات کے بارے میں بتاتے ہیں کہ جب وہ ان سے ملنے گئے تو ان کی طبیعت کچھ ناساز تھی اور گلے میں خرابی کی وجہ سے آواز بیٹھی ہوئی تھی۔ مولانا نیازیؒ صاحب نے علامہ اقبالؒ سے اس بات پر بھی گفتگو کی کہ بیرونی ممالک میں اسلام کی زیادہ سے زیادہ تبلیغ کے لئے مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے۔ گفتگو کے اختتام پر علامہ صاحب نے مولانا نیازیؒ کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی مزید تعلیم جاری رکھیں اور اعلیٰ ڈگری کے حصول کے لیے پنجاب یونیورسٹی میں داخلہ لیں۔ جنوری 1936ء میں جب امتحان کا نتیجہ آیا تو معلوم ہوا کہ مولانا نیازیؒ نے اشاعت اسلام کالج میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے۔

Marfat.com

مولانا نیازیؒ اپنے دیگر طالب علم ساتھیوں کے ہمراہ علامہ اقبالؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں بتایا کہ وہ پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ان کی رائے کیا ہے؟ اقبالؒ سے ملاقات کی تفصیل خود مولانا بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔

''1936ء کی بات ہے روزنامہ ''انقلاب'' لاہور میں میاں محمد شفیع (م۔ش) حمید نظامی (ایڈیٹر نوائے وقت) عبدالسلام خورشید اور میرے نام سے ایک بیان جاری ہوا کہ پنجاب یونیورسٹی کے مسلم طلباء کی ایک علیحدہ تنظیم ہونی چاہیے جو انہیں ہندوستان میں ملّت اسلامیہ کی ترقی و سربلندی کے مقاصد اور عزائم سے آگاہ کرے اور انہیں عملی جدوجہد کے لئے تیار کرے۔ ستمبر کے مہینہ میں یونیورسٹی کھل گئی اور ہم واپس آئے تو مسلم طلباء کو ملی عزائم اور مقاصد سے آگاہ کرنے کے لیے ہم نے رابطہ مہم کا آغاز کیا۔ اس وقت علامہ اقبالؒ کی نگرانی اور رہنمائی میں ''انٹر کالجیٹ مسلم برادر ہڈ'' کے نام سے ایک تنظیم کام کر رہی تھی مگر تنظیم صرف علمی و ادبی سرگرمیوں تک محدود تھی۔ اس تنظیم کے سیکرٹری جنرل مولانا محمد ابراہیم علی چشتی مرحوم نے خلافت پاکستان کا ایک نقشہ شائع کیا تھا۔ ان دنوں مسلمان طالب علموں میں سیاسی شعور بیدار ہو رہا تھا۔ اس وقت پنجاب یونیورسٹی میں ''نیشنل سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کے نام سے طالب علموں کی صرف ایک ہی سیاسی تنظیم تھی۔ جس میں نوابزادہ مظہر علی خان (نیشلسٹ) اور پربود کمار (کانگریسی) کی سرگرمیاں نمایاں تھیں۔ انہی دنوں میں اپنے گاؤں سے واپس آیا۔ دسمبر 1936 کی بات ہے کہ نیشنل سٹوڈنٹس فیڈریشن کے مذکورہ اراکین نے قائد اعظمؒ کے خلاف پنجاب یونیورسٹی کے ہال میں ایک مباحثہ کا پروگرام بنایا۔ فیڈریشن کے کانگریسی رکن نے کہا ''جناح کا مواخذہ ہونا چاہیے'' دوسرے لفظوں میں ہندو لڑکوں کا مقصد قائد اعظمؒ کی قیادت کو مسترد کرنے کی کوشش کرنا تھا ان لوگوں نے اشتہارات شائع کیے اور بیانات دیے کہ

Jinnah Will Be Impeached (جناح کا مواخذہ کیا جائے گا) میں

Marfat.com

نے اشتہار پڑھا تو حمید نظامی ،مولانا محمد ابراہیم علی چشتی ،میاں محمد شفیع، عبدالسلام خورشید، ابوسعید انور اور چند دیگر احباب سے مشورہ کیا کہ قائداعظمؒ کے خلاف غداری کے جرم میں مذمت کا جلسہ ہندو کانگریس کے تعصب اور اسلام دشمنی کا شرمناک مظاہرہ ہے۔اس کی ہر قیمت پر مخالفت کرنی چاہیے۔اس فیصلے کے بعد ہم جلسہ شروع ہونے سے پہلے یونیورسٹی ہال میں پہنچ گئے۔ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔سٹیج پر مظہر علی خان پر بودکمار اور دیگر کانگریسی لیڈر موجود تھے۔میں نے کھڑے ہوکر صاحب صدر کو مخاطب کر کے پوائنٹ آف آرڈر (نکتہ اعتراض) اٹھایا کہ تم لوگوں نے ایم اے جناح کیخلاف کس عدالت سے غداری کا فیصلہ کروایا ہے۔ہر شخص کو ملک کے کسی لیڈر کے متعلق موافق یا مخالف رائے رکھنے کا اختیار ہے لیکن اجتماعی طور پر یکطرفہ مذمت کا فیصلہ کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں۔پہلے یہ طے کرو کہ اس ملک کا رہنما کون ہے؟ موہن داس کرم چند گاندھی یا محمد علی جناح؟ کون کہتا ہے جناح غدار ہے؟ پہلے تو یہ طے ہونا چاہیے کہ جناح غدار ہے یا گاندھی غدار ہے؟ رہنما کون ہے گاندھی یا جناح؟

صاحب صدر نے میرا نکتۂ اعتراض مسترد کر دیا۔اس پر ہم سب سٹیج پر چڑھ گئے اور ہم نے منتظمین کو للکارا کہ یہاں پر یکطرفہ مذمت کا پروگرام نہیں چلے گا۔ہم کسی کو یہاں قائداعظمؒ کے خلاف بات نہیں کرنے دیں گے۔ہم مرنے مارنے پر تیار تھے ایک کہرام مچ گیا ہم نے سٹیج پر قبضہ کرلیا۔پھر صاحب صدر کو ہوش آ گیا تو اس نے ہماری رائے کے مطابق Impeached کو Debate میں بدل دیا اور قرارداد پیش کی

Who Should Lead The Country

M.A Jinnah Or M.K Gandhhi

اس ملک کی رہنمائی کون کرے گا؟ گاندھی یا جناح۔کانگریس کے حامی فیڈریشن والوں نے گاندھی کی حمایت میں اور ہم نے قائداعظمؒ کی حمایت میں تقریریں کیں۔ جب ہم لوگ فارغ ہو چکے تو میں نے کہا کہ روز روز اس طرح کے مباحثوں کا مقابلہ

Marfat.com

کرنے لیے کوئی باقاعدہ تنظیم بنی چاہیے۔ یہ آئے دن کے ہنگامے اور الزام تراشیاں درست نہیں ہیں۔ طے ہونا چاہیے کہ ہمیں کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔ میری رائے تھی کہ ہم مسلمان طلبہ کی علیحدہ تنظیم کی بنیاد رکھیں۔ طے پایا کہ اس سلسلے میں علامہ اقبالؒ سے ملاقات کر کے مشورہ کیا جائے۔ چنانچہ اسی شام ہم علامہ اقبالؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ کمبل کی بکل مارے بیٹھے تھے۔ میرے ساتھی اگرچہ علیحدہ تنظیم کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھتے تھے تاہم وہ خائف تھے کہ یونیورسٹی میں ہمیں رجعت پسند، فرقہ پرست، تنگ نظر اور غیر محب وطن کہا جائے گا اور ہم طلبہ کی نظروں میں ''نکو'' بن کر رہ جائیں گے۔ اس لیے علامہ اقبالؒ سے مشورہ ضروری ہے۔ چنانچہ علیک سلیک کے بعد بات چیت شروع ہوئی تو انہوں نے ہمارے آنے کی غرض وغایت پوچھی اور ہم میں سے ایک نوجوان نے کہا یہ نیازی (عبدالستار خان) علیحدہ مسلم تنظیم پر زور دیتا ہے ہمیں ڈر ہے کہ جونہی ہم نے اس انداز میں عملی قدم اٹھایا ہم پر فرقہ پرست، تنگ نظر، رجعت پسند اور غیر محب وطن ہونے کا ٹھپہ لگ جائے گا اور یوں ہمارے سارے پروگرام اور منصوبے ٹھپ ہو کر رہ جائیں گے۔

علامہ اقبالؒ یک دم جوش میں آ گئے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور اپنی عینک اتار کر ہاتھ میں لے لی اور انگریزی میں کہا Agree With MR Niazi (میں مسٹر نیازیؒ سے اتفاق کرتا ہوں) اس کے بعد انہوں نے انگریزی میں مزید یہ کہا جس کا ترجمہ یہ ہے ''اگر میں تمہارا خون چوسنا چاہوں تو مجھے فرقہ پرست، رجعت پسند، تنگ نظر اور غیر محب وطن کہہ سکتے ہو لیکن اگر میں تمہیں اپنا خون چوسنے کی اجازت نہ دوں تو مجھے اس امر کے متعلق پروا نہیں کہ کوئی شخص مجھے فرقہ پرست کہتا ہے یا کچھ اور۔ میں اپنے آپ کو بہر حال اول درجے کا محب وطن سمجھوں گا۔

اس کے بعد علامہ اقبالؒ نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ نیازیؒ ٹھیک کہتے ہیں۔ تم اپنی علیحدہ جماعت بناؤ اور ملک وملت کی عزت، ترقی اور بھلائی کے علیحدہ پروگرام مرتب کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہم مطمئن ہو کر اپنے اپنے

Marfat.com

ٹھکانوں کی طرف چلے گئے۔ دوسرے روز ہم نے پھر وسیع تر حلقہ احباب میں مشورہ کے لیے اجلاس بلایا۔ قرار پایا کہ تنظیم کا نام ''دی پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' رکھا جائے۔ اس کے اغراض و مقاصد طے ہوئے اور علامہ اقبالؒ کے مشورے سے فیڈریشن کا نصب العین ''پاکستان'' قرار دیا گیا۔ اس فیڈریشن کی بنیاد نومبر دسمبر 1936 میں رکھی گئی۔ 1937 میں ہم نے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے زیر اہتمام اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال میں جلسہ کیا۔ اس وقت میں تھرڈ ایئر میں تھا۔ میاں محمد شفیع (م ش) اور انوار الحق صاحب ففتھ ایئر میں تھے۔ ان دونوں کے علاوہ عبدالسلام خورشید اور حمید نظامی بھی مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے سرگرم عہدے دار تھے۔

علامہ اقبالؒ سے مولانا نیازیؒ کی تیسری ملاقات اس وقت ہوئی جب مولانا نے پنجاب ایم ایس ایف کا منشور اور دستور بنا کر علامہ اقبالؒ کی خدمت میں پیش کیا علامہ اقبالؒ نے پنجاب ایم ایس ایف کے منشور اور دستور کو نہ صرف پسند فرمایا بلکہ اس کی تائید میں ایک زبردست تحریری بیان جاری کیا جو مولانا نیازیؒ نے منشور کے ساتھ شامل کر لیا۔

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ بہت خوش قسمت تھے کہ انہیں زمانہ طالب علمی ہی میں رہنمائی اور مثبت سوچ کو پروان چڑھانے کے لیے علامہ محمد اقبالؒ جیسے عظیم فلسفی اور سکالر کی رفاقت میسر آ گئی اور علامہ اقبالؒ نے ہر ذریعہ سے ان کی رہنمائی کی اور مثبت سوچ کو پروان چڑھانے میں بھرپور مدد کی۔

علامہ اقبالؒ نے نیازیؒ صاحب ؒ کی سوچ کو مثبت رنگ دے کر ایک مشن کی طرف راغب کر کے ان میں جرأت و بے باکی پیدا کی اور امت مسلمہ کی بیداری کی تڑپ عطا کی۔ قائداعظمؒ سے قربت ہوئی تو اسلام کا سپاہی، مرد غازی اور مجاہد ملت کہلائے۔

1993 کے انتخابات میں مولانا نے میانوالی سے قومی اسمبلی کے دونوں حلقوں سے انتخابات میں حصہ لیا تھا۔ چنانچہ انتخابی دوروں میں بیس بیس گھنٹے مسلسل

Marfat.com

مصروف رہتے۔ اکثر رات کو بارہ بجے واپس آ کر میانوالی شہر کے جلسوں میں شرکت کرتے۔ ایک ایک گھنٹہ اور دو دو گھنٹوں تک مسلسل تقریر کرتے اور بڑھاپے کے باجود ان کے چہرے پر تھکاوٹ کے آثار کہیں نظر نہ آتے۔ وہ اپنے آپ کو کبھی بوڑھا نہیں سمجھتے تھے۔ اکثر لوگوں سے ہاتھ ملاتے ہوئے مسکراہٹ اور گرجدار آواز میں کہتے کہ تم ایک ''اسی سال'' کے جوان سے ہاتھ ملا رہے ہو اور حقیقت بھی یہی تھی کہ وہ کسی بھی بڑے سے بڑے جوان سے کہیں زیادہ مستعد، بااعتماد اور بارعب تھے۔ 1915ء سے لے کر 2001 میں اپنی وفات تک انہوں نے ایک ایسی تاریخ رقم کی ہے جس میں سینکڑوں روشن باب موجود ہیں۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

(ہفت روزہ ندائے ملت لاہور بابت 10 تا 16 مئی 2001 صفحہ 34 تا 39)

Marfat.com

مجاہد ملّت

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ

تحریر: شیخ عبدالقیوم جاوید

اتحاد بین المسلمین کے سچے داعی اور ملک کے ممتاز عالم دین مجاہد ملّت مولانا عبدالستار خان نیازی کا شمار ایسے علماء کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے تمام عمر نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے تگ و دو میں گزاری۔ آپ اسلام کے شیدائی تھے اور پاکستان کے بہت بڑے حامی تھے۔ آپ فرقہ واریت کے سخت خلاف تھے، ''اتحاد بین المسلمین'' کے حامی تھے۔ آپ نے ''اتحاد بین المسلمین'' کتاب لکھ کر تمام مکاتب فکر کو درس اخوت ومحبت دیا۔

1936ء میں جب متحدہ قومیّت کا فتنہ اپنے عروج پر تھا آپ نے میانوالی میں ''مجلس اصلاح قوم'' قائم کر کے مسلمانوں کے جداگانہ ملی تشخص کو اجاگر کیا۔ 1937ء میں جسٹس انوار الحق مرحوم، حمید نظامی مرحوم، میاں محمد شفیع (م ش) مرحوم، مولانا محمد ابراہیم علی چشتی مرحوم اور ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کے ساتھ مل کر آپ نے ''پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' قائم کی۔ 1938ء میں آپ نے ''مجلس اصلاح قوم'' کا نام تبدیل کر کے ''اصلاح المسلمین'' رکھا اور بعد میں مسلم لیگ میں شامل کر دیا۔ 1942ء میں مسلم لیگ ضلع میانوالی کے صدر منتخب ہوئے اور پھر آپ کو صوبائی کونسل اور آل انڈیا مسلم لیگ کا کارکن چن لیا گیا۔ آپ کی تجویز پر 1944ء میں صوبائی کونسل

Marfat.com

کے اجلاس میں پاکستان کا آئین شریعت اسلامیہ پر مبنی ہوگا قرارداد منظور ہوئی اور یہ قرارداد آل انڈیا مسلم لیگ نے بھی منظور کی۔ 1945ء میں میاں محمد شفیع (م ش) کے ساتھ مل کر ''پاکستان کیا ہے اور کیسے بنے گا'' کے عنوان سے کتاب لکھی۔ 1946ء میں آپ مسلم لیگ کے ٹکٹ پر میانوالی سے ممبر لیجسلیٹو اسمبلی منتخب ہوئے۔ ممبر بننے پر خضر حیات ٹوانہ نے مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کو خریدنے کی کوشش کی، منہ مانگی دولت کی پیش کش کی۔ آپ نے فرمایا ''میرے لئے دولت ایمان ہی کافی ہے، زمین دینا چاہی تو فرمایا ''تم چند ایکڑ زمین کی بات کرتے ہو ہم چھ صوبوں کا پاکستان مانگتے ہیں''۔ اقتدار میں شریک کرنا چاہا تو آپ نے فرمایا

''اسلام کی دی ہوئی عزت ہی کافی ہے''

1953ء میں خواجہ ناظم الدین کے دور حکومت میں وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی کے برخاست کرنے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے ہٹانے کے سلسلہ میں راست اقدام کا فیصلہ کیا گیا تو کراچی میں قائد تحریک ختم نبوت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادریؒ، علامہ عبدالحامد بدایونیؒ و دیگر سرکردہ علماء کرام کو گرفتار کر لیا گیا تو پنجاب میں مولانا عبدالستار خان نیازیؒ نے تحریک کو سہارا دیا اور مسجد وزیر خان لاہور میں مرکزی دفتر قائم کیا اور پرامن تحریک شروع کردی۔ فیلڈ مارشل ایوب خان کا مارشل لاء آیا تو اس وقت کے وزیر صحت ڈبلیو اے برکی نے مولانا کو بلا کر پوچھا کہ آپ کا ہماری حکومت کے متعلق کیا خیال ہے؟ آپ نے مجاہدانہ انداز میں فرمایا کہ یہی سوال امام ابوحنیفہؒ سے خلیفہ منصور نے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا:

(۱) تمہیں عوام کی حمایت حاصل نہیں۔

(۲) تم غاصب ہو۔

Marfat.com

(۳) تم حکومت کے اہل نہیں ہو۔

یہی جواب میرا ہے۔

ایک مرتبہ کراچی میں سیرت النبی ﷺ کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت ایوب خان نے کی تھی۔آپ نے کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہا ایوب خان سے پوچھو اگر کوئی اس کی حکومت کے خلاف بولے تو قانون حرکت میں آجاتا ہے، ریگولیشن موجود ہے اور اگر اس ملک میں حضور اکرم ﷺ کی توہین ہو تو کوئی قانون نہیں ہے۔ یہ الفاظ سن کر ایوب خان سٹیج سے چلے گئے اور کانفرنس کے منتظمین سے کہا یہ مولانا دلیر، بے باک اور نڈر ہیں۔اس پر نظر رکھیں آپ نے تمام عمر نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کی تگ ودو میں گزاری، تجرد کی زندگی اختیار کی۔

آپ کا مشن تھا کہ اگر شادی کر لی اور پھر بیوی بچوں کے جھمیلے میں پڑ گئے تو یہ مشن متاثر ہوگا۔آپ دو مرتبہ وفاقی وزیر مذہبی امور بھی رہے۔وزارت اس لیے قبول کی کہ ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ قائم ہو جائے۔آپ نے شریعت بل بنایا۔قومی اسمبلی سے منظور کرایا مگر حکومت کی کمزوری کی بنا پر سینٹ میں نہ جاسکا اور سینٹ معطل ہوگئی۔ آپ نے ساری زندگی سادگی سے گزاری، آپ چاہتے تو بہت مال و زر جمع کر سکتے تھے مگر آپ نے دنیا کی تمام آلائشوں سے اپنے آپ کو دور رکھا۔وہ ایک داستان تھے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔یہ ''اتحاد بین المسلمین'' کا سچا داعی 2 مئی 2001ء نماز فجر کے وقت اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

(روزنامہ، نوائے وقت لاہور، بابت 29 اپریل 2002ء)

Marfat.com

مجاہد ملّت

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ

تحریر: سید محمد ضمیر حافظ آبادی

تاریخ کے اوراق کو کھنگالا جائے تو بعض شخصیات ایسی ملیں گی جو زبردست طوفان اور آندھیوں میں بھی اپنے مشن کی تکمیل کے لیے مردآہن کی طرح کھڑی رہیں۔ زمانہ کے نشیب و فراز، تغیر و تبدل ان کے پائے استقامت میں لغزش نہ لاسکے۔ بڑے بڑے آمر جابر حکمرانوں کے آگے کلمۂ حق کہنا ان کا وطیرہ بنا رہا۔ کسی کی پروا کیے بغیر وہ ہر دور میں مجاہدانہ وقلندرانہ کردار ادا کر کے اپنی یاد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس دنیائے فانی میں چھوڑ گئے۔ ایسی شخصیات میں سے مجاہد ملّت مولانا عبدالستار خاں نیازیؒ بھی ایک تھے جو زمانہ طالب علمی سے مسلمانوں کے حقوق کے لیے کمر بستہ ہو کر تادم زیست ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے سرگرم عمل رہے۔

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کا تعلق میانوالی کے پٹھانوں کی اس شاخ سے تھا جو عیسیٰ خیل میں آباد ہے۔ آپ 1915ء میں ''اٹک پنیالہ'' (میانوالی) میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ہی آپ والدین کے سایہ سے محروم ہو گئے اور آپ کی پرورش اور تربیت ان کے نانا صوفی محمد خان اور تایا محمد ابراہیم خان نے کی۔ میٹرک تک تعلیم میانوالی سے حاصل کی اور 1933ء میں علامہ اقبالؒ کے قائم کردہ ''اشاعت اسلام

Marfat.com

کالج لاہور" میں داخل ہو گئے۔ 1935ء میں علامہ اقبالؒ نے ماہر تبلیغ کی سند اپنے دستخطوں سے مولانا نیازیؒ کو عطا کی جس کی عظمت کو مولانا نے زندگی کے آخری سانس تک قائم رکھا۔ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور میں طالب علمی کے دوران مسلمان طلباء میں دو قومی نظریہ کے تحت ایک نئی لہر جنم لے چکی تھی۔ آپ نے اپنے ساتھی طلباء میں جن میں مولوی ابراہیم علی چشتی، میاں محمد شفیع (م ش)، ڈاکٹر عبدالسلام خورشید، جسٹس انوارالحق اور ملک اکبر وغیرہ شامل تھے، سے مل کر مسلمان طلباء کی ایک الگ تنظیم قائم کرنے کا ارادہ کیا اور پھر کچھ ہی عرصہ بعد ستمبر 1936ء میں علامہ اقبالؒ کی رہائش گاہ پر اس کی بنیاد رکھ دی گئی۔

قیام پاکستان اور دو قومی نظریہ کے فروغ کے لیے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے جو کردار ادا کیا وہ ہماری تاریخ کا ایک زریں باب ہے اور مولانا نیازیؒ کی شخصیت اس سلسلہ میں ہر جگہ چمکتی اور دمکتی نظر آتی ہے۔

قیام پاکستان کے بعد بھی ملک میں کوئی مذہبی و سیاسی تحریک ایسی نہ تھی جس میں مولانا نے مجاہدانہ کردار ادا نہ کیا ہو۔ 1953ء میں تحریک ختم نبوت کا آغاز اگرچہ کراچی سے ہوا تھا لیکن مولانا نیازیؒ اس تحریک کو پنجاب میں لے آئے جہاں انہوں نے اپنا دفتر مسجد وزیر خان میں قائم کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے آپ کی ولولہ انگیز قیادت میں پنجاب بھر میں پھیل گئی اور حکومت کو مجبوراً لاہور میں مارشل لا کا نفاذ کرنا پڑا۔ اس دوران تحریک ختم نبوت کے مشتعل کارکنوں اور فدائیوں نے ڈی ایس پی فردوس شاہ کو مار ڈالا جس پر بغاوت اور قتل کے الزام میں فوجی عدالت سے مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کو موت کی سزا سنائی گئی۔ دوران قید فوجی کرنل نے مولانا نیازیؒ کو موت کے پروانے پر دستخط کرنے کو کہا تو آپ نے کرنل کو للکارتے ہوئے کہا "جب میں پھانسی کے پھندے کو چوم کر گلے میں ڈالوں گا تو یہ میرے دستخط ہوں گے"۔ بعد میں سزائے موت کا فیصلہ واپس لے لیا گیا۔ آپ نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت دلوانے کے لیے مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ، مولانا محمد ذاکر جامعہ محمدی شریف (جھنگ)، مولانا محمد علی

Marfat.com

رضوی (حیدر آباد) اور دیگر کئی بزرگ ہستیوں کے ہمراہ تقریباً چالیس لاکھ میل کا سفر طے کیا۔ جب کہ دوسری جانب مرزا طاہر پر سوالات کی بوچھاڑ کر کے اسے لاجواب کر دیا۔

مولانا نیازیؒ ایک سچے عاشق رسول ﷺ اور علامہ اقبالؒ کے شیدائی تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی گفتگو اور تقاریر کے دوران جگہ جگہ اقبالؒ کے اشعار سنا کر دلوں کو گرماتے۔ آپ کی گرجدار آواز سامعین پر برق بن کر گرتی اور عشق و مستی میں مگن لوگوں کے قلوب کو منور کرتی جاتی، لگی لپٹی کے بغیر آپ صاف گو مقرر اور ناصح کی طرح اپنا مافی الضمیر بیان کرتے جاتے۔ نواز شریف کے دور اقتدار میں بھی حلیف ہونے کے باوجود واشگاف الفاظ میں کہہ دیا کہ اگر ملک سے سودی نظام معیشت کا خاتمہ نہیں کیا جائے گا تو پھر میرا ڈنڈا تم پر لہرائے گا۔

آپ نے ''اتحاد بین المسلمین'' کے لیے اپنے دور وزارت میں سفارشات مرتب کیں وہ آج تک تمام مکاتب فکر میں مقبولیت کا درجہ رکھتی ہیں۔ مولانا نیازیؒ خشک مزاج ملا نہیں تھے بلکہ باغ و بہار اور نہایت ہی لطیف طبیعت کے مالک تھے۔ آپ نے زندگی بھر شادی کا بندھن قبول نہ کیا۔ 1987ء میں گوجرانوالہ کے ایک شادی ہال میں ''قائدین جمعیت، خادمین کی عدالت میں'' کے عنوان پر بہت بڑا کنونشن ہو رہا تھا جس میں ایک ہزار کے لگ بھگ خادمین پورے ضلع سے شامل تھے جب کہ مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالستار خان نیازیؒ ان کے سوالات کا جواب دے رہے تھے۔ اس دوران راقم کے ایک دوست نے مولانا نیازیؒ سے سوال کرتے ہوئے کہا کہ حضور! آپ نے اب تک شادی کیوں نہیں کی؟ جس پر مولانا نیازیؒ نے برجستہ فرمایا کہ شادی ہال میں بارات پہلے آئی بیٹھی ہے۔ آپ بارات کے کھانے کا بندوبست کریں میں شادی کے لیے تیار ہوں۔ جس پر پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا اور خود مولانا بھی کافی دیر تک مسکراتے رہے۔

آپ کی زندگی کے بے شمار انمول واقعات آج بھی دل و دماغ کو تازگی اور

Marfat.com

فرحت بخشتے ہیں۔ مولانا نیازیؒ کی وفات سے چند ماہ قبل جب جے یو پی (نیازی) کے مرکزی سیکرٹری جنرل اور سابق صوبائی پارلیمانی سیکرٹری (تعلیم) پیر سید عارف حسین شاہ صاحب سانپ کے ڈسنے سے داغ مفارقت دے گئے تو آپ راقم کی اطلاع پر شدید علالت اور گھٹنے میں درد کے باوجود پیرانہ سالی میں رات کے وقت تشریف لائے اور خود نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں بھی اپنی وفات سے چند ہفتے قبل یہاں راقم ہی کی دعوت پر حافظ آباد تشریف لائے جہاں انہوں نے علامہ اقبالؒ کی زندگی کے کئی انمول اور نایاب واقعات سنا کر ہمارے قلوب کو منور کیا اور چند ہی روز بعد آسمان سیاست وطریقت کا یہ درخشندہ ستارہ 2 مئی 2001ء کو اپنے لاکھوں عقیدت مندوں کو داغ مفارقت دے کر مقام ابدی کو کوچ کر گیا۔ آپ کو میانوالی میں سپرد خاک کیا گیا جہاں ملک بھر کے علماء ومشائخ نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔

(روزنامہ ''خبریں'' لاہور بابت 2 مئی 2002ء)

Marfat.com

حق گوئی کی علامت

مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

یوں تو دنیا میں بے شمار انسان آئے اور حیات مستعار کے مقررہ ایام پورے کر کے رخصت ہو گئے اور مرور زمانہ کے ساتھ صفحہ ہستی سے ان کا نام ونشان بھی مٹ گیا۔ گویا وہ بھولے بسرے ہو گئے لیکن بلند پایہ شخصیات نے ملک وملّت اور دین ومذہب پر اپنی جانوں کو قربان کر دیا، لیل ونہار کا ایک ایک لمحہ اس عظیم مشن کے لیے وقف کر دیا، وہ دنیا سے منہ پھیرنے اور قبروں میں بسیرا کرنے کے باوجود ہم میں موجود ہیں ان کا تذکرہ باقی اور ان کی خدمات زندہ وجاوید ہیں۔

ان عظیم شخصیات میں ایک روشن نام حضرت مجاہد ملّت علامہ عبدالستار خان نیازیؒ کا ہے جن کی پوری زندگی دین متین کی اشاعت، نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے جدو جہد، باطل قوتوں اور جابر سلطانوں کے خلاف کلمہ حق بلند کرنے سے عبارت ہے۔

حضرت مجاہد ملّت نے اپنی نجی زندگی کو قومی زندگی پر قربان کر دیا حتیٰ کہ دنیوی آسائشوں اور دولت کے حصول اور ازدواجی زندگی اور اس کے تقاضوں سے کلی طور اعراض کر کے درویشانہ انداز زندگی کو اپنا کر زندگی کا ہر سانس اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین کے لیے وقف کر دیا۔

اگرچہ حضرت مجاہد ملّت کی زندگی بے شمار خوبیوں کا حسین گلدستہ تھی لیکن آپ کا طرّہ امتیاز حق گوئی اور بے باکی کے طور پر مسلّم ومعروف ہے، بڑے سے بڑا

Marfat.com

اور جابر سے جابر حکمران احقاق حق کے سلسلہ میں آپ کی آواز کو دبا نہ سکا اور آپ نے نتائج وعواقب کی پرواہ کیے بغیر کلمۂ حق بلند کیا اور باطل سے سودا بازی کو اپنی زندگی کے قریب نہ آنے دیا حتیٰ کہ ملک امیر محمد خان گورنر مغربی پاکستان، جس کا رعب و دبدبہ ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے اپنے علاقہ کا نواب اور آج کے چاروں صوبوں پر مشتمل صوبے (گویا اسوقت پورے پاکستان) کا حکمران ہونے کے باوجود آپ کی للکار کو نہ روک سکا۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت مجاہد ملت علامہ نیازیؒ کی حق گوئی کے پیچھے دو قوتیں کارفرما تھیں۔قناعت اور پاکدامنی، ان دو صفات سے خصوصی طور پر متصف ہونے کی وجہ سے حضرت مجاہد ملت کو حق بات سے روکنے کی کوشش اور کوئی حربہ کامیاب نہ ہو سکا۔

جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے اور قومی اسمبلی اور سینٹ کے ممبر کی حیثیت سے آپ نے جس انداز میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لیے آوز بلند کی تاریخ اسے ہمیشہ یاد رکھے گی۔ملی یک جہتی کے فروغ اور انتشار وافتراق کے گرداب سے ملّت کی کشتی کو بچانے بلکہ باہر نکالنے کے لیے آپ کی مساعی جمیلہ کے نقوش انمٹ ہیں اور ان عظیم کارناموں کے باعث حضرت مجاہد ملت آج بھی زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

(ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور بابت نومبر 2001ء صفحہ 93)

Marfat.com

ایک مثالی پاکستانی

تحریر: حافظ شفیق الرحمٰن

ابوطالب کلیم فارسی کے ایک شہرہ آفاق شاعر تھے، وہ اور کچھ بھی نہ کہتے تو ان کا صرف ایک شعر ہی انہیں بقائے دوام کا جام عطا کرنے کے لیے کافی تھا۔

وضع زمانہ قابل دیدن دوبارہ نیست
رُو پس نکرد ہر کہ ازیں کارواں گزشت

جب میں نے مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کے انتقال پر ملال کی خبر سنی، تو پہلا المیاتی تاثر میرا اسی شعر کے روپ میں جاگا........ ایک چراغ اور بجھا، بڑھی تاریکی........ ابوطالب کلیم نے اپنے شعر میں زمانے کے جس انداز کو دوبارہ نہ دیکھنے کے قابل قرار دیکر اپنا منہ اہل دنیا سے موڑ لینا چاہا تھا، شاید وہ وضع اس دور میں عروج پر ہے، اسی لیے مولانا عبدالستار خان نیازیؒ اپنے لاکھوں پرستاروں کو روتا چھوڑ کر وہاں چلے گئے جہاں سے کبھی کوئی پلٹ کر نہیں آیا۔

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ ہمارے قومی ہیرو تھے، لیکن کھلنڈروں اور ''اس بازار'' کی مخلوق کو ہیروز کا مقام دینے والے ''اتاترکی'' عہد میں زندہ رہ کر اس مردِ غیور نے اپنی عزت نفس اور انا کو زیادہ دیر ناقدریٔ عالم کا شاکی نہ ہونے دیا، مولانا بظاہر ہمیں داغ مفارقت دے گئے لیکن بباطن ہماری ملی تاریخ اور مشرقی تہذیب کے احوال وظروف میں صدیوں تک زندہ رہیں گے۔ فیضی نے سچ کہا تھا

اے ہم نفسانِ محفل ما
رفتید و لے نہ از دل ما

Marfat.com

جب بھی تحریک پاکستان کی تاریخ کے اُجلے صفحات پر نگاہ پڑے گی...... جب بھی کوئی طالب علم تحریک ختم نبوت کے جانثاروں کے روشن تذکرے پڑھتے ہوئے اپنے دل ودماغ کی بستیوں میں اسم محمد ﷺ کے فیض سے نئی صبحوں کی تخلیق کرے گا......

جب بھی وہ کوئی سیاسی کارکن آمریتوں کے خلاف جنگ لڑنے کے لیے ولولہ تازہ کی تلاش میں لائبریریوں کے شلفوں میں پڑے کرم خوردہ پرانے اخبارات کی فائلیں کھنگالے گا...... اسے جابجا، صفحہ بہ صفحہ اور سطر بہ سطر مولانا کی جرأت و بے باکی اور ایثار قربانی کے انگنت واقعات یہ بتائیں گے کہ اس عظیم شخصیت نے کس طرح چھیاسی سالہ زندگی میں 76 سال حق وصداقت کے چراغوں کو اپنی شہ رگ کے خون سے روشن رکھا...... صدیوں بعد بھی جگ جگ جینے والی پاکستانی قوم میں نوری کی بنجر اور سنگلاخ دھرتی میں کھلنے والے اس خزاں نا آشنا گلاب کی مہک سے اپنے دل ودماغ کے ویرانوں کو تروتازگی بخشنے کے لیے سامان طراوت حاصل کرے گی:

گلزار کے سایوں میں وہی حشر بپا ہے
پھولوں سے ابھی تک تیری خوشبو نہیں جاتی

مولانا عبدالسلام نیازیؒ کے بعد وہ دوسرے نیازیؒ تھے، علم وفضل، جرأت وجسارت، جانسپاری وجانثاری، رعنائی افکار، زیبائی کردار، فقر غیور اور عشق جسور جن کی شخصیت کا بنیادی تعارف بنا، مولانا کوثر نیازیؒ، عمران خان نیازی، منیر نیازی، انعام اللہ نیازی اور حفیظ اللہ نیازی سمیت ہر نامور نیازی کے لیے عبدالستار خان نیازیؒ کی زندگی ایک آدرش اور آئیڈیل کی حیثیت رکھتی تھی، کونسا ایسا نیازی ہے جو زندگی کے کسی بھی شعبے میں آگے بڑھا ہو اور اس نے شعوری، لاشعوری طور پر مرحوم سے اکتساب فیض نہ کیا ہو۔ بلاشبہ وہ نیازی قبیلے کی آبرو تھے۔ قیس عامری کے انتقال پر عرب شاعر نے کہا تھا کہ ''اس کی موت صرف ایک فرد واحد کی موت نہیں بلکہ اس کے مرنے سے تو پوری قوم کی بنیاد ہی انہدام کا شکار ہو گئی''۔

Marfat.com

یہ مولانا کی شخصیت کا کمال اور ان کے کردار کی کرامت ہے جس نے میانوالی کے محروم طبقات کو وہاں کے مقتدر طبقات کے مقابل لا کھڑا کیا۔ ممولے شہبازوں پر جھپٹ پڑے، چڑیاں عقابوں کے لیے پیغام فنا بن گئیں، بھیڑوں نے بھیڑیوں کا ناطقہ بند کر دیا۔ بے زبانوں کو زبان، بے نواؤں کو نوا اور بے دلوں کو حوصلہ ملا.... یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ وہ برصغیر کے پہلے سچے پرولتاری انقلابی تھے، جو اپنے علاقے کی بورژوا کلاس سے ٹکرائے۔ میانوالی کو اپنے باوا کی جاگیر اور یہاں کے عوام کو اپنا ''زرخرید غلام'' تصور کرنے والے سرداروں، وڈیروں اور نوابوں کی دستاروں کے طرہ ہائے پرپیچ وخم کے خم و پیچ ڈھیلے پڑ گئے۔ ''دیہہ خداؤں'' کی خدائی کے علم سرنگوں ہوئے، زمین پر فرعون کی طرح دعوئے خدائی کرنے والے جھوٹے خداؤں کی خدائی کا غرور اپنے جاہ وجلال سمیت خاک میں مل گیا۔ اس مجاہد خطیب کی خطابت نے وہ کام کیا جو آج سے ایک ہزار سال قبل محمود غزنوی نے کیا تھا۔

موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرانے والے اس مرد جری کی صدائے حق جب بھی گونجی وڈیروں کی حویلیوں اور انکے در و بام پر لرزہ طاری کر گئی .....وڈیروں نے حکومتی اور ریاستی مشینری کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے ایک دو بار نہیں بلکہ سینکڑوں بار کوشش کی کہ مولانا کے لیے علاقہ میانوالی کو ''ممنوعہ علاقہ'' بنا کر رکھ دیا جائے۔ بھلا ہوا کے پاؤں میں بھی کوئی بیڑیاں باندھ سکا یا کوئی صیاد خوشبو کے پر بھی کتر سکا ہے۔ مولانا کو میانوالی بدر کرنے کے خواب دیکھنے والے یہ خواب دیکھتے دیکھتے آتشیں رشک وحسد میں جل کر فنا کے گھاٹ اتر گئے لیکن وہ مولانا کی عظمت کے احساس کو میانوالی کے غریب عوام کے اذہان وقلوب سے نہ کھرچ سکے، انہوں نے متعدد بار سوچا۔

اقبالؒ کے نفس سے ہے لالے کی آگ تیز
ایسے غزل سرا کو چمن سے نکال دو

خون آشام جنرل اعظم ہو کہ خون سفاک جنرل آدم .....آمر ایوب خان

Marfat.com

ہو کہ عیاش یحیٰ خان...... بے رحم بھٹو ہو کہ سنگدل ضیاء...... کھلنڈری بے نظیر ہو کہ لاابالی نواز شریف...... اس تہی دست و بے مایہ فقیر نے ہر کسی کو اس کے بھرپور عہد اقتدار میں للکارا...... وہ کبھی مصلحتوں کا شکار نہیں ہوئے...... اس نے جبر و ظلم کے ہر بتکدے میں آذان حق بلند کی۔ اس جرم کی پاداش میں ستون دار پر اپنے سر کا چراغ جلانے کا نادر شاہی حکم سنا تو اسکے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی...... موت کی کوٹھڑی بھی اس کے لئے کوئے جاناں بن گئی۔ وہ گھبرایا نہیں، جیل سے اس نے پیغام دیا۔

وہ جو بالائے دار مرتے ہیں
موت کیا خوشگوار مرتے ہیں

نفاذ نظام اسلام اور استحکام پاکستان کو وہ لازم و ملزوم گردانتے تھے..... پاکستان ان کا پہلا اور آخری عشق تھا...... اس محبوب کی موجودگی میں وہ کسی بھی آنی و فانی دلربا کے جلال و جمال سے نہ کبھی مسحور ہوئے نہ مرعوب ہوئے اس عشق میں وہ شرک کے قائل نہیں تھے...... پاکستان کے ساتھ ان کا عشق بھوزے کا عشق نہیں تھا کہ آج اس روش پر اور کل اس ڈال پر منڈلا رہے ہیں۔ انکا یہ عشق چھتے کے ساتھ شہد کی مکھی کا عشق تھا۔

پاؤں توڑ کے بیٹھے ہیں پائے بند تیرے

جب کبھی کسی دریدہ دہن نے قائداعظم، دوقومی نظریہ اور اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی، عبدالستار خان نیازیؒ شمشیر برہنہ بن کر میدان میں اترے...... 1945ء میں انہی کی کوششوں سے قائداعظمؒ نے دانیال لطیفی اور اس کے ہمنوا کمیونسٹ عناصر سے مسلم لیگ کو پاک کیا...... دریدہ دہنوں کے حلقے میں آج پہلی مرتبہ ایک گونہ طمانیت کا احساس جاگا ہے...... وہ خوش ہیں کہ سیسہ پلائی دیوار گر گئی ہے جو انکی خرافات کے سیل اور طوفان بدتمیزی کے آگے ایک مضبوط بند کی حیثیت رکھتی تھی۔

بابائے ملت قائداعظمؒ اور قائد ملت لیاقت علی خان مرحوم کے بعد وہ ہماری

Marfat.com

تاریخ کے تیسرے ایسے منفرد رہنما تھے، ملت نے جنہیں انکی تابدار خدمات کے اعتراف میں انکی زندگی میں ہی "مجاہد ملت" کا خطاب دے رکھا تھا۔ وہ انتہائی خوش قسمت رہنما تھے کہ جنہیں انکے حریف بھی مجاہد ملت کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے .... پاکستانی سیاستدانوں کی طویل لڑی میں وہ واحد موتی تھا جسکی آب وتاب اور چمک دمک کا اعتراف ہر جماعت کی قیادت اور کارکنوں نے کیا .... گلہ کیا جاتا ہے کہ یہ قوم مردہ پرست ہے زندہ پرست نہیں .... یہاں عظمت کا اعتراف کرانے کے لیے پہلے انسان کو موت کو گلے لگانا پڑتا ہے لیکن عبدالستار خان نیازیؒ نے یہ گلہ کبھی نہیں کیا .... وہ اپنی زندگی میں ایک لیجنڈ بن چکے تھے۔ تمام محب وطن مکاتب فکر ان کی راہوں میں دیدہ ودل کے پھول نچھاور کرتے تھے۔ بے حسی کے رویے ہمارے ہاں اس حد تک توانا ہو چکے ہیں کہ احمد ندیم قاسمی ایسے رجائی اور بے بدل شاعر کو بھی کہنا پڑا۔

عمر بھر سنگ زنی کرتے رہے اہل وطن
یہ الگ بات کہ دفنائیں گے اعزاز کے ساتھ

لاہور میں عمر عزیز کا ایک بڑا حصہ انہوں نے اسلام پورہ اور لکشمی چوک کی ایک سادہ سی عمارت میں بسر کیا۔ وہ چاہتے تو قیام پاکستان کے بعد کھربوں کی جائیداد بنا سکتے تھے۔ لیکن اس مرد درویش نے اس نصاب زر وسیم کی جانب کبھی نگاہ غلط انداز بھی نہ ڈالی۔ ان کے احباب کے حلقے اور ارادتمندوں کے دائرے میں بیسوں کروڑ پتی اور درجنوں ارب پتی تھے لیکن انتہائی غربت اور تنگدستی کے ایام میں بھی حالات کی ناخوشگواری ان کے چہرے سے عیاں نہ ہوتی۔ اس معاملے میں وہ فارسی کے عظیم شاعر طالب آملی کے ہم نوا تھے

بے نیازانہ از ارباب کرم میگزرم
چوں سیہ چشم بر سرمہ فروشاں گزرد

20ویں صدی میں وہ فقیری میں بادشاہی کرنے والے درویشوں کے لشکر

Marfat.com

کے آخری سپاہی تھے۔ان کے دامن میں پیوند تو تلاش کیے جاسکتے تھے لیکن دھبہ ڈھونڈنے سے بھی نہ ملتا تھا۔وہ انتہائی وضع دار شخصیت تھے۔خودداری ان کا اثاثہ تھا، دولت، جاہ وحشمت، شان وشوکت اور اقتدار و اختیار ہر دور میں اس فقیر کی کٹیا کے باہر ہاتھ باندھے اور سر جھکائے کھڑے رہے لیکن سکندرانہ ادائیں رکھنے والے اس قلندر نے ان میں سے کسی ایک کو بھی کبھی اذن باریابی نہیں دیا ۔وہ اس دور زر پرستی میں حسرت موہانی کا نقش ثانی تھے۔ان سے ملنے والا ہر ملاقاتی یہ تاثر لے کر ان کی محفل سے اٹھتا تھا ۔

نہ تخت وتاج میں نے لشکر وسپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

سات دہائیاں سیاست میں گزارنے کے باوجود مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے بذریعہ سیاست ایک پھوٹی کوڑی کا بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔یہ کرامت تھی کہ وہ سمندر میں رہے لیکن اپنا دامن اور ہونٹ تر نہ ہونے دیئے۔غالب مرا تو اس کا ترکہ چند تصاویر اور چند حسینوں کے خطوط تھے،مولانا کا انتقال ہوا تو عصر حاضر کے اس ابوذرؓ کا بھی ترکہ 4 جوڑے کپڑے، 3 اچکن، 4 کلاہ اور ایک عصا تھا۔معطل رکن قومی اسمبلی اور جگر داروں، جاں نثاروں اور وفا شعاروں کے قافلے کے سپہ سالار انعام اللہ خان نیازی نے سو فیصد درست کہا کہ ''مولانا نے زندگی مجاہدانہ انداز میں بسر کی، مادہ پرستی اور زر پرستی کے اس دور میں وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور کی ایک شخصیت تھے۔وہ چاہتے تو لاکھوں ایکڑ زرعی اراضی، کروڑوں کی جائیداد اور اربوں کا بینک بیلنس بنا سکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ان کی صاف گوئی کی طرح ان کی پاکدامنی بھی ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے۔اگر وہ کسی کو اردو سائنس بورڈ، ادارہ اکادمی ادبیات، لوک ورثہ یا کسی کونسل آف آرٹس کا ممبر یا چیئر مین نہیں بنا سکے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ عوام الناس میں سے کسی کا کام نہیں کیا کرتے تھے۔ جب عوام میں سے کوئی انہیں کام کہتا تو فوری ٹیلی فون اٹھا کر مجاز افسران کو سفارش

Marfat.com

کرتے۔ سفارش کو وہ تعلقات کی زکوٰۃ تصور کرتے تھے۔ سائل سے کہتے ''دیکھو بھئی! میں نے تمہارے کام کے لیے کہہ دیا ہے، آگے اس کے عذاب ثواب کے ذمہ دار تم خود ہو''

صاحبزادہ عبدالوحید سبحانی کی روایت ہے کہ ''میاں شریف، نواز شریف اور شہباز شریف تینوں اکٹھے آئے اور آ کر مولانا کے قدموں میں نیازمندانہ سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ مولانا نے جب انہیں کرسیوں پر بیٹھنے کے لیے کہا تو تینوں نے مولانا کے گھٹنے پکڑ لیے اور منت سماجت کرتے ہوئے درخواست کی کہ ''خدارا آپ مذہبی امور کی وزارت قبول کر لیجیے تاکہ وطنِ عزیز میں نفاذ نظامِ اسلام کے لئے راہ ہموار کی جا سکے۔ اس ضمن میں مولانا نے ان گنت تجاویز اور سفارشات مرتب کر کے نواز شریف حکومت کو دیں اور وہ ''مناسب موقع'' پر آئین سازی کی یقین دہانی کرا کے مولانا کو مطمئن کرتے رہے'' عہدے اور مناصب مولانا کے قدموں کی دھول تھے۔ ایوب خان کے زمانے میں انہیں گورنری کی پیشکش ہوئی اور اس درویش خدامست نے یہ کہتے ہوئے اس پیشکش کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیا:

پاؤں کی ٹھوکر پہ رکھتا ہوں جلال خسرواں
میرے مولا، میرے آقا، رحمت اللعالمین

آپ پر ایک بار نہیں چار پانچ بار قاتلانہ حملے ہوئے لیکن آپ اپنے موقف سے کبھی دستبردار نہ ہوئے۔ وہ زندگی کو موت کی امانت قرار دیا کرتے تھے۔ ان کا موقف تھا موت خود زندگی کی حفاظت کرتی ہے۔ خوف نامی کسی شے سے تو واقف ہی نہ تھے۔ دار و رسن کی شاہراہ کے مسافر کبھی بزدل نہیں ہوا کرتے۔

زمیں کو سجدہ کیا خوں سے باوضو ہو کر
میں رزم گاہ سے لوٹا ہوں سرخرو ہو کر

انہیں خریدنے کی خواہش رکھنے والے بک کر بھی انہیں خرید نہ سکے۔ وہ ان مردانِ استقلال میں سے تھے جو ٹوٹ تو سکتے تھے لیکن انہیں جھکایا نہیں جا سکتا تھا۔ وہ

Marfat.com

ان چند حسین وجمیل اور وضع وجیل شخصیات میں سے ایک تھے کہ ان کی ہری بھری قامت پر ہر لباس بجتا تھا لیکن سفید جوڑا، اچکن، کلاہ اور عصاء ان کی شخصیت کے عناصر اربعہ تھے۔ وہ ان معدودے چند صاحبانِ دستار میں سے تھے جو حقیقی معنوں میں معزز تھے۔ وگرنہ اکثر دستار پوشوں کی دستار کی ہر تار کی تحقیق کے بعد یہ ثابت ہوا ہے کہ ہر صاحب دستار معزز نہیں ہوتا۔

ایوب خان کے زمانے میں جب تمام سیاسی رہنما چوہے کی طرح بلوں میں گھسے ہوئے تھے، لگتا تھا کہ کوئی بھی میدان میں نہیں آئے گا اور ایوب خان بلا شرکت غیرے نسل در نسل حکمرانی کرے گا۔ اس دور میں یہاں ممتاز دولتانہ نے اکابر سیاسی زعماء کی ایک میٹنگ کال کی۔ غور ہوا کہ ایوب خان کے خلاف تحریک کیسے شروع کی جائے۔ بحث وتمحیص کے دوران یہ کھوج جاری رہی کہ کوئی آگے بڑھے اور بلی کے گلے میں گھنٹی باندھے۔ ہر نام پر عدم اتفاق ہوتا رہا۔ آخر کار میاں ممتاز دولتانہ نے کہا ''صرف ایک شخصیت ہے جو میدان میں آئے تو عوام اس کے پیچھے چل پڑیں گے'' یار لوگوں نے پوچھا وہ کون؟ ممتاز دولتانہ نے جواب دیا ''وہ شخصیت مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح ہیں'' اب مسئلہ یہ درپیش تھا کہ مادر ملت کو کون آمادہ کرے گا؟ دولتانہ نے کہا کہ ''میں جانتا ہوں پورے ملک میں ایک ہی شخص ہے اور وہ ہے عبدالستار خان نیازی، مادر ملت، نیازی کی بات ٹال نہیں سکیں گی'' لہٰذا مولانا کراچی گئے۔ حسب توقع مادر ملت آمریت کے خلاف عوامی قیادت پر آمادہ ہوگئیں، ایوب خان کے خلاف جمہوریت کی بحالی کی مہم میں مولانا! مادر ملت کے شانہ بشانہ رہے۔ مشرقی پاکستان سے مولوی فرید احمد اور مغربی پاکستان سے مولانا عبدالستار خان نیازی نے ایوبی عہد میں بحیثیت اپوزیشن رہنما سب سے جاندار اور شاندار رول ادا کیا۔ عوامی جلسوں میں مادر ملت کی خواہش پر مولانا کی تقریر مادر ملت سے پہلے کروائی جاتی۔ ایک مرتبہ موچی دروازے کے جلسہ میں جب مولانا نے خطاب کرتے ہوئے یہ جملہ کہا ''مادر ملت آپ دیکھیے گا، جلد ہی یہ فراڈ مارشل (ایوب خان) اور اس کا پالا ہوا

Marfat.com

مونچھوں والا یہ خونخوار ''امیر محمد خان'' ایوان اقتدار سے باہر ہوگا۔ ''تو مادر ملت کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

مولانا ہفت زبان عالم تھے ،انہیں اردو ،فارسی ،عربی ،انگریزی ،پنجابی ،سرائیکی اور پشتو زبان پر قدرت کاملہ حاصل تھی ،شاہ فہد سے ملاقات کے دوران ڈیڑھ گھنٹہ تک وہ بلا تکان رواں دواں عربی میں گفتگو کرتے رہے۔ شاہ فہد نے انہیں عالم اسلام کا سفیر قرار دیا۔

1953ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران ''امروز'' اور ''پاکستان ٹائمز'' اس تحریک کی قیادت کی کردارکشی میں پیش پیش تھے۔ کمیونسٹ پارٹی کے زلہ ربا اور روسی سامراج کے گماشتے میاں افتخارالدین کے دسترخوان کے ریزہ چیں تحریک ختم نبوت کے رہنماؤں میں کیڑے ڈالنے کے عمل کو حریت فکر کی معراج سمجھتے تھے۔ ڈس انفارمیشن پھیلائی گئی کہ مولانا نے اس تحریک کے دوران گرفتاری کے خوف سے ڈاڑھی منڈوا لی نیز یہ کہ وہ دیگ میں چھپ کر فرار ہوگئے۔ یہ سب قادیانی لابیوں کے وظیفہ خوار کمیونسٹ صحافیوں کی زرد صحافت کا شاخسانہ تھا۔ جہاں تک ڈاڑھی منڈوانے اور بغیر ڈاڑھی کے مولانا کی تصویر کا تعلق ہے تو یہ تصویر مولانا کے ایام جوانی کی ہے جب انہوں نے ابھی ڈاڑھی رکھی نہیں تھی۔ اب اس جھوٹ کا پول کھل چکا ہے اور ایک معاصر روزنامے نے مولانا کی گرفتاری کی تصویر شائع کی جس میں مولانا کی ڈاڑھی اپنے پورے حسن و جمال کے ساتھ ان کے وجیہہ چہرے پر بہار دے رہی ہے۔ جہاں تک تعلق ہے دیگ میں چھپ کر بھاگنے کا تو خدارا بتائیے کہ ایک سوا چھ فٹ کا لحیم شحیم آدمی کیسے ایک دیگ میں سماسکتا ہے۔

مولانا علم وادب ،فکروفن ،شعروسخن اور صحافت وابلاغ کی دنیا سے تعلق رکھنے والے ہر فرد کا انتہائی احترام کیا کرتے تھے۔ وہ خود بھرپور علمی شخصیت تھے ،ولی ،ولی کو اور عالم ،عالم کو بخوبی جانتا ہے۔ علامہ اقبالؒ ،مولانا علم الدین سالک ،مولانا ظفر علی خان ،مولانا غلام رسول مہر ،مولانا عبدالمجید سالک ،مولانا مرتضیٰ احمد خاں میکش ،

Marfat.com

حمید نظامی، پروفیسر مرزا منور، احسان دانش اور ڈاکٹر طاہر القادری ایسی کوہ قامت اور ہمالیاتی علمی، ادبی، اور صحافتی شخصیات سے ان کے ذاتی اور بے تکلفانہ مراسم تھے لیکن وہ ہرٹٹ پونجیئے ''قلم بردار'' اور ہری چگ خامہ بگوش کو ادیب اور صحافی تسلیم نہیں کیا کرتے تھے، اس معاملے میں وہ انتہائی بے باک اور اکل کھرے انسان تھے۔ ایسا کوئی ''جعلی دانشور'' سامنے آجاتا تو وہ صاف صاف لفظوں میں بتادیتے کہ ''میاں! حدادب''.......

یہ تو طے ہے کہ آفتاب نصف النہار کے روبرو ٹمٹماتے چراغوں کی دم توڑتی لوؤں کی حیثیت ہی کیا ہوتی ہے.........کیچڑ میں لت پت غلیظ کنکر کوہ نور کا سامنا کیسے کرسکتا ہے؟.......پستیوں کی چوٹیوں پر تنقید سے چوٹیوں کی قامت کم نہیں ہوجاتی ......کانٹے پھولوں پر طعن توڑیں تو پھولوں کا حسن وجمال ماند نہیں پڑجاتا۔

(روزنامہ ''دن'' لاہور مورخہ 4-6-7 مئی 2001ء کالم ''آئینہ خانہ'')

Marfat.com

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ

تحریر: منیر احمد منیر

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کا نام پہلی بار اسوقت سنا جب 53ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا مودودی کے ساتھ انہیں بھی پھانسی کی سزا کا حکم ہوا۔ ہم حسب معمول سیالکوٹ میں اپنے قریبی محلہ اراضی یعقوب کی مسجد ارائیاں میں نماز جمعہ کے لیے گئے۔ خطیب مولانا عبدالرحیم صاحب فاضل دیوبند نے نمازیوں کے سامنے ایک ریزولیشن پیش کیا جس میں حکومت سے ان دو علماء کی پھانسی کی سزا منسوخ کرنے کا مطالبہ تھا۔ مولانا نے قرارداد کا نہیں ریزولیشن کا لفظ بولا تھا۔ عمر کی مناسبت سے میرے لئے یہ ایک نیا لفظ تھا۔ اگر وہ قرارداد کہتے تو ہمارے لیے وہ بھی نیا ہی لفظ ہوتا۔ ریزولیشن پیش کرنے کے بعد مولانا عبدالرحیم صاحب مرحوم نے نمازیوں سے استفسار کیا، آپ کو یہ ریزولیشن منظور ہے۔ سب نے بیک آواز کہا منظور ہے۔ ابالی عمریا تھی اس لیے ہم بچہ لوگ نیازیؒ کو نذیر سمجھتے رہے یا پھر میرے چچا نور محمد صاحب جو کٹر احراری تھے اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے زبردست حاشیہ نشین، جب ان دنوں گاؤں چیانوالی سے، جہاں ان کی چودھراہٹ بلکہ دبدباہٹ تھی، سیالکوٹ آتے تو والد صاحب کے ساتھ ان کی گفتگو کے دوران میں مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کا بھی گرفتاری اور سزائے موت کے حوالے سے تذکرہ ہوتا۔

61ء میں میٹرک کرنے کے بعد میں نے مرے کالج سیالکوٹ میں داخلہ لیا اور ساتھ ہی روزنامہ ''کوہستان'' کا باقاعدگی سے اور ''جنگ'' راولپنڈی کا بے قاعدگی سے مطالعہ شروع کر دیا تو مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کے بیانات پڑھنے اور تصویریں

Marfat.com

دیکھنے کا موقع ملتا رہا بالخصوص ''کوہستان'' میں۔

63ء میں مرے کالج سٹوڈنٹس یونین نے 21 اپریل کو کالج کے مولوی میر حسن ہال میں یوم اقبالؒ کی تقریب منعقد کی۔ صدر جلسہ ڈاکٹر جاوید اقبال تھے اور مہمان خصوصی مولانا عبدالستار خان نیازیؒ۔ جماعت اسلامی کے چودھری عبدالحفیظ ایڈووکیٹ نے اپنی تقریر کو خاصا طول دے دیا۔ لوگ بور ہونا شروع ہو گئے۔ لوگ دراصل ڈاکٹر جاوید اقبال اور مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کے لیے بے چین تھے۔ اس لیے بھی وہ چودھری عبدالحفیظ صاحب کی تقریر کا جلد خاتمہ چاہتے تھے۔ ان کے بعد مولانا نیازیؒ کا نام پکارا گیا تو لوگوں کی خوشی دیدنی تھی۔ جونہی مولانا مائیک پر آئے سامعین ہنسنے لگے اس لیے کہ مولانا نے کاغذات اور کتابوں کا ایک بستہ اٹھا رکھا تھا۔ مولانا لوگوں کا ہنسنا بھانپ گئے۔ کہنے لگے فکر نہ کریں، میں چودھری صاحب کی طرح لمبی تقریر نہیں کروں گا۔ لوگ کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ مولانا نے اقبالؒ کے حوالے سے تقریر کی اور اپنی مقررانہ خوبیوں اور اقبالیانہ معلومات سے ہم نوجوانوں کا جی خوش کر دیا۔ میرے ساتھ اُس وقت ہمدم دیرینہ نذیر احمد (اب خواجہ نذیر احمد۔ پاکستان ریلوے) بھی تھا۔

رات کو باہر لان میں ایک مشاعرے کا اہتمام تھا۔ اس محفل مشاعرہ کی صدارت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کر رہے تھے۔

مرے کالج کے اس مشاعرے میں عبدالحمید عدم مائیک پر آئے تو وہ بری طرح دھت تھے۔ لہک لہک کر اپنا کلام سناتے رہے۔ بالآخر بہک گئے۔ خدا سے ماتھا لگا بیٹھے۔ جہاں خدا، رسولؐ، پاکستان اور قائد اعظمؒ اور اقبالؒ کا معاملہ آتا نیازیؒ صاحب کسی مصلحت کے قائل نہ تھے۔ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ عدم کو ٹوکا اور کہا میں ایک غیر شاعر آدمی ہوں لیکن آپ کی تشبیہوں اور استعاروں کو سمجھتا ہوں۔ آپ اپنی شاعری کو حدود میں رکھیں۔ محفل پر سناٹا چھا گیا۔ کوئی بدمزگی نہ ہوئی۔ عدم محتاط ہو گئے۔

پھر ہم ''کوہستان'' میں یہ بھی پڑھتے رہے مولانا عبدالستار خان نیازیؒ میکلوڈ روڈ پر تانگے پر سوار ہو رہے تھے کہ چند غنڈوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہوں نے

Marfat.com

دوڑ کر دکان میں چھپ کر جان بچائی۔ دراصل ان کی نواب امیر محمد خان آف کالا باغ سے لڑائی تھی، جو ان دنوں گورنر مغربی پاکستان تھے۔ کالا باغ نے ان پر کئی قاتلانہ حملے کروائے۔ لالچ بھی دیا لیکن مولانا ڈٹے رہے۔ قاتلانہ حملوں کی بھی ساری تفصیل ''مولانا کی کہانی خود ان کی زبانی'' میں موجود ہے جو میں نے ''آتش فشاں'' کے تحت ''میں مولانا عبدالستار خان نیازیؒ'' کے نام سے شائع کی تھی۔

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ بڑے نڈر انسان تھے وہ مدت تک اس کالا باغ کے سامنے ڈٹے رہے جس کا قہر علاقہ بھر میں مشہور تھا۔ یہ واقعہ مجھے سردار عبدالحمید دستی نے سنایا، ''اسوقت یہ اسمبلی (پنجاب) کا ممبر تھا اور میں منسٹر تھا۔ ایک روز اس نے کہا میں عبرتناک سزا دیتا ہوں۔ اس کی مثال اس نے یہ سنائی کہ میرے سیب کے درخت سے ایک سیب خود بخود گر گیا۔ وہ سیب ایک آدمی لے گیا۔ پتا نہ چلا کون لے گیا۔ تین ماہ بعد پتہ چلا کہ فلاں شخص تھا۔ پھر میں نے اسے سزا دی۔ اس کے بعد میرے پھل گرے پڑے رہتے ہیں لیکن مجال ہے جو کوئی نزدیک آئے۔

(بحوالہ ''سیاسی اتار چڑھاؤ'' صفحہ 200 پبلشرز ''آتش فشاں'' 31 ٹیمپل روڈ لاہور)

سید مرید حسین شاہ مرحوم (سابق ایم این اے سیالکوٹ) نے مجھے انٹرویو کے دوران میں نواب کالا باغ کے متعلق بتایا'' کالا باغ ولایت سے پڑھ کر آیا تو ساتھ خاص قسم کے کتے لایا۔ کوئی مانگنے والا فقیر آیا، اُسے وہ کتے پڑ گئے۔ قدرتی بات تھی کہ جن لوگوں نے دیکھا وہ فقیر کو کتوں کی دستبرد سے چھڑانے لگے۔ کالا باغ نے انہیں سختی سے منع کر دیا۔ کتوں نے اس فقیر کو پھاڑ ڈالا۔ اس کے بعد لوگوں کو سمجھانے لگا کہ اس طرح کتوں کو جھجک ہو جاتی ہے۔ یہ نواب کالا باغ کی ابتدا تھی'' (ایضاً صفحہ 329)

مرید حسین شاہ صاحب ہی راوی ہیں کہ نواب کالا باغ اپنے علاقے میں کسی کو مجبور کرتا رہا کہ وہ اپنی زمین اس کے آگے بیچ دے۔ وہ شخص مانتا نہیں تھا تو میانوالی کے بازار میں دن دہاڑے اسے گولی مار دی گئی۔ اس کی لاش سارا دن وہاں پڑی رہی کوئی نزدیک ہی نہ جائے۔ مولانا عبدالستار خان نیازیؒ اس نواب کالا باغ کے سامنے

Marfat.com

سینہ سپر رہے، لیکن اس کے قہر و جبر کا کوئی انداز خوفزدہ نہ کر سکا۔

مادر ملت جب انتخابی مہم کے سلسلہ میں میانوالی پہنچیں تو جلسۂ عام میں چودھری محمد علی نے میانوالی کے شہریوں کو حوصلہ مندی اور جرأت پر داد دی کہ مغربی پاکستان تو چند سال میں ہی کالا باغ کی گورنری کے مظالم سے بلبلا اٹھا ہے۔ آفریں ہے آپ پر جو اتنے عرصے سے اس کے مظالم سہہ رہے ہیں۔ اس پر مولانا نیازیؒ نے کہا، چودھری صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے ہم تو اس کالا باغ کو جوتی کی نوک پر بھی نہیں رکھتے۔ مولانا نیازیؒ نے اس الیکشن کے موقع پر مادر ملت کے ساتھ پورے ملک میں دورے کیے۔ جب 9 جولائی 67ء کو مادر ملت کا اچانک انتقال ہوا تو لاہور کے گول باغ میں جسے اب ناصر باغ کہتے ہیں، مولانا نے مادر ملت کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔

66ء سے 68ء تک ہم پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ صحافت میں طالب علم تھے۔ نیو کیمپس اس وقت شہر سے دور اجاڑ میں تھا۔ اس مناسبت سے جب ہم نیو کیمپس سے لاہور آتے تو میری کوشش ہوتی کہ دو شخصیتوں سے ضرور ملا جائے۔ آغا شورش کاشمیری اور مولانا عبدالستار خان نیازیؒ۔

''چٹان'' کا دفتر میکلوڈ روڈ پر اور مولانا نیازیؒ بھی قریب ہی لکشمی چوک کی لکشمی بلڈنگ میں اوپر کی منزل کے ایک پرانے سے کمرے میں رہتے تھے۔ آغا صاحب کا تو بڑا کھلم کھلا قسم کا سٹائل تھا۔ ''چٹان'' کے کارکنوں کی ڈانٹ ڈپٹ ہو رہی ہے، گالم گلوچ کا بازار گرم ہے۔ لیکن جب ہم لکشمی مینشن کی سیڑھیاں طے کر کے مولانا نیازیؒ کے پاس پہنچتے تو اکثر وہ قرآن کریم کھول کر اس کی تلاوت کر رہے ہوتے۔ میرے ساتھ عام طور پر یہ دوست ہوتے ظفر اقبال احمد، قیصر سلیم ڈار، رانا جمشید علی جم اور کبھی کبھی کنور دلشاد بھی۔

دو باتیں تو تقریباً وہ ہر بار دہراتے۔ ایک پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے زمانے کی بات جو حمید نظامی مرحوم کے متعلق تھی، اُسے وہ حمید نظامی مرحوم پر اپنا احسان کہا کرتے تھے۔ دوسری یہ بات کہ ''اس ملک کی بربادی میں نوے فیصد حصہ

Marfat.com

میاں ممتاز دولتانہ کا ہے۔'' استاذ محترم پروفیسر وارث میر صاحب کلاس روم میں اپنے لیکچر کے دوران میں اکثر اس کا ذکر کیا کرتے کہ حمید نظامی نے م۔ش اور مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کا ''نوائے وقت'' میں نام شائع کرنے پر دس سال تک پابندی لگا رکھی تھی۔ میر صاحب نے وجہ نہیں بتائی۔ نہ ہم نے کبھی م۔ش صاحب اور نیازیؒ صاحب سے اس کا ذکر کیا۔

اسی زمانے میں اسلامی جمعیت طلبہ نے اپنے اجلاس میں کالا باغ کے دو وزیروں ملک خدا بخش بُچہ اور محمد علی ہوتی کو بلایا۔ مولانا نیازیؒ اس پر بڑے ناخوش تھے۔ ہمارے سامنے وہ اپنی اس ناخوشی کا اظہار جمعیت طلبہ کو جمعیت طبلہ کہہ کر کر رہے تھے کہ اس نے بچے کچے کو اپنے فنکشن پر بلالیا۔ بُچہ وہ شخص ہے جس نے خضر حیات کے زمانے میں قائداعظمؒ کے وارنٹ نکالے تھے۔ چلو محمد علی ہوتی ٹھیک ہے۔ اس نے پاکستان موومنٹ میں کام کیا ہے۔

دراصل مولانا نیازی قائداعظمؒ، اقبال اور پاکستان کے فریفتہ تھے۔ ان کی شان میں کوئی گستاخی برداشت نہیں کرتے تھے۔ مفتی محمود کا بڑا مشہور واقعہ ہے۔ جب سقوط ڈھاکہ ہوا۔ اس کے بعد ایک موقع پر اپوزیشن جماعتوں کے قائدین کی چودھری ظہور الٰہی کے گھر میٹنگ تھی۔ مفتی محمود نے قیام پاکستان کے حوالے سے کہا کہ خدا کا شکر ہے ہم اس گناہ میں شامل نہیں۔ اس پر مولانا نیازیؒ مفتی محمود کو ایک تگڑی سی گالی دیتے ہوئے اپنا ڈنڈا لے کر اس کی طرف لپکے۔ چودھری ظہور الٰہی وغیرہ نے بیچ بچاؤ کرادیا ورنہ اس گستاخ پاکستان کی اس مجاہد پاکستان کے ہاتھوں اس روز خیر نہیں تھی۔ یہ تفصیل میرے پاس من و عن لکھی ہوئی موجود ہے۔

آمریت کے سخت دشمن تھے۔ اسی حوالے سے ایوب خاں کے سخت مخالف۔ ایوب خاں کے حامیوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ ان کے بعد کون ہے جو ملک کی قیادت کرسکے۔ ایک روز لکشمی مینشن میں میں نے مولانا سے یہی سوال کردیا کہ ایوب خاں کا متبادل کون ہے؟ مولانا نے کہا اس سے گدھا بھی اچھا۔ جب کمانڈر انچیف

Marfat.com

جنرل محمد یحییٰ خان اپنے پیش رو کمانڈر اور صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خان کو ہٹا کر ان کی جگہ مسند اقتدار پر بیٹھ گیا اور پھر جس طرح مشرقی پاکستان، پاکستان سے الگ ہوا، مجھے مولانا کا یہ جملہ بڑا یاد آیا کہ ''اس سے گدھا بھی اچھا''۔

ذوالفقار علی بھٹو کو ایوب خان نے وزارت سے نکال دیا۔ میر رسول بخش تالپور نے بھٹو صاحب کے اعزاز میں استقبالیہ دیا، تو جلد ہی انہیں نظر بند کر دیا گیا۔ اس پر ایک تقریب میں مولانا نیازیؒ نے یوں تبصرہ کیا کہ اگر بھٹو کو ایک استقبالیہ دینے کے جرم میں میر رسول بخش تالپور کو تین ماہ کے لیے نظر بند کیا جاتا ہے تو ایوب خان کو آٹھ سال کے لیے جیل بھیج دینا چاہیے۔ جس نے بھٹو کو آٹھ سال تک اپنا وزیر بنائے رکھا۔

مولانا بڑی پر کشش، بارعب دبدبے والی شخصیت تھے۔ استاد محترم ڈاکٹر عبدالسلام خورشید صاحبؒ ہمیں کلاس روم میں یہ واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ انہوں نے ایک مضمون میں لکھ دیا مولانا عبدالستار خان نیازیؒ آف دبدب۔ لوگ سمجھے شاید دبدب کوئی سٹیٹ ہے جس کے مولانا والی ہیں۔ مولانا بھی ہمیں ڈاکٹر صاحب کے متعلق بتایا کرتے تھے کہ میں نے خورشید کو مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن سے چودہ سال کے لیے نکال دیا تھا۔

استاذ محترم ظہور عالم شہیدؒ صاحب کے ساتھ مولانا کی بڑی بے تکلفی تھی۔ شہید صاحب کے روزنامہ ''جاوداں'' کا دفتر بھی لکشمی چوک میں تھا۔ جب 70ء میں مولانا میانوالی میں ملک مظفر سے ہار گئے اور شہید صاحب کے پاس آ کر تفصیلات بیان کرنے لگے کہ میں بار انہیں ہرایا گیا ہوں۔ شہید صاحب اپنے مخصوص بے تکلفانہ انداز میں جب نیازیؒ صاحب سے مخاطب ہوتے تو دفتر میں موجود ہم نوجوانوں کے لیے اس میں تفنن طبع کا خاصا سامان ہوتا۔ شہید صاحب کے یہ بے تکلف جملے ایسے ہوتے تھے کہ وہ لکھے نہیں سننے ہی سے تعلق رکھتے تھے۔ اس لیے میں اصل الفاظ گول کر گیا ہوں۔

بہرحال شہید صاحب سے مولانا کا بڑا یارانہ تھا۔ جب میں نے ''آتش فشاں'' میں شائع ہونے والے مولانا کے طویل انٹرویو کو ''میں مولانا

Marfat.com

عبدالستار خان نیازیؒ'' کے عنوان سے کتابی شکل میں شائع کرنا چاہا تو میری خواہش تھی کہ اس کا پیش لفظ شہید صاحب لکھیں۔ شہید صاحب کہنے لگے، مجھ سے بہتر نیازیؒ کو کون جانتا ہے۔ میں پیش لفظ ضرور لکھوں گا۔ لیکن 26 اور 27 دسمبر 1988ء کی درمیانی شب شہید صاحب کی رحلت سے میری یہ خواہش پوری نہ ہوسکی۔ پھر ملک کے معروف اخبار نویس اور میرے دوست ہارون رشید نے یہ پیش لفظ لکھا۔

یہ بات میں نے شروع سے آخیر تک دیکھی کہ جب بھی بڑے بوڑھوں کے ساتھ مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کا ذکر چھڑتا تو وہ ایک بات ضرور کرتے کہ 53ء کی ختم نبوت ایجی ٹیشن میں مولانا نیازیؒ مسجد وزیر خان سے ڈاڑھی منڈوا کر اور برقعہ پہن کر فرار ہوئے تھے۔ کوئی کہتا دیگ میں چھپ کے بھاگے تھے۔

جب میں نے اشرف تنویر کو ان کے انٹرویو پر مامور کیا تو میں نے انہیں اس کی تفصیل دریافت کرنے کا بھی کہا۔ مولانا کی دلیل کافی وزنی تھی کہ اتنے قد کاٹھ کا آدمی برقعہ پہن کر بھی نکلے تو پہچانا جائے اور پکڑا جائے اور نہ اس قد کاٹھ کا آدمی دیگ میں سمائے۔ مولانا نے ''میں مولانا عبدالستار خان نیازیؒ'' میں ان باتوں کی تفصیل کے ساتھ واقعاتی انداز میں تردید کی ہے۔ بہرحال اصل بات اللہ جانے۔

ڈاڑھی مونچھ منڈی فوٹو کا ذکر تو میرے ساتھ بہت لوگوں نے کیا اور یہ دعویٰ بھی کیا کہ وہ فوٹو ان کے پاس ہے لیکن میرے اصرار کے باوجود کوئی شخص ایسی فوٹو مجھے پیش نہیں کرسکا۔

مولانا نیازیؒ عمر بھر قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ سے بے حد متاثر رہے وہ خود کہتے ہیں ''میں علامہ اقبالؒ سے بے حد متاثر ہوا ہوں، میرا پروگرام تھا کہ بی اے کرنے کے بعد ان کے پاس رہوں گا لیکن افسوس کہ ادھر میرا بی اے کا آخری پرچہ ہوا تو ادھر 21 اپریل 1938ء کو علامہ اقبالؒ کا انتقال ہوگیا۔

مولانا عمر بھر خلافت کے قیام کے داعی رہے۔ 39ء میں دہلی جا کے قائداعظمؒ کے ساتھ ملاقات کی۔ قائدؒ سے بھی انہوں نے خلافت پاکستان سکیم کی بات کی۔

Marfat.com

ایک مرحلے پر مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، مولوی ابراہیم علی چشتی، حکیم انور بابری اور میاں محمد شفیع (م۔ش) ان چاروں نے عہد کیا کہ جب تک پاکستان میں خلافت قائم نہیں ہو جاتی، شادی نہیں کریں گے۔ مولانا کہا کرتے تھے کہ اس عہد پر صرف ابراہیم علی چشتی اور وہ خود قائم رہے جبکہ بابری صاحب نے بھی شادی کر لی اور م۔ش صاحب نے تو تین شادیاں کیں۔ عمر بھر شادی نہیں کی لیکن کردار کی پختگی کو بھی آنچ نہیں آنے دی۔ یہاں تک کہ نجی محفلیں بھی صاف ستھری، شاندار اور بامقصد گفتگو سے مرصع ہوتیں۔

70ء کے زمانے میں جب میں کونسل مسلم لیگ کے لیڈروں کے ساتھ ''نوائے وقت'' کی طرف سے ان کے جلسوں کی رپورٹنگ کے لیے میانوالی اور لیہ وغیرہ ان کے ساتھ گیا، راستے میں مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کا خاصا ذکر رہا۔ چودھری محمد حسین چٹھہ مرحوم نے کہا ''مولانا نیازیؒ بہت مضبوط کردار کا شخص ہے''۔

2 مئی 2001ء کی دوپہر ''خبریں'' کے دفتر میں رانا عامر نے ان کے انتقال کی خبر سنائی تو طبیعت اداس ہوگی۔ کیا جرّی انسان تھا۔ میانوالی کا یہ باشندہ لاہور کی سیاسی اور ثقافتی زندگی میں اس قدر رچ بس چکا تھا کہ اس کے بغیر لاہور سُونا سُونا سا لگتا ہے کہ اسی لاہور نے اس کی حُب الوطنی، جرأت، ایثار اور پیار کے نظارے کیے ہیں۔ لیکن آج لاہور کی مٹی اسے اپنے اندر سمونے کے اعزاز سے محروم ہے اور وہ لاہور سے دُور، بہت دُور اپنے آبائی گاؤں میں ایک عہد کی تمام تر اچھائیاں سمیٹے تہ خاک ہے۔ لاہور کو اپنی اس محرومی کا سدا احساس رہے گا۔

(روزنامہ خبریں لاہور بابت 6\5\4 مئی 2001ء کالم ''آتش فشاں'')

Marfat.com

مجاہد ملّت مولانا

عبدالستار خان نیازیؒ کی یاد میں

تحریر: مستقیم احمد خان

میں نیا نیا زندہ دلوں کے شہر لاہور میں وارد ہوا تھا۔ عمر میری گیارہ بارہ سال تھی۔ ہم برکت علی اسلامیہ ہال کے قریب دو کمروں کے کوارٹر میں رہتے تھے۔ پانچویں جماعت میں پہنچا تو ''بابا'' (والد صاحب) نے مجھے نزدیکی سکول میں داخل کروادیا۔ سکول صاف ستھرا تھا۔ استاد بھی اچھے تھے۔ یہ سکول ''کیلوں والی سڑک'' کی اندرونی گلیوں میں تھا۔ میں پیدل ہی گھر سے سکول جاتا اور دوپہر کو واپس آتا۔

ایک روز سکول سے واپس آرہا تھا کہ ایک اونچا لمبا سرخ و سپید نوجوان نظر پڑا۔ وہ پختون نظر آتا تھا۔ سفید کرتہ سفید شلوار (یا شاید تہبند) اور سر پر سفید پگڑی سرگودھا میانوالی کے علاقے کی طرز پر بندھی ہوئی۔ اس وقت کلاہ یا طرہ نہ تھا۔ وہ سادہ سا مگر مضبوط نوجوان اس علاقے میں منفرد نظر آرہا تھا۔ ایسا لمبا اور سرخ و سفید آدمی صوبہ سرحد کے آس پاس کا باشندہ لگتا تھا۔ اس کی نئی نویلی ڈاڑھی بالکل سیاہ تھی۔ کہیں سے لمبی کہیں سے چھوٹی اور بیچ میں بالکل چھدری۔

اس کے ہاتھ میں کھانے کا برتن تھا۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا سکول کے ساتھ والی گلی میں مڑ گیا اور ایک بلڈنگ کے اندر چلا گیا۔ اس بلڈنگ میں کرائے کے فلیٹس تھے جو اس زمانہ میں اچھی رہائش گاہ سمجھی جاتی تھی۔ ان میں استاد، پروفیسر اور

Marfat.com

پڑھے لکھے لوگ رہتے تھے۔ وہ غالباً کسی استاد کے گھر سے اس کا دوپہر کا کھانا لینے کسی فلیٹ میں گیا تھا۔

چند دن بعد میں نے اس کو پھر دیکھا۔ وہ بڑی موٹی موٹی بھاری بھرکم کتابیں بغل میں کچھ سر پر اٹھائے بلڈنگ سے نکلا اور مضبوط قدموں سے چلتا نظر سے دور ہو گیا۔ میں اس کے چہرے مہرے اور پرعزم چال سے مرعوب ہو رہا تھا۔ وہی پٹھانوں کی سی پشاوری چپل۔ رعب دار بڑی بڑی آنکھیں مضبوط شانے اور سڈول بازو۔ میں نیا نیا لاہور آیا تھا۔ جھینپا جھینپا سا رہتا تھا۔ میرے ساتھ میرا ہم جماعت آصف تھا وہ خالص شہری تھا بے باک اور خاصا باخبر۔ وہ بھی اسی سٹریٹ میں رہتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا یہ شخص کون ہے جو سر پر اتنی موٹی موٹی کتابیں اٹھائے اس بلڈنگ سے نکلا ہے۔ وہ بولا ہمارے ساتھ والی بلڈنگ میں ایک پروفیسر صاحب رہتے ہیں یہ اُن کا شاگرد ہے۔ انکی بڑی خدمت کرتا ہے۔ اکثر ان کے گھر سے کتابیں لینے یا دینے آتا ہے۔ پروفیسر صاحب اس کو بہت پسند کرتے ہیں۔ تم نے اشاعت اسلام کالج کا نام سنا ہوگا۔ یہ وہیں پڑھتا ہے۔ آصف نے میری آنکھوں میں ''بے خبری'' کی جھلک دیکھ لی اور بولا ''یار یہ وہی مشہور و معروف پروفیسر یوسف سلیم چشتی ہیں۔ سارا لاہور ان کو جانتا ہے۔ ان کا یہ پختون یا بقول تمہارے ''پختون نما'' شاگرد ستار ہے۔ پورا نام عبدالستار! پروفیسر صاحب کہتے ہیں بڑا ہونہار ہے۔

آصف کی بات سن کر میری سمجھ میں آیا کہ چند روز پہلے جب وہ کھانے کے برتن لئے جا رہا تھا۔ وہ پروفیسر صاحب کا دوپہر کا کھانا انکے گھر سے لینے آیا ہوگا۔ کچھ عرصہ بعد وہ پھر نظر آیا۔ پروفیسر صاحب کی بھاری بھرکم کتابیں بغل میں دبائے اور اُن کا بیگ (آج کل کا بریف کیس) ... رکھے جا رہا تھا۔ میرا بچپن کا زمانہ تھا یہ میرے ادراک سے باہر تھا کہ یہ سات فٹ کا سرخ و سفید مرد اٹھارہ بیس کی عمر میں کسی کا شاگرد بھی ہو سکتا ہے۔ مگر آہستہ آہستہ سمجھ میں آیا کہ یہ تو مرد محض مرد ہی نہیں بلکہ مرد مجاہد ہے جو دین اسلام کی محبت میں سرشار دور دراز کے علاقہ سے آ کر اشاعت اسلام کالج

Marfat.com

میں داخل ہوا ہے اور اپنی لگن اور شوق کی بدولت پروفیسر چشتی صاحب کا تلمیذ خاص بن گیا ہے۔ پھر جب میرا شعور پختہ ہوا اور اقبال کا کلام سمجھ میں آنے لگا تو معاً خیال آیا کہ پروفیسر صاحب کا یہ شاگرد انکی کتابیں اور بیگ اٹھا کر دراصل انکو "ہدیہ دل" پیش کرتا تھا جو اکبر الہ آبادی کے مشہور بند (پہلے شعر) کی عملی تفسیر تھا:

تھے وہ بھی دن کہ خدمت استاد کے عوض — جی چاہتا تھا "ہدیۂ دل" پیش کیجئے!

بدلا زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق — کہتا ہے ماسٹر سے کہ "بل پیش کیجئے"!

"ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" کے مصداق اشاعت اسلام کالج کا یہ سعادت مند طالب علم عبدالستار ہی بعد میں "مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی" کے نام سے جانا گیا اور عالم اسلام کے آسمان شہرت پر درخشاں ستارہ بن کر چمکنے لگا۔ طالب علم عبدالستار کو دیکھ کر مجھے اشاعت اسلام کالج دیکھنے کی خواہش ہوئی۔ ہمارے کوارٹر کے قریب ہی میرا دوست طفیل رہتا تھا۔ وہ "وطن اسلامیہ سکول" میں پڑھتا تھا۔ وہ بولا "پشاوری لالے" تجھے ایک دن ساتھ لے جاؤنگا اور کالج دکھا دونگا وہ ہمارے سکول کے ایک بازو میں واقع ہے (میرے بابا ایک عرصہ پشاور میں رہے تھے ہماری زبان میں پشاور "ہندکو" کا رنگ ظاہر تھا طفیل مجھے نہایت اپنائیت سے پشاوری لالہ (پشاوری بھائی) کہا کرتا تھا۔ جمعرات کے روز طفیل آیا اور مجھے ساتھ لے گیا۔ جمعرات کو اس کے سکول میں جلسہ ہوتا تھا۔ طلباء حمد و نعت سناتے۔ تلاوت بھی ہوتی۔ پھر تقاریر اور مختصر سا وعظ ہوتا۔ بڑا دلچسپ جلسہ تھا۔ میں نے مولانا مطیع الحق پیامیؔ کو اس جلسہ میں دیکھا۔ لمبا قد۔ منحنی جسم۔ سبز عمامہ۔ تنگ پاجامہ پہنے ہوئے۔ انکا رنگ اچھا خاصہ کھلا تھا۔ پان یا چھالیہ چبا رہے تھے۔ پان سے دہن مکمل طور پر براؤن (کتھئی) ہو چکا تھا۔ سٹیج پر ایک لڑکا نہایت خوش الحانی سے انکی نعت سنا رہا تھا اس کا مقطع مجھے آج بھی کچھ کچھ یاد ہے: (گزارش: شعر میں کوئی خامی ہو تو معافی چاہتا ہوں)

پیامیؔ موت سے ڈرتا نہیں پر آرزو یہ ہے!
کہ پہنچوں روضہ خیر الوریٰ ﷺ پر موت سے پہلے

Marfat.com

اس پر جلسہ میں تحسین و آفرین کے نعرے بلند ہوئے۔ پھر ہیڈ ماسٹر صاحب نے چند الفاظ کہے اور جلسہ ختم ہوا۔ افسوس اشاعت اسلام کالج اس دس دن بند تھا خدا جانے کس وجہ سے؟ میں کالج نہ دیکھ سکا اور سخت مایوس ہوا۔

مولانا عبدالستار نیازی کو بہت سال بعد اسلامیہ کالج کی چھوٹی گراؤنڈ میں مسلم لیگ کے جلسہ میں دیکھا۔ میں ایف اے فرسٹ ایئر میں تھا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے جنرل سکیرٹری نوابزادہ لیاقت علی خان اور یو پی مسلم لیگ کے صوبائی صدر چودھری خلیق الزمان خاص طور پر پنجاب کے دورہ پر آئے تھے۔ یہ تحریک پاکستان "ریزولیشن" پاس ہونے کے تھوڑا ہی بعد کا زمانہ تھا۔ شام کے وقت جلسہ ہوا۔ بڑی مؤثر اور ہیجان انگیز تقریریں ہوئیں۔ مجھے چودھری خلیق الزمان کے منحنی جسم کے برعکس موٹی سی لمبی لمبی "جت" والی ٹوپی آج بھی یاد ہے۔ انکا دبلا چہرہ ٹوپی کے گھنے اور لمبے بالوں میں قریب قریب چھپا ہوا تھا۔ نوابزادہ صاحب نے اپنی روایتی بھاری بھرکم آواز میں خطاب کیا۔ مولانا عبدالستار خان نیازی سٹیج کے قریب اگلی قطار میں بیٹھے تھے۔ وہ پنجاب مسلم لیگ کے عہدیدار تھے۔ اب انکے سر پر خوبصورت کلاہ اور اس پر چست سی پگڑی کا کرکراتا طرہ دور سے نظر آتا تھا۔ وہ رعب دار آواز میں وقفہ وقفہ سے "نعرہ تکبیر" بلند کرتے اور ساتھ ہی کلمہ طیبہ بلند آواز سے پڑھتے۔ حاضرین جلسہ بھی انکی ہمراہی میں کلمہ طیبہ کا ورد کرتے۔ یہ سلسلہ پوری کاروائی کے دوران جاری رہا۔ مولانا نعرہ بلند کرتے اور مقرر رک جاتا، کلمہ طیبہ کے بعد پھر تقریر جاری رکھتا۔ مولانا اسوقت جوان رعنا تھے۔ "جوانی دیوانی" کے عالم میں بھی وہ دین اسلام کے فدائی اور حب رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ پھر زمانہ آیا جب 1946ء میں کل ہند انتخابات ہونے کو تھے۔ تحریک پاکستان پورے شباب پر تھی۔ جگہ جگہ مسلم لیگ کے جلوس نکل رہے تھے۔ "لے کے رہیں گے پاکستان" کا نعرہ بچے بچے کی زبان پر تھا۔ کہ یکا یک سامنے سے ہجوم آتا ہوا دکھائی دیا۔ یہ مسلم لیگ کا جلوس تھا بے انتہا پر جوش۔ پاکستان اور قائداعظمؒ کے حق میں فلک شگاف نعرے لگ رہے تھے

Marfat.com

۔مولانا عبدالستار خان نیازیؒ اور مولانا ابراہیم علی چشتی جلوس کے انتظار میں ایک مکان میں بیٹھے تھے۔ یہ شاید خود اس کے مکیں تھے۔ انہوں نے چوبارے سے جھانک کر دیکھا اور جلوس کی لمبائی چوڑائی دیکھ کر مسکرا دیئے۔ پھر وہ نیچے اتر آئے اور جلوس کی قیادت سنبھال لی۔ وہ نیچے کیا اترے جلوس میں عقابی روح اتر آئی۔ نعرے مزید زور دار ہو گئے۔ مولانا نیازیؒ کا شاندار طرہ اور مولانا چشتی کا چمکتا ہوا آٹھ دس سیر کا براؤن عصا دور تک دکھائی دیتا رہا۔

مولانا نیازیؒ وقت گزرنے کے ساتھ ''مجاہد ملت'' کہلانے کے مستحق ٹھہرے۔ حق گوئی و بیباکی ان کا طرہ امتیاز رہا۔ آخر کار ملت اسلامیہ کا غمخوار اور آقائے دو جہاں ﷺ کا یہ شیدائی 2 مئی 2001ء کو اللہ کو پیارا ہو گیا۔

(روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور، سنڈے میگزین'' 7 اپریل 2002ء ص 20)

Marfat.com

خودی کا راز داں

تحریر: کلیم اللہ ملک

ملت اسلامیہ کے جانثار مولانا نیازیؒ 2 مئی 2001ء کو فوت ہوئے۔ اس عظیم مجاہد ملت و بطل حریت، فاتح تختہ دار، غازی تحریک ختم نبوت، قائد تحریک نظام مصطفی ﷺ کی پہلی برسی 2 مئی بروز جمعرات ڈریم لینڈ ہوٹل اسلام آباد میں منائی جا رہی ہے۔ جس کے میزبان حاجی خالد خان نیازی ہیں جب کہ اس تقریب سے وطن عزیز کی باوقار شخصیات خطاب کریں گی۔ جن میں لیفٹیننٹ جنرل (ر) معین الدین حیدر وفاقی وزیر داخلہ، سابقہ وزراء راجہ محمد ظفر الحق، محمد اعجاز الحق، چودھری شجاعت حسین، سرتاج عزیز، صحافی مجید نظامی، عارف نظامی، لیاقت بلوچ، پیر روح الامین، پیر عبدالقادر، پیر عتیق الرحمن، سید ریاض حسین شاہ اور ڈاکٹر محمد حمزہ مصطفائی شامل ہیں۔

مولانا محترم کے عالمی اور ملکی کردار کے علاوہ ان کے ضلعی کردار کی اہمیت بھی بڑی اہم تھی کہ ان کے دم سے اس پسماندہ علاقہ میں ایک فکری نہر رواں تھی۔ ان کے متعلق آج بھی میانوالی کے پیر و جواں اس قسم کی محبتوں کے اظہار کرتے رہتے ہیں کہ

قضا سے کھیلتے تھے وقت کے الزام سہتے تھے

گریباں چاک دیوانوں میں ہوتا تھا شمار ان کا

ابوذرؓ کی روایات درخشاں ان کا محور تھیں

حسین ابن علیؓ کی پیروی ہی تھا کمال ان کا

مجاہد اور بھی پنجاب میں ہوئے پیدا شورش

کہاں قربانی و ایثار میں لیکن جواب ان کا

Marfat.com

کتنے دریا ڈوب گئے ہیں اس پر جوش سمندر میں
شاد ہوئے کتنے ساحل اس ساگر کی موجوں سے

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ ضلع میانوالی کی تحصیل عیسیٰ خیل کے گاؤں اٹک پنیالہ میں 1915ء میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ایک مقصد وحید اپنے عملی سفر پر طاری کیا۔ اسی کی خاطر جیے اور اسی لگن میں جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ وہ نگہبانئ اسلام کے عشق میں رواں اور قافلہ تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے پاسبان رہے۔ وہ ایسے نابغہ روزگار تھے کہ ختمی المرتبت آقائے نامدار، ختم المرسلین ﷺ کے دشمنوں کو وہ ذاتی دشمن سمجھتے تھے۔ دینی مزاج کے حامل لوگ ان کی قیادت و سیادت پر فخر کرتے۔

حکومت نے مولانا کو تحریک ختم نبوت میں دی جانے والی موت کی سزا کو عمر قید میں تبدیل کیا تو 29 اپریل 1955 کو دو سال سے زیادہ عرصہ جیل میں گزارنے کے بعد انہیں ضمانت پر رہا کر دیا۔ وہ میانوالی تشریف لائے جہاں اہل میانوالی نے مجاہد ختم نبوت کا بڑا شاندار استقبال کیا۔ راقم نے مولانا محترم کو پہلی مرتبہ دیکھا اور پورے جلوس میں شریک رہا۔ گلی سٹی پولیس میں جناب ناگی کے مکان کے سامنے ٹانگے پر کھڑے ہو کر کی جانے والی تقریر کا لفظ لفظ ناچیز کو یاد ہے۔ 1964 کے صدارتی انتخابات میں ان کی قیادت میں باقاعدہ کام کرنے کا موقع ملا۔ پھر تحریک ختم نبوت 1974ء، تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ 1977ء، اسلامی جمہوری اتحاد 1990ء میں مسلسل ان کی سرپرستی حاصل رہی۔ خاکسار نے مولانا کی میانوالی تشریف آوری پر ملی یکجہتی کونسل اور تحریک تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے سیکرٹری جنرل کی حیثیت سے درجنوں اجلاس بلائے جن کی صدارت مولانا نیازیؒ نے کی۔

میانوالی کے سو سالوں میں مولانا محترم اس کے چپہ چپہ اور لحہ لحہ میں داخل و شامل رہے۔ وہ ضلع سے باہر بھی ہوتے تو عاشقان نیازیؒ ان کے فکری وجود کو یہاں قائم و دائم رکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے شخصی، نظریاتی و تحریکی اثرات کی پذیرائی میں

Marfat.com

کہیں خلا موجود نہیں ۔ بلکہ میانوالی کی فضاؤں سے زمینوں تک ،اس کے بازاروں سے کھیتوں تک ،اس کے سکولوں سے کالجوں تک ،اس کے دینی شعبہ سے سیاسی شعبہ تک اوراس کے کسانوں سے اس کے مزدوروں تک سبھی اس بھید اوراس راز کو جان گئے تھے جو مولانا محترم کے دل و دماغ کو متاع گمشدہ کے حصول میں سرگرداں رکھتا ۔ان کی سیاست ،ان کی ساری جدوجہد، ان کے شب و روز کا ہر لمحہ پاکستان کی بقا اور سالمیّت کے لیے جذبوں کو برانگیخت کرتے گزری اور وطن عزیز کے اصل نظریہ پر اسے رواں رکھنا ان کی زندگی کا سب سے بڑا مشن تھا۔

میانوالی کے ادبی ،صحافتی ،قانونی ،تجارتی ،زرعی ،تعلیمی غرض تمام حلقوں میں انہی جذبات واحساسات نے سرایت کر رکھی تھی ۔ان کی تفویض کردہ فکری غذا روحانی دائرے میں داخل تھی جس کے باعث تیغ استبداد کے شعلوں میں اس نظریاتی اساس کو جلانے کا دم خم ہی نہ تھا۔ ان سے نظریاتی طور پر پس ماندہ ذہنوں کو یہ گلہ رہا کہ مولانا معاشی مسائل کے حل کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ۔حالانکہ ایسا نہیں تھا۔انہوں نے فوری پیدا ہونے والی شکایات کے حل کے لیے بھی بروقت کوشش کی لیکن ان کا اصل لائحہ عمل متاع گمشدہ کی تلاش رہا۔ وہ عوام پاکستان کو حصول خدمت پاکستان کا صحیح صلہ دلانا چاہتے تھے ۔وہ غداران ملّت بیضا سے عوام کی گردنیں آزاد کرنا چاہتے تھے۔ مولانا پاکستان کے قیام کے بعد داستان ظلم وستم کو دفن دیکھنے کے متمنی تھے۔اسی باعث وہ طوفان بادو باراں کی طرح دوروں پہ دورے کرتے۔

ہر لحاظ سے میانوالی ،مولانا نیازیؒ اور مولانا ،میانوالی میں ضم رہے ۔ یہ صدی میانوالی کے حوالے سے مولانا محمد عبدالستار نیازیؒ کی صدی رہی جس نے میانوالی جیسے پس ماندہ ضلع کے انسانوں کو تو کجا اس کے درودیوار تک کو نظریۂ پاکستان کا عاشق اور اس علاقے کی سوچوں کو نظریاتی حوالے سے ناقابل شکست بنادیا۔ مولانا موصوف اس ضلع کے شاخساروں پر ستاروں کے کنولوں کی مانند روشن رہیں گے اوراس کی ہر جادۂ منزل پر اذاں کی طرح گونجتے رہیں گے۔

Marfat.com

قارئین کرام! نامور فکری و خونی رشتے کے باپوں کی اولادیں اگر ان کے جذبوں اور کردار کی امین بن کر ابھریں تو مولانا محترم کا انداز سیاست مزید پچیس سال تک کم از کم اس ضلع میں اہمیت کا حامل رہ سکتا ہے۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ قافلہ نیازیؒ کو ضلع میانوالی میں ایسی جامع الصفات قیادت فراہم ہو جو محض سیاسی طور پر ہی اسے فعال نہ رکھے بلکہ ایک رہبر کی طرح اس کی دینی، سماجی، تعلیمی و سیاسی شعبوں کی پیاس بھی بجھا سکے۔

قارئین کرام! مولانا محترم جیسے فقر کے حامل لوگ ملت اسلامیہ کے لیے اس گئے گزرے دور میں رہنما کا کام دیتے ہیں اور آج کے حالات میں دشمنان پاکستان کی حالات پاکستان پر گرفت مضبوط ہوتی دیکھ کر ہمیں خیالوں ہی میں اس سے باخبر کرتے رہتے ہیں کہ

ہم نے اپنے دور میں کیا کیا دیکھا
بصیروں نے خواب سے ناطہ توڑا ہے

(روزنامہ ''خبریں'' لاہور 2 مئی 2002ء)

Marfat.com

طبیعت غزنوی قسمت ایازی

مجاہد ملّت نیازی!!

تحریر: بشریٰ رحمان

ہال افغان مجاہدین سے کچھا کھچ بھرا ہوا تھا اور سٹیج پر پاکستان کی مختلف سیاسی پارٹیوں کے منتخب نمائندے بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ 1989ء کا دور تھا اس اجتماع کا اہتمام افغان مجاہدین نے بطور خاص کیا تھا اور اس اجتماع کی صدارت مجاہد ملت جناب مولانا عبدالستار نیازی کر رہے تھے۔ ان کی بلند و بالا شخصیت میں ایک کھلتی ہوئی شان بے نیازی تھی اس کے باوجود جب وہ محفل میں تشریف لاتے تو ان کا پورا عہد ان کے سراپے سے جھلکتا محسوس ہوتا، میں بھی اپنی پارٹی کی نمائندگی کرنے اس محفل میں مدعو کی گئی تھی۔ سٹیج پر میں مولانا کی ساتھ والی کرسی پر بیٹھی تھی۔ کچھ عرصہ پہلے میں نے انہیں اپنے ابا جی کے حوالے سے بتایا تھا، کیونکہ نوجوانی میں مولانا میرے ابا جی کے بہت معتقد تھے اور انہیں ملنے کے لئے بطور خاص بہاولپور جایا کرتے تھے۔ اس تعارف کے حوالے سے وہ مجھے فوراً بیٹی کہنے لگے تھے۔

ہوا یوں کہ تقریر کے دوران کسی پارٹی کے مقرر نے مرحوم صدر ضیاء الحق کے بارے میں نازیبا الفاظ کہہ دیئے جس کی وجہ سے تمام افغان مہاجرین سراپا احتجاج بن گئے اور اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کا دفاع کرنے لگے لیکن معاملہ ٹھنڈا پڑنے کی بجائے بھڑکتا چلا گیا اور کچھ لوگوں نے شدتِ جوش میں نازیبا زبان استعمال کی۔ اس پر

Marfat.com

مولانا عبدالستار خان نیازی کا چہرہ ایک دم سرخ ہو گیا اور میری طرف منہ پھیر کر بولے۔

''بیٹی آپ پچھلے دروازے سے گھر چلی جائیں، اب یہ محفل اس قابل نہیں رہی کہ آپ بیٹھی رہیں۔ میں اگرچہ اپنے خیالات کا اظہار کر چکی تھی پھر بھی میں بیٹھنا چاہتی تھی۔ میں نے تھوڑی دیر کی مہلت مانگی، ہال میں تابڑ توڑ ایک دوسرے کے لیڈروں پر حملے جاری تھے۔ سیاسی اجتماعات میں ایسی صورتحال تو پیدا ہو ہی جاتی ہے مگر مولانا بہت گھبرائے ہوئے لگتے تھے۔ جب انہوں نے مجھے تیسری بار کہا ''بیٹی! آپ پچھلے دروازے سے نکل جائیں تو میں اٹھ گئی مجھے ان کی بات رد کرنا اچھا نہیں لگا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اندر کے حالات ٹھیک ہو گئے تھے اور کاروائی پھر سے چل پڑی تھی۔

ان دنوں میں صوبائی اسمبلی کی رکن تھی ایک اور محفل میں مولانا سے ملاقات ہوئی تو میں نے ازراہ تفنن کہا کہ مولانا! آپ لوگ خود ہی بیٹیوں کو پچھلے دروازے سے بھاگ جانے کی ترغیب دیتے ہیں۔'' مولانا نے حیرت سے مجھے دیکھا پھر جیسے انہیں اس دن کی بات یاد آ گئی، بے اختیار مولانا ہنسنے لگے، ہنستے ہنستے مولانا کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آنکھوں میں پانی آ گیا، شاید مولانا کی دبنگ اور بارعب شخصیت کی وجہ سے انہیں کبھی کسی نے ایسی بات نہ کہی تھی۔ وہ میرے فقرے کا مزاح اور طنز سمجھ گئے تھے۔ آنکھیں صاف کر کے بولے'' آپ جانتی ہیں کہ ہمارا وہ مطلب نہیں تھا''۔

میں نے سنا کہ مولانا خواتین کی نشستوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ اتفاق سے وہ مجھے نوائے وقت کے دفتر میں مل گئے۔ میں نے پھر سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ وہ بڑے تحمل سے مسکرا مسکرا کر میرے دلائل سنتے رہے۔ آخر میں بولے'' ہم چاہتے ہیں کہ عورتوں کی پوری اسمبلی علیحدہ ہو''۔ میں نے کہا حضرت یہ بالکل ناممکن سی بات ہے۔ اس غریب ملک پر پہلے ہی ایک سینٹ اور پانچ اسمبلیوں کا بوجھ ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ عورتوں کی الگ اسمبلی بنا کر خزانہ پر مزید بوجھ ڈالا جائے گا۔ علیحدہ اسمبلی کے باوجود نزاعی مسائل کا انبار لگ جائے گا۔ خدا کے واسطے عورتوں کو مردوں کے ساتھ

Marfat.com

کام کرنے اور کام سیکھنے کی اجازت دیں۔ مولانا خاموشی سے میری بات سنتے رہے، ان کے موقف میں تبدیلی آئی یا نہیں مگر انہوں نے میرا دل رکھنے کے لیے کوئی جواب نہیں دیا۔

میری ان سے اکثر خط و کتابت رہی، ان کا خط بہت خوبصورت تھا۔ اور وہ خط کا جواب بہت جلدی دیتے تھے، فون پر پیغام چھوڑا جائے تو فوراً جوابی فون آتا تھا۔ جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ ان کی زندگی بہت منظم اور محکم ہے۔ وہ ایک عہد ساز شخصیت تھے۔ ان کے وجود کے ساتھ برصغیر میں جدوجہد کی ایک تاریخ چلتی تھی۔ وہ ایک سحرالبیان مقرر تھے۔ جب بولتے تھے تو ان کا عہد ان کے ساتھ بولتا تھا۔ ان کا دل اپنی مٹی کی محبت کا ایک گنبد تھا، اس لئے جب وہ پاکستان کی بات کرتے تو ان کی آواز ایک گونج بن جاتی تھی۔ بہت کم عالم ہیں جو زبان و بیان پر اتنی دسترس رکھتے ہوں۔ انکی تقریر آیات قرآنی اور فارسی اردو شعروں کا ایک مرقع ہوتی تھی۔ علامہ اقبالؒ کے اشعار ان کی نوک زبان پر رہتے تھے۔ قائداعظمؒ کا ذکر کرتے ہوئے وہ جذباتی ہو جاتے تھے۔ علامہ اقبالؒ کو خراج پیش کرتے وقت وہ انقلابی ہو جاتے تھے۔ ان کی زندگی ایک مسلسل مجاہدہ تھی۔ ان کے منور چہرے پر ان کے صاف شفاف کردار کی چھاپ تھی۔ ان کا چہرہ ایسا آئینہ تھا جس پر تعصب، تنگ نظری اور منافرت کی گرد کبھی نظر نہ آئی۔ انہوں نے زندگی کا سارا قرینہ اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کے عشق سے سیکھا۔ ان کا آئین، بندگیٔ پاکستان سے مشروط تھا۔ وہ قائداعظم کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ اس لئے پاکستان کو قائداعظمؒ کے خوابوں کی تعبیر دیکھنا چاہتے تھے۔ ان کی وضع داری اور رواداری کا طرہ ہمیشہ اونچا رہا۔ دروغ مصلحت آمیز کے کبھی قائل نہ تھے۔ وہ چھوٹوں سے کبھی ورغلی باتیں نہیں کرتے تھے۔ وہ ایک صدی کی مسافت طے کر کے آئے تھے مگر وہ تھکے ہوئے نہیں لگتے تھے۔ ہمیشہ تازہ دم نظر آئے۔

ایک بار بیٹی کہہ کر میرے سر پر دست عاطفت رکھا تو پھر ہمیشہ بیٹی ہی سمجھا۔ میں نے بیٹے کی شادی میں بلایا تو بیماری کے باوجود تشریف لائے۔ دو چار سال ادھر کی

Marfat.com

بات ہے میں نے انہیں اسلام آباد خط لکھا کہ ابا جی بہاولپور میں ایک جامع مسجد بنا رہے تھے جو ان کی زندگی میں مکمل نہ ہو سکی تھی اب میں اسکے مینار کا سنگ بنیاد آپ کے ہاتھوں سے رکھوانا چاہتی ہوں کیا آپ تشریف لا سکتے ہیں۔ان دنوں جون کی سخت گرمی تھی۔مولانا صاحب فراش تھے۔وہیل چیئر پر بیٹھ کر انہوں نے فضائی سفر طے کیا اور وقت مقرر پر پہنچ گئے۔وہیں پر میں نے سیرت النبی ﷺ کے ایک جلسے کا اہتمام کیا تھا جس کی نہ صرف انہوں نے صدارت کی بلکہ نہایت خوبصورت تقریر سے محفل کو عارفانہ نکھار بخشا، وہ اللہ کے خاص بندے تھے اپنے حصے کا کام کرنے آئے تھے۔ سوال یہ ہے کہ جانے والے کے ہمراہ کیا گیا......وہ سارے اعمال حسنہ جو زندگی میں کمائے!

مکانی ہوں کہ آزاد مکاں ہوں
جہاں میں ہوں کہ خود سارا جہاں ہوں
وہ اپنی لامکانی میں رہیں مست
مجھے اتنا بتا دیں میں کہاں ہوں؟

(روزنامہ ''نوائے وقت لاہور'' بابت 10 مئی 2001ء کالم، چادر، پاردیواری اور چاندنی)

Marfat.com

آہ!

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ

تحریر: چوہدری اصغر علی کوثر وڑائچ

تحریک پاکستان کے عظیم رہنما، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کی جدائی کا قلق پاکستان کے عوام کے علاوہ ہر مکتبہ فکر کی جید شخصیات اور تمام ممالک کے علمائے کرام اور مشائخ عظام نے دل کی اتھاہ گہرائیوں تک محسوس کیا ہے۔ مولانا رہنمایان ملت کی صف اول میں نہایت اہم مقام پر فائز تھے۔ ان کی ابدی جدائی سے یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ جیسے پاکستان جمہوری جدو جہد کے ایک توانا دماغ سے محروم ہو گیا ہو۔ اس حقیقت کا اعتراف 18/ مئی کو ہمدرد ہال لٹن روڈ لاہور میں منعقدہ جماعت اہل سنت لاہور کے تعزیتی ریفرنس میں بھی نہایت جذباتی انداز میں کیا گیا۔

مفتی عبدالقیوم ہزاروی دامت برکاتھم عالیہ کی سرپرستی میں منعقد ہونے والے اس ریفرنس کی صدارت کا فرض پیر سید شمس الدین بخاری نے ادا کیا جبکہ علامہ سید ریاض حسین شاہ نے خصوصی خطاب کیا۔ اس موقع پر ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی، علامہ محمد مقصود احمد قادری، علامہ عبدالحکیم شرف قادری، علامہ محمد صدیق ہزاروی، حافظ محمد عبدالستار سعیدی، مفتی محمد خان قادری، محمد عبدالتواب صدیقی، ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی، رضاء الدین صدیقی، صاحبزادہ فضل الرحمٰن اوکاڑوی، عبدالرزاق ساجد، مفتی

Marfat.com

محمد اقبالؒ چشتی ،سید محمد صفدر شاہ گیلانی ،صاحبزادہ رضاء المصطفیٰ ،قاری محمد عارف سیالوی، مفتی محمد ضیاء الحسنین ،مفتی محمد زبیر ،قاری فقیر احمد چشتی ،قاری محمد خان قادری، قاری فقیر احمد چشتی ،مولانا نور الٰہی اور قاری غلام رسول بھی موجود تھے۔

ہال مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کے عقیدت مندوں اور مداحوں سے بھرا ہوا تھا۔ بہت سے سامعین کرسیاں کم ہو جانے کے باعث پوری کاروائی کھڑے ہو کر سماعت فرماتے رہے۔ اس ریفرنس کے دوران درود وسلام کا ورد فیوض و برکات کے نزول کا باعث رہا۔ مقررین نے مولانا کی زندگی کے کئی روح پرور واقعات سنائے۔ سید ریاض حسین شاہ نے جماعت اہل سنت کے نظام تعلیم و تبلیغ کو منظم انداز میں فروغ پذیر کرنے کے لیے جی ٹی روڈ پر گوجرانوالہ کے قریب دیگر اصحاب استطاعت کے تعاون سے ایک قطعہ اراضی حاصل کیا تو مولانا عبدالستار نیازیؒ بہت خوش ہوئے کیونکہ انہوں نے اپنا اثاثہ بھی میانوالی میں اسلامک سنٹر قائم کرنے اور نہایت خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کے لیے وقف کر دیا تھا۔ مقررین نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ پاکستان کے چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے گلوکارہ نور جہاں کی عیادت تو کی مگر مولانا عبدالستار نیازیؒ کے جنازہ پر کوئی سرکاری شخصیت موجود نہ تھی۔ حکومت کے اس طرز عمل کو نہایت شدت سے تنقید کا ہدف بنایا گیا۔ ٹیلی ویژن کی عدم توجہ اور تغافل کا تذکرہ بھی کیا گیا کہ تحریک پاکستان کے مجاہد کی وفات پر ایک چھوٹی سی خبر تو دی گئی مگر ان کی حقیقی خدمات کا آئینہ دار کوئی جامع پروگرام ٹیلی کاسٹ نہیں کیا گیا۔ علمائے کرام نے فرمایا کہ اگر فلم انڈسٹری کی کوئی اداکارہ یا کوئی موسیقار یا کوئی ہدایت کار انتقال کر جاتا تو یہی ٹیلی ویژن اشکبار ہو جاتا اور کئی پروگرام پیش کرتا۔ ایک مقرر نے بتایا کہ جو لوگ دور دراز سے مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کے جنازے میں پہنچے وہ اس خوبصورت مسجد کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ جو اس مجاہد ملت نے اپنے زندگی بھر کے اثاثے اور مال و منال سے دستکش ہو کر تعمیر کی ہے۔ اب اس مرد قلندر کے دنیوی ہاتھ خالی تھے۔ وفات کے وقت چار عدد شلوار قمیض ،تین عدد اچکن ،اور چار عدد

Marfat.com

کلاہ ان کی کل دنیوی کائنات تھے۔ سید ریاض حسین شاہ نے کہا کہ میں نے پہلی بار مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کو مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا اسوقت اُن کا کلاہ پوری طرح فضا بوس تھا تو مجھے عجب لگا کہ نیازیؒ یہاں بھی اپنا طرہ سجا کر آ گئے ہیں۔ بھلا اس طرہ کے بغیر حاضر ہوتے لیکن جب وہ نماز کے دوران سربسجود ہوئے اور ان کا رو بہ فلک طرہ بھی زمین بوس ہوا تو رنگ احساس ہی بدل گیا۔ نماز کے بعد مولانا عبدالستار خان نیازیؒ نے سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ جب وہ آگے بڑھ کر روضۂ مبارک کی جالی کو بوسہ دینے کا قصد کر رہے تھے تو ایک شرطہ (سعودی عرب کا سپاہی) اپنی باہیں پھیلا کر ان کے آگے کھڑا ہو گیا تا کہ وہ جالی تک نہ پہنچ پائیں۔ دیکھنے والوں نے اس منظر کو حیرت سے دیکھا اور سوچا کہ نہ جانے مولانا عبدالستار خان نیازیؒ اب کیا طرز عمل اختیار کرتے ہیں مگر مولانا تو اطاعت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جذبے سے سرشار تھے۔ انہیں روضۂ اقدس کی جالی کو بوسہ دینے سے کون روک سکتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے شرطے کو بازوؤں سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیا اور اس کی پیشانی کا بوسہ دے کر ایک طرف رکھ دیا اور خود درود وسلام کا ورد کرتے ہوئے جالی کی طرف بڑھے اور شدت جذبات میں روضۂ اقدس کو بوسہ دینے کا شرف وسعادت حاصل کی اس وقت شرطہ بھی درود وسلام کے ورد میں شامل ہو چکا تھا۔

سید ریاض حسین نے ایک اور واقعہ سناتے ہوئے فرمایا جب صدر غلام اسحاق خان نے پہلی بار میاں نواز شریف کو وزارت عظمیٰ کا حلف اٹھانے کی دعوت دی تو مجھے بھی حلف برداری کی تقریب میں شمولیت کا موقع ملا۔ اس تقریب میں تینوں مسلح افواج کے سربراہوں سمیت دیگر سول اور فوجی حکام بھی موجود تھے۔ مہمانان گرامی اپنی نشستوں پر تشریف فرما ہو چکے تھے کہ مولانا نیازیؒ محفل میں وارد ہوئے اس پر ماحول کا رنگ ہی بدل گیا۔ نہایت پرشکوہ انداز میں خراماں خراماں وہ آگے بڑھے تو یوں لگا جیسے رات کی تاریکی پر اُجالا چھا رہا ہو۔ چھ فٹ سے نکلتا ہوا قد، قندھاری انار کی

Marfat.com

طرح دہکتے ہوئے رخسار، ستواں ناک، کشادہ پیشانی، نورانی چہرہ، صدر غلام اسحاق خان نے آگے بڑھ کر مولانا عبدالستار نیازیؒ سے معانقہ کرنا چاہا تو مجاہد ملت نے صدر پاکستان کو اپنی بغل میں لے لیا وہ ابھی جدا نہیں ہوئے تھے کہ جنرل مرزا اسلم بیگ آگے بڑھے اور معانقہ کرنا چاہا تو مولانا نیازیؒ نے ان کو دوسری بغل میں لے لیا اس طرح ان کی ایک بغل میں صدر پاکستان اور دوسری بغل میں کمانڈر انچیف تھے۔

تقریب حلف برداری کے بعد ضیافت کا آغاز ہوا اس میں کھانے پینے کی دیگر اشیاء کے علاوہ قسم قسم کے آم بھی موجود تھے۔ افسران، وزراء اور سفراء ان کو تراش کر قاشیں بنا کر چمچ سے کھانے کی کوشش کر رہے تھے کہ مولانا نیازیؒ نے مجھے حکم دیا کہ ریاض شاہ مجھے بھی ایک آم پکڑا دو۔ چنانچہ جب میں نے ایک خوبصورت انور رٹول ان کی خدمت میں پیش کیا تو مولانا اپنی اچکن، طرّے اور ریش مبارک کی احتیاط کے علی الرغم اسے چوس کر لطف لینے لگے۔ دور سے جنرل اسلم بیگ نے دیکھا تو قریب آتے ہوئے بہ آواز بلند کہا کہ نیازیؒ صاحب! آپ نے تو اس پر تکلف ضیافت کو گھریلو دستر خوان کا بے تکلف ماحول عطا کر دیا ہے۔ اس تبصرہ نے محفل کو کشت زعفران بنا دیا۔

(روزنامہ ''نوائے وقت لاہور'' بابت 22 مئی 2002ء (کالم لاہوریات)

Marfat.com

آہ!

مولانا عبدالستار خان نیازی

تحریر: سعادت خیالی

کالم نویسی کی میری طویل ترین اننگ کے دوران یہ کبھی نہیں ہوا کہ میں نے اپنے چار روز میں شائع ہونے والے اوپر تلے چار علیحدہ علیحدہ کالموں میں چار ایسی اچانک بچھڑ جانے والی شخصیتوں، ہستیوں پر اپنے قلم کو قومی پرچم کے ساتھ سرنگوں کیا ہو۔ جمعیت علمائے پاکستان کے عظیم مسلمان صدر سرخ و سفید لمبے تڑنگے صحت مند مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کی انتہائی مہنگی اور ناقابل یقین موت پر خدا کرے میرا مسلسل اموات کی ہیٹ ٹرک کر کے آگے چوتھے کالم پر پہنچ جانے والا کالم خود بخود غیرت کھا کر رک جائے یا مجھ میں مزید کسی ایسے سانحہ پر حاشیہ آرائی کی طاقت چھن جائے۔ اے خدا! میں تیری بنائی ہوئی مملکت اور اس کے اثاثوں بزرگوں کی زندگی اور تاابد قائم رہنے کی اپنے گنہگار ہاتھ تیری سرکار میں بلند کر کے اور سجدہ ریز ہو کر دعا مانگتا ہوں۔

یاد ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

مولانا عبدالمجید سالک اور ان کے اخبار روزنامہ ''انقلاب'' پر بھی میرے جیسی ہی گھڑی آئی تھی اور وہ بھی اتفاق سے اسلامی مہینہ صفر میں کہ مدینے والوں نے اس مہینہ کی رعایت سے اپنے ہاں مجرموں کو موت کی سیڑھی سے نیچے اتارنے کے لیے

Marfat.com

جو عقوبت خانہ بنایا اس کا نام بھی ''صفر'' ہی رکھا ہوا ہے۔ مولانا بھی یہ سارا مہینہ فجر کی نماز سے لے کر عشاء تک قبرستان میانی میں گزار دیتے تھے کہ جانے کب اور کس وقت کوئی نہ کوئی قابل ذکر جنازہ آ کر فارغ ہو جائے اور کہیں لاعلمی میں وہ نماز جنازہ کی سعادت سے محروم نہ رہ جائیں۔

اسلام کے بہت بڑے فرزند مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کی تمام تر قابل فخر تحریکوں اور جدو جہد کا اختتام بھی اسی ماہ صفر ہوا کہ جس میں ہمارے انبیاء کرام اور بزرگان دین، خلفائے عظام اور بادشاہوں کی اکثریت نے دنیا سے رخت سفر باندھا۔ میں نے اپنی صحافتی زندگی میں نیازیؒ صاحب جیسا سیاسی رہنما کہ جو خدا کے سوا کسی بڑے سے بڑے مسائل یا حالات سے کبھی خوفزدہ نہیں دیکھا۔

مولانا جید عالم دین شخص تھے۔ انہوں نے جدید صحافت کے امام اور تحریک پاکستان کے ہراول دستہ کے رہنما جناب حمید نظامی کے ساتھ پنجاب یونیورسٹی اور اسلامیہ کالج سے اس وقت ایم اے کیا تھا جبکہ کسی مسلمان کے میٹرک پاس کرنے پر دھوم مچ جایا کرتی تھی۔ یہ کہنا بڑا ہی مشکل ہے کہ کالج کے ایام میں ہی تحریک پاکستان اور مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے امور میں زبردست سرگرمی کی اس غیر نصابی سیڑھی پر نظامی صاحب نے انہیں چڑھایا تھا یا انہوں نے نظامی صاحب کو ''خراب'' کیا تھا بہرحال دونوں کی قابل صد احترام سرگرمیوں کا لوہا قائداعظمؒ جیسا عظیم رہبر بھی مانتا تھا۔

لیبیا کے مجاہد کرنل قذافی نے انہیں یہ کہہ کر خراج تحسین پیش کیا کہ ''پاکستان اگر یہ مجاہد عالم اسلام کو دے دے تو دنوں میں کامیابیاں اور کامرانیاں ہمارے قدم چومنے لگیں''

عراق کے صدر صدام حسین نے عالم اسلام کے منتخب 350 سکالروں سے خطاب کرتے ہوئے جب مولانا نیازیؒ کے جذبات سنے تو بولے انہیں ان کی مدبرانہ گفتگو اور اسلامی جذبات میں سے ایک نہ مٹنے والے شہید یا مرد مومن کی بو باس آتی ہے۔ سعودیہ کے شاہ فہد نے کہا کہ نیازیؒ صاحب پاکستان کے ساتھ ساتھ پورے

Marfat.com

عالم اسلام کے ترجمان ہیں جن کے پورے وجود میں سے اسلام پر مصائب کی دردیں اٹھتی ہیں۔

تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لینے پر جب مولانا نیازیؒ کو سزائے موت ہوئی تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے ''ریاض رسولؐ کے بلبل'' کا کہنا تھا کہ نیازیؒ وہ کارنامہ اپنے نامہ اعمال میں لپیٹ گئے جو ہم جیسے سفید ڈاڑھیوں والے خادمان ملت نہ کر پائے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے کہا میں تمام تر کوششوں اور ذرائع کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ نیازی، مرحوم قائد اعظم کے بعد ایسے رہنما اور سکالر ہیں کہ انہیں کوئی لالچ نہ خرید سکے گا۔ حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے بھی مرحوم حمید نظامی، میاں محمد شفیع (م ش) اور حکیم محمد انور بابری کے سامنے کہا تھا کہ نیازیؒ کے دینی جذبہ اور تحریک کو صرف قبر ہی دبا سکتی ہے۔ مولانا نیازیؒ کئی مرتبہ پارلیمنٹ، سینٹ کے معزز رکن رہنے کے علاوہ وفاقی وزیر بھی رہے لیکن ان کے دینی لبادہ، کلاہ اور اچکن کے سادہ لباس کو کوئی آسائش ان سے علیحدہ نہ کر سکی۔ وہ ایک ہاتھ کے اشارے سے کالونیاں اور کوٹھیاں کھڑی کر لینے پر قدرت حاصل کر لینے والا مرد درویش ہمیشہ لاہور کی لکشمی بلڈنگ میکلوڈ روڈ کی ایک سو اٹھائیسویں سیڑھی کراس کر کے ایک تنگ و تاریک کمرہ میں مقیم رہا اور اسی سال کی عمر سے زائد عمر میں بھی یہ ایک سو اٹھائیس سیڑھیاں کسی تیز طرار ہرن کی طرح پھلانگتے ہوئے چڑھ اور اتر گیا۔

شیعہ سنی اختلافات کو مولانا نیازیؒ اس ملک کے لئے ایسا سلگتا ہوا ایٹم بم قرار دیا کرتے تھے کہ جس کی تباہی و بربادی کے سامنے وہ کسی بڑے سے بڑے دشمن کے تباہ کن ہتھیاروں کو بھی وقعت نہ دیتے اور اپنے ورکروں کو ڈانٹ کر کہا کرتے کہ علی مولا مشکل کشا شیر خدا اور جنت کے نوجوانوں کے سردار امام حسین سید الشہداء دنیا بھر میں جمہوریت کے قیام کے وہ چیمپین ہیں کہ جنہوں نے دوست، احباب بچے، بیبیاں، گھر بار، لٹا اور تباہ کروا کر بھوکے پیاسے موت کو سینے سے لگایا، آمریت کے سامنے سر نہ جھکایا وہ کسی ایک فرقہ کا نہیں پوری امت مسلمہ کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ شاہ احمد نورانی بھی ان کے پہلے ساتھی ہیں جنہوں نے سنی کانفرنس کا صدر ہونے کے باوجود ہمیشہ دونوں بڑے فرقوں میں اختلافات

Marfat.com

پیدا کرنے والوں کو جہنمی حتیٰ کہ اسلام سے خارج قرار دے کر کسی سرکاری کوشش کے بغیر دونوں کو ایک میز پر بٹھا کر گلے لگایا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ مولانا نیازی کے مقدس مشن کو زندہ رکھیں گے جس کے لیے انہوں نے زندگی وقف کر دی تھی۔

(روزنامہ ''دن'' لاہور (کالم اندھیرے سویرے) 5/5/2001)

Marfat.com

مر نہ سکا......

تحریر: قاضی مصطفیٰ کمال

عید سے چند روز پہلے کی بات ہے کہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر مجھے ہسپتال جانا پڑ گیا۔ دفتر کے قریب ہی گنگارام ہسپتال پڑتا ہے۔ پھر وہاں پر ایک مہربان اور تعلق والے ڈاکٹر صاحب بھی موجود ہیں۔ اس لئے اس قربت کو اہمیت دیتے ہوئے میرے مہربان حاجی انجم وحید مجھے اپنی گاڑی میں لے کر دو تین منٹ میں ہی وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے پرچی بنوائی اگلے دو منٹ میں ڈاکٹر صاحب نے ایک گولی عنایت فرمائی کہ میں اسے اپنی زبان کے نیچے رکھ لوں اور ساتھ ہی مجھے ایک کونے میں پڑے ہوئے بیڈ پر لیٹ جانے کی ہدایت کی گئی۔ اس دوران ٹمپریچر چیک گیا (جو کہ 102 تھا)۔ بلڈ پریشر چیک کیا گیا جو کہ تھوڑا سا کم تھا۔ اب بازو، ٹخنے اور چھاتی ننگی کروائی گئی۔ ای سی جی ہوئی چند منٹ بعد ای سی جی کی رپورٹ تیار ہو گئی۔ کوئی خطرے والی گفتگو تو میرے سامنے نہ آئی لیکن اس دوران میری انگلی سے خون نکالا گیا۔ شوگر چیک کی گئی۔ دو سلائیڈ تیار کر کے مزید ٹیسٹ کے لئے پنجاب انسٹیوٹ آف کارڈیالوجی بھجوا دی گئیں۔ اب میں ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں ایک دوسرے بیڈ پر آرام فرما تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ میں تھک چکا ہوں شاید نڈھال ہو چکا ہوں۔ میں آنکھیں بند کر کے سکون حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا کہ ایک منٹ بعد ہی ایسا لگا کہ جیسے میرا کسی نے سوچ بدل دیا ہے میں اس دنیا اور زندگی سے بہت دور چلا گیا ہوں۔ تھوڑی دیر تک میرے سامنے اندھیرا چھایا رہا ایسے لگا کہ میں کسی اندھیرے راستے سے میں سے گزر رہا جا رہا ہوں لیکن اس گھپ اندھیرے میں بھی کبھی مجھے مگر مچھ کی

Marfat.com

طرح کی بڑے بڑے جبڑوں والی بلائیں منہ کھولے بڑی بڑی آنکھوں سے گھورتی ہوئی نظر آتی رہیں اور میری سانس (جو پتہ نہیں اس وقت چل بھی رہی تھی کہ نہیں) رکتی ہوئی محسوس ہوتی۔ بہر حال تھوڑی دیر بعد میں ان گھپ اندھیروں سے پار نکل گیا تو میرے سامنے تا حد نگاہ ایک کھلا میدان یا آسمان تھا شاید؟ مجھے بالکل سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میرے پاؤں کے نیچے کیا ہے لیکن میرے سامنے بے پناہ مخلوق تھی مگر سب لوگ خوبصورت چمکتے ہوئے سفید لباس میں ملبوس نظر آ رہے تھے۔ میں بغیر سوچے سمجھے کسی واقف اور شناسا چہرے کو تلاش کرنے لگا کہ اچانک سامنے سے ایک زوردار آواز گونجی ''کامل صاحب خوش آمدید'' یہ علامہ عبدالستار خان نیازی مرحوم تھے میں تیزی سے ان کی جانب بڑھا، ہاتھ ملایا اور معانقہ کیا مگر میں یکدم حیران ہو گیا کہ کہاں وہ سات فٹ سے بھی نکلتے دراز قامت اور کہاں میں مختصر قد و قامت کا حامل مگر جب میں معانقہ کر رہا تھا تو نہ نیازی صاحب جھکے تھے اور نہ میں پنجوں پر کھڑا تھا پھر بھی ہم دونوں برابر قد و قامت کے نظر آ رہے تھے۔ مجھے فوراً ہی احساس ہو گیا کہ اس میدان میں سبھی ایک جیسے قد و قامت اور ایک ہی عمر کے نظر آ رہے تھے۔ پھر مجھے ایک اور انکشاف ہوا کہ یہاں آواز کے ساتھ کوئی نہیں بول رہا جو کوئی ایک دوسرے سے مخاطب ہوتا ہے صرف اس کے کانوں یا دماغ میں اس کی بات پہنچ جاتی ہے۔ علامہ نیازی بھی مجھ سے اسی طرح مخاطب ہوئے تھے۔ پھر نیازی صاحب پوچھنے لگے کہ نیچے پاکستان میں وہ بڑے بڑے دعوے کرنے والے علماء اور بڑی بڑی جماعتوں کے لیڈر جو ہر موقع پر دہلی' بیت المقدس اور وائٹ ہاوس پر اپنا اپنا پرچم لہرانے کی بڑھکیں مارا کرتے تھے وہ سب کہاں گئے۔ ان میں سے ادھر اوپر تو کوئی نہیں آیا؟ اس دوران میں نے ادھر ادھر غور سے دیکھا تو مجھے چاروں طرف بڑے بڑے سٹیج نما سیٹ لگے ہوئے نظر آنے لگے۔ جگہ کی پوزیشن ایسی تھی کہ ہر کسی کو سب کچھ نظر آ رہا تھا جیسے کوئی اونچائی پر کھڑا ہے۔ سامنے دائیں جانب ایک بڑا خوبصورت سٹیج تھا جس پر سبھی روشن اور چاند کی طرح ٹھنڈے نورانی چہروں والے بارعب لوگ ایسے انداز میں

Marfat.com

کھڑے تھے جیسے وہ کسی کے استقبال اور انتظار کے لیے کھڑے ہوں۔ پھر مجھے ایسے ہی کسی سرگوشی سے معلوم ہوا کہ وہ افغانستان سے آنے والوں کے استقبال کے لیے کھڑے ہیں اور شاید کسی خاص کا انتظار کر رہے ہیں۔ ارے ادھر اس سٹیج کے پہلو میں ایک باغ نما قطعہ ہے اس میں بہت سے نوجوان بچوں کی طرح دوڑ بھاگ رہے ہیں، اچھل کود رہے ہیں اور جھولے لے رہے ہیں۔ میں ان نوجوانوں کی حرکتوں پر حیران ہو رہا تھا کہ پھر سرگوشی کر کے کسی نے بتا دیا کہ یہ نوجوان دراصل وہ نوعمر اور بچے ہیں جو افغانستان میں شہید ہو گئے تھے۔ میری توجہ دوبارہ سامنے سٹیج کی طرف ہو گئی جس پر کچھ تازہ واردان کا استقبال ہو رہا تھا۔ پھر اچانک ایک روشن ہالے میں مجھے شیر میسور سلطان ٹیپو شہیدؒ، سلطان حیدر علیؒ، غازی علم الدین شہیدؒ اور 1857ء کی جنگ آزادی کے مجاہد کبیر علامہ فضل حق خیر آبادیؒ نظر آئے اور بہت سے روشن چہرے بھی تھے جن کے نام میں معلوم نہ کر سکا یہ سب لوگ استقبال کرنے والوں میں پیش پیش تھے۔ اسی دوران میری نظر دائیں جانب ایک اور بڑے سٹیج کی طرف مڑ گئی مجھے فوراً ہی ان میں اپنے قائداعظم محمد علی جناحؒ نظر آ گئے۔ کچھ ایسے لگ رہا تھا جیسے یہ لوگ کسی اجلاس میں شرکت کرنے والے ہیں خواجہ ناظم الدین بھی نظر آئے، سردار عبدالرب نشترؒ اور چودھری محمد علیؒ بھی کچھ فائلیں سی اٹھائے قائداعظمؒ کے قریب پہنچ رہے تھے۔ اور بھی شناسا چہرے نظر آئے لیکن مجھے اپنے بارے میں فکر ہونے لگی کہ میں کہاں ہوں؟ کس مقام پر ہوں، علامہ نیازیؒ بھی قائداعظمؒ والے سٹیج پر جا چکے تھے۔ میں بھی ہمت کر کے اس سٹیج کی جانب بڑھنے لگا مگر مجھے ایسے لگا کہ میرے تو پاؤں ہی نہیں اٹھ رہے بالخصوص میرا بایاں پاؤں جیسے کسی نے پکڑ رکھا ہو۔ میں نے زور سے پاؤں کھینچا تو جھٹکے سے میرا سوچ تبدیل ہو گیا، میں ہسپتال کے بیڈ پر تھا۔ ادھر سے حاجی انجم وحید آ گئے۔ پنجاب کارڈیالوجی سے کلیئر کی رپورٹ آ گئی۔ اب میرے اصرار پر ڈاکٹر نے کچھ ادویات لکھ کر ہدایت دے کر مجھے جانے کی اجازت دیدی۔ مگر کہاں؟ میری آنکھوں میں تو ابھی تک وہی منظر گھوم رہے تھے پھر حاجی انجم وحید نے بتایا کہ

Marfat.com

ڈاکٹر کے مطابق مائلڈ (کمزور سا) اٹیک تھا باقی سب کچھ خیر خیریت ہے لیکن مجھے اب سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں خوش ہوں کہ کیا ہوں؟ پھر پروفیسر سلیم صاحب نے چند روز پہلے اکبر الہ آبادی کا جو شعر سنایا تھا وہ مجھے یاد آ گیا اور حسب حال لگا ہے۔

کمزور میری صحت تھی کمزور میری بیماری بھی

اچھا رہا کچھ کر نہ سکا بیمار پڑا تو مر نہ سکا

(روزنامہ ''نوائے وقت لاہور'' بابت 5 مارچ 2002 کالم ''افق در افق'')

Marfat.com

یادِ مجاہدِ ملّت

رانا محمد صادق ادیب، اٹک

مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ سے میرے 1944ء سے گہرے مراسم رہے ہیں۔ مجھ پر بہت مہربان تھے۔ ایکبار مجھے اُن کے ایک عزیز خاص نے بتایا کہ ''جب مولانا کسی کی عدم موجودگی میں اس کا ذکر کرتے تھے تو ہمیں ان کی باچھوں سے ہی پتہ چل جاتا کہ مولانا اس سے کتنی محبت رکھتے ہیں یا کتنا گہرا تعلق ہے۔ جب بھی تمہارا ذکر کرتے تو ان کی باچھیں ایک خاص انداز میں کھلتی ہیں جو گہرے مراسم کی غمازی کرتی ہیں۔''

ہم نے تحریک پاکستان میں انہی کی زیر قیادت حصہ لیا۔ طرح طرح کی صعوبتیں اٹھائیں۔ پولیس کی زیرنگرانی بھی رہے۔ میں نے انہیں ہمیشہ خلوت وجلوت اور سفر وحضر میں پاکباز پایا۔ اس دوران اُن سے کئی کرامات بھی ظاہر ہوئیں۔ بے شک وہ ولی کا درجہ رکھتے تھے۔ میرا بڑے بڑے بزرگوں سے قریبی تعلق رہا ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین محمودی سلیمانیؒ پیر آف تونسہ شریف، حضرت بابو سید غلام محی الدین شاہؒ پیر آف گولڑہ شریف، اور پیر حافظ محمد قمرالدین سیال شریف سے خط وکتابت بھی رہی مگر مجاہد ملت کی بات ہی کچھ اور تھی۔ آپ نے بھرپور زندگی گزاری مگر کیا مجال کوئی سہو ہوا ہو جو ہمیں کھٹکا ہو۔ جلالی بزرگ تھے۔ نواب آف کالاباغ ملک امیر محمد خان آپ کے سائے سے بھی خوفزدہ ہو جاتا تھا۔

Marfat.com

حدیثِ بادہ و مینا و جام آتی نہیں مجھ کو
نہ کر خاراشگافوں سے تقاضا شیشہ سازی کا

وہ بہت خوددار اور جری انسان تھے۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں جب آپ ''تحریک ختم نبوت'' (1974ء) کے سلسلے میں اٹک جیل میں نظر بند تھے تو مجھے اپنی پچاسوں قلمی تحریریں خفیہ طور پر بھیجیں جو تاریخی حیثیت رکھتی ہیں۔ بعض تحریریں میرے توسط سے اخبارات کو جاری کرنے کی کوشش کی۔ جمعیت علماء پاکستان کے عہدیداران کو احکامات بھی صادر کیے جو ڈاک کے ذریعہ میں نے اپنی پہلی فرصت میں ارسال کر دیئے۔ بعد میں مجھے خاص طور پر ہدایت کی کہ آپ یہ تحریریں ہرگز اپنے پاس نہ رکھنا بلکہ غیر مفید ضائع کر دیں کیونکہ آپ سرکاری ملازم ہیں۔ بھٹو کو پتہ چل گیا تو مصیبت کھڑی کر دے گا۔ لیکن اس کے باوجود میں نے ان تحریروں کو اپنے سینے سے لگائے رکھا۔

آپ کی شخصیت ہشت پہلو تھی۔ آپ نابغۂ روزگار اور عبقریٔ عصر تھے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ جس قدر بھی بیان کیے جائیں کم ہیں۔ علامہ اقبالؒ کا یہ شعر پوری طرح آپ پر منطبق ہوتا ہے ۔

نگاہ بلند سخن دلنواز جاں پُر سوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے

بشریٰ رحمان کا پیغام تعزیت ان پر بالکل صادق آتا ہے، ''طبیعت غزنوی قسمت ایازی''۔ افسوس صد افسوس، جہاں والوں نے اُن کی وہ عزت افزائی نہ کی جس کے وہ مستحق تھے۔ کیونکہ معاشرہ منافقت کا خوگر ہو چکا ہے، اقدار بدل چکی ہیں، راستباز کو پسند نہیں کیا جاتا۔ لیکن مجاہد ملت ہمیشہ صراطِ مستقیم پر گامزن رہے اور علامہ اقبالؒ کے اس پیغام کو ہمیشہ حرز جاں بنائے رکھا

زمانہ با تُو نہ سازد تُو بہ زمانہ ستیز

اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے، اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ ان

Marfat.com

کے درجات بلند سے بلند تر کرے اور اُن کے توسل سے ہمیں ہمارے دینی اور دینوی امور کی انصرام دہی کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

۲۱ مارچ ۲۰۰۲ء

☆☆☆☆ 2 ☆☆☆☆

مجاہد ملت عبقری حیثیت کے مالک تھے۔ آپ کا مشہور واقعہ ہے کہ جب آپ ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسکن پر زیارت کے لیے تشریف لے گئے تو دل میں خیال میں آیا کہ سعودی گورنمنٹ نے کئی مقاماتِ مقدسہ کو نمبر ۲ میں تبدیل کر دیا ہے۔ کہیں یہ جگہ بھی انہی میں سے نہ ہو۔ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ناقہ مبارک وہاں بیٹھ رہی ہے اور آپ ﷺ اس سے نیچے اتر رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ کو یقین واثق ہو گیا۔ چنانچہ وہاں پر نوافل ادا فرمائے اور عبادت و ریاضت کی۔

سروس ٹربیونل میں میری تاریخ مقرر تھی۔ پہلے میں حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بڑا افسوس کیا اور فرمانے لگے: فی زمانہ فرزانے دیوانے ہیں اور دیوانے فرزانے۔ تاریخ بھگتنے کے بعد کھانا میرے ساتھ تناول کرنا۔ مجھے عدالت میں بہت دیر ہو گئی اور میں بہ امر مجبوری براہ راست راولپنڈی کی بس میں سوار ہو گیا۔ راستے میں خیال آیا کہ راولپنڈی دیر سے پہنچوں گا اور اٹک کی آخری بس بھی نکل جائے گی۔ اتنی رقم پاس نہیں کہ سپیشل ٹیکسی لے کر اٹک جا سکوں، بڑی مشکل پیش آئے گی کاش! حضرت نیازیؒ سے ہی کچھ رقم مستعار لے لیتا۔ اتنے میں کنڈکٹر سر پر آن کھڑا ہوا اور ٹکٹ ٹکٹ پکارنے لگا۔ دروازے پر کھڑے ہوئے دوسرے کنڈکٹر نے آواز دی کہ خبردار! ان سے ٹکٹ کے پیسے مت لینا یہ اپنے آدمی ہیں۔ لیکن میں اس سے بالکل ناآشنا تھا۔ اب میرے پاس اتنے پیسے باقی تھے کہ میں راولپنڈی سے بآسانی اٹک پہنچ سکتا تھا۔ یہ سب کرامت مجاہد ملت کی تھی۔

میری والدہ ماجدہ کی تعزیت کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ صاحبدل ہو۔ تھوڑی سی ریاضت کے بعد مرحوم والدین سے ہمکلام ہونے کی سعادت حاصل

Marfat.com

کر سکتے ہو۔ مجاہد ملت ؒ کے تسلی دینے کا انداز ذرا ملاحظہ فرمائیں، کس قدر غمگسار تھے۔

جہاد کشمیر کانفرنس (میر پور آزاد کشمیر مورخہ ۲۹۔ اپریل ۲۰۰۱ء) میں اپنی زندگی کی آخری تقریر فرمائی۔ ہمیشہ کہتے تھے کہ ''فتح کشمیر بنوکِ شمشیر''، رات کو بڑی تکلیف میں رہے۔ پیر عتیق الرحمٰن نے کہا کہ شاید مجاہد ملت کا آخری دورہ ہے۔ واپس لوٹے تو فرمایا صاحبزادہ فضلِ کریم گھٹنوں میرے پاؤں پکڑ کر روتا رہا اور اپنی بغاوت کی معافی کا خواستگار ہوا۔ میں نے اُسے معاف کر دیا۔ اگر انجینئر سلیم اللہ خان نے بھی معافی مانگی، دے دونگا۔ لیکن میانوالی کے تین خانان کو کبھی معاف نہیں کر سکتا۔

ڈاکٹر.............. نیازی جس کو میں خود (سیاست) میں لے کے آیا۔

پروفیسر.............. نیازی، اس کو میں نے ہی تعینات کرایا... اور.....

حاجی.............. نیازی، جو میرا قریبی رشتہ دار ہے۔

اور سچ تو یہ ہے کہ یہ اس ٹینشن ہی کا نتیجہ تھا جو اُن کو اپنوں نے دی۔ مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ کی ان باتوں سے بھی ظاہر ہو رہا تھا کہ ان کی رخصت کا وقت قریب ہے۔

میں نے اپنی زندگی میں آپ جیسا مقرر اور ادیب نہیں دیکھا۔ میں نے ابوالکلام آزاد، سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور حبیب الرحمٰن لدھیانوی جیسے مقررین کی تقریریں سنیں مگر ان کی بات ہی کچھ اور تھی۔ جذبہ صادق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ایک جلسہ میں آپ سے مکرر جملے دہرانے کی فرمائش کی اور کہا کہ ''تحریک ختم نبوت'' شروع ہم نے کی تھی مگر بازی نیازی لے گیا ہے۔ میں ان کی کن کن باتوں اور اقوال کو یاد کروں، کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو بدن تیرا
تیرے وجود کے مرکز سے دور رہتا ہے

۲۰ جون ۲۰۰۲ء

Marfat.com

ایک نڈر اور بے باک شخصیت

مولانا اللہ وسایا ارشد۔ میانوالی

آج وہ قدسی صفات شخصیات اس کائنات میں بہت ہی قلیل دکھائی دیتی ہیں جن کے رگ و پے میں جرأت و ہمت، مستئی کردار اور حقانیت و صداقت خون کی طرح محوگردش ہو۔ جن کے لیل ونہار سوز وساز رومی اور پیچ وتابِ رازی کی کشمکش میں بسر ہوتے ہیں، جو اسلاف کے قلب وجگر اور جذب دروں کے امیں ہوں اور جابر سے جابر سلطان وقت کے سامنے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق گوئی اور بے باکی کا حق ادا کرنے کی جرأت رکھتے ہوں۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب تک قہاری وغفاری ہو قدوسی و جبروت جیسی صفات مومنانہ سے مزین میر کارواں امت مسلمہ کو میسر رہے امتِ رسول کونین ؐ کی کشتی بحفاظت منزل مقصود کی طرف رواں دواں رہی اور جونہی وہ نظروں سے اوجھل ہوئے سفینہ گردابِ بلا میں ہچکولے کھانے لگا۔

ضیغم اسلام، فخرِ پاکستان، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کا شمار ایسی ہی بلند ہمت اور بے باک شخصیات میں ہوتا تھا۔ رب ذوالجلال نے آپ کی باکردار

Marfat.com

شخصیت کو بے شمار محاسن اور خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ بیک وقت ایک عالم باعمل، عالم دین، شعلہ بیاں خطیب، بے باک سیاستدان اور نڈر مجاہد تھے۔ اس مرد حق آگاہ کی ساری زندگی جابر سلطانوں اور ظالم حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق کہنے میں گزری۔ اپنی سیاسی زندگی کے آغاز سے تادم آخر پوری ہمت و جرأت اور حوصلہ مندی سے ملک پاکستان میں نفاذ اسلام کی جدوجہد میں سرگرم عمل رہے۔ تحریک پاکستان سے لے کر تحریک ختم نبوت تحریک نظام مصطفیٰ ؐ اور اس کے بعد ظلم و جور اور جبر و استبداد کے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک میں آپ نے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لایا۔ بڑے بڑے نوابوں، وڈیروں اور جابر حکمرانوں سے آپ نے ٹکر لی۔ ذاتی حالات خواہ کیسے ہی ہوں آپ کے پائے ثبات میں میں کبھی لغزش نہیں آئی۔ حق آپ کا طرہ امتیاز اور بے باکی آپ کا وطیرہ تھا۔ شورش کاشمیری نے یہ حسین اشعار شاید آپ کی ذات کو اپنے سامنے رکھ کر کہے تھے۔

جو دل محسوس کرتا تھا علی الاعلان کہتے تھے
گریباں چاک دیوانوں میں ہوتا تھا شمار ان کا
قضا سے کھیلتے تھے وقت کے الزام سہتے تھے
چٹانوں کی جبیں پہ نقش تھا جاہ و جلال ان کا
ابو ذرؓ کی روایات درخشاں ان کا محور تھی
حسینؓ ابن علیؓ کی پیروی ہی تھا کمال ان کا
مجاہد اور بھی پنجاب میں پیدا ہوئے شورش
کہاں قربانی و ایثار میں لیکن جواب ان کا
ہمیشہ برسر میدان سینہ تان کر نکلے
نکھرتا ہی رہا تیغوں کے سائے میں شباب ان کا

Marfat.com

میانوالی کی تاریخ میں نواب آف کالاباغ کا دور مذہبی لگاؤ رکھنے والے لوگوں کے لیے ایک بھیانک اور پر آشوب دور تصور کیا جاتا ہے۔اس کی سیاست کے تمام پیچ وتاب اس کی اپنی ذات کے گرد گھومتے تھے۔مگر مولانا نیازیؒ کی پاکیزہ سیاست صرف اور صرف مقام مصطفیؐ کے تحفظ اور نظام مصطفیؐ کے نفاذ کے لئے تھی۔ جب الیکشن کا دور آتا آپ اپنے ہاتھوں میں حق وصداقت کا علم لے کران نوابوں کے مقابلے میں ڈٹ جاتے اور انتہائی جراٴت و بہادری سے مقابلہ کرتے۔آپ کو مال وزر کی لالچ دی جاتی۔اپنے ظلم و جبر سے ڈرایا دھمکایا جاتا مگر آپ اپنے عزم میں کوہ گراں کی طرح مضبوط رہتے۔نوابوں جاگیرداروں اور حکمرانوں کی بڑی سے بڑی (OFFERES) آپ کو راہ حق سے نہ ہٹا سکیں۔جبرو استبداد سے لبریز ان کا کرداران کو مرعوب نہ کرسکتا تھا۔

محمد صادق قصوری نے اپنی کتاب ''مجاہد ملّت'' میں لکھا ہے کہ 1958ء کے انتخابات قریب آئے تو صوبائی انتظامیہ نے مولانا نیازیؒ کے جگری دوست حکیم محمد انور بابری سے کہا کہ مولانا نیازیؒ پانچ لاکھ روپیہ لے لیں اور میانوالی کی بجائے لاہور سے انتخابات لڑیں کیونکہ وہاں سے سکندر مرزا امیدوار ہونگے۔مگر حکیم بابری مرحوم نے صاف انکار کر دیا کہ وہ اپنے دوست کے بے داغ ضمیر کا سودا نہیں کر سکتے۔ادھر میانوالی میں نواب آف کالاباغ ملک امیر محمد خان نے مولانا نیازیؒ سے یہی بات کہی اور پانچ لاکھ کی بجائے پندرہ لاکھ روپیہ کی پیش کش کی۔ملک امیر محمد خان نے مولانا نیازیؒ کو بتایا کہ میانوالی سے سکندر مرزا کو انتخاب لڑانا ہے کیونکہ اس کو صدر بننا ہے۔ مولانا نیازیؒ نے جواب دیا کہ وہ ہر صورت میں الیکشن لڑیں گے اور میانوالی ہی سے لڑیں گے۔اس پر نواب کالاباغ نے مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے کہا ''اچھا پھر لڑو الیکشن، پاکستان میں الیکشن نہیں ہونگے اور مارشل لاء لگے گا۔اس وقت مارشل لاء کا کسی کو خیال تک نہ تھا۔

آپ کی جراٴت و بے باکی کا اندازہ اس واقعہ سے فرمایئے کہ یکم مارچ

Marfat.com

1959 کو KGA گراؤنڈ کراچی میں بین الاقوامی سیرت النبی ﷺ کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت جنرل ایوب خان نے کی۔ مولانا نیازیؒ نے وہاں ''پیغمبر اسلام'' (مقام رسولؐ عقل کی روشنی میں) کے عنوان سے ایک پر مغز مقالہ پڑھا اور مقالہ کے اختتام پر تقریر کرتے ہوئے ایوب خان کی موجودگی میں بانگ دہل کہا کہ اگر ایوب خان کی حکومت کو چیلنج کیا جائے تو ریگولیشن موجود ہے مگر رسول اکرم ﷺ کی نبوت کو چیلنج کرنے والوں پر کوئی قدغن نہیں۔ یہ کہاں کا قانون ہے کہ ایوب خان کے خلاف بات کرنے والوں کو قانون کے شکنجے میں جکڑ دیا جائے مگر سید الانبیاءؑ کی نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والے سرعام پھر رہے ہیں۔ ان کو کون پوچھے گا؟ اس پر کانفرنس ہال نعروں سے گونج اٹھا۔ ایوب خان گھبرا کر عقبی دروازے سے نکل گئے اور حکام کو ہدایت کی یہ شخص بے باک ہے اس پر کڑی نظر رکھی جائے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

یہاں میانوالی کی سیاست میں مولانا نیازیؒ اور نواب کالاباغ کے مقابلے کی ایک طویل داستان ہے مگر بخوف طوالت چند ایک واقعات پر اکتفا کروں گا۔ نواب مذکور نے مولانا نیازیؒ کو طرح طرح کے ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ آپ کی پاکیزہ تحریک کے آگے بند باندھے، گھناؤنے سیاسی ہتھکنڈے استعمال کیے اور متعدد قاتلانہ حملے کروائے مگر مولانا نیازیؒ کے استقلال میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ آئی۔ اللہ رب العزت نے اس پاسبانِ ناموس رسالتؐ کو ہر موڑ پر محفوظ رکھا۔ نواب کالاباغ نے مولانا نیازیؒ پر پہلا قاتلانہ حملہ 1962ء میں بمقام داؤد خیل ضلع میانوالی میں اسوقت کرایا جب آپ بطور امیدوار قومی اسمبلی بی ڈی ممبروں کو خطاب کرنے کے لیے جلسہ عام میں جارہے تھے۔ نواب کا پلان یہ تھا کہ مولانا نیازیؒ کو قتل کرادیا جائے تاکہ ہمیشہ کے لیے اس کے راستے کا پتھر ہٹ جائے۔ چنانچہ پہلے تو اس نے جلسہ کی جگہ بدل دی نیو پبلک سکول کی بجائے محلے کے ایک سکول میں بدل دیا۔ ادھر جلسہ کا آغاز ہوا لگی

Marfat.com

مروت کا حبیانامی ایک شخص جس کے لڑکے کو کسی کیس میں سزائے موت سنائی گئی تھی اس کے ساتھ نواب کالا باغ کا معاہدہ ہوا کہ اگر وہ مولانا نیازیؒ کو قتل کردے تو وہ اس کے لڑکے کی سزائے موت منسوخ کردی جائے گی ۔حبیا کو دو مربعے نہری زمین اور بیس ہزار روپے اس کے علاوہ نقد دینے کا وعدہ کیا اور سکول کے کسی گوشے میں چھپا دیا گیا تا کہ جب مولانا نیازیؒ سکول میں داخل ہوں یا جلسہ سے خطاب کررہے ہوں تو وہ آپ کو قتل کردے لیکن اللہ کے فضل وکرم سے اس پلان کا مولانا نیازیؒ کے حامیوں کو قبل از وقت پتہ چل گیا اور لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ وہاں تقریر کے لیے نہ جائیں ورنہ قتل کردیے جائیں گے۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ اگر مجھے یہ بات نہ بتاتے تو بہتر تھا پروگرام جلسہ منسوخ نہ ہوگا موت سے میں کہاں تک بھاگوں گا اب اگر نہیں جاؤں گا تو کب تک نہیں جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا میں وہاں ضرور جاؤں گا لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے کے مصداق اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس حملے سے محفوظ رکھا اور نواب کا یہ پلان نا کام ہوا۔

دوسرا حملہ بارہ اکتوبر 1962ء کو موسیٰ خیل میں کرایا گیا۔موسیٰ خیل کی جامع مسجد یاری خیل میں ایک جلسہ میں آپ نے خطاب فرمانا تھا۔راقم نے یہ واقعہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔میری عمر اسوقت تقریباً دس سال تھی موسیٰ خیل میں اس وقت مسلم لیگ کے رہنما صوفی بہادر خان صاحب مولانا نیازیؒ کے شانہ بشانہ سرگرم عمل تھے۔اس جلسہ کا اہتمام بھی غالباً انہوں نے ہی کیا تھا۔موسیٰ خیل میں اسوقت سیاسی طور پر دو گروپ تھے ایک مولانا نیازیؒ کے سرفرشان کا گروپ اور دوسرا نواب آف کالا باغ کا۔ چونکہ اس سے قبل مولانا نیازیؒ پر داؤد خیل میں قاتلانہ حملہ ہو چکا تھا اس لیے یہاں موسیٰ خیل میں قاتلانہ حملہ کا شدید خطرہ تھا۔مجاہد ملت کے حامیوں میں زیادہ تر یاری خیل قبیلے کے لوگ تھے اور کالا باغ کے گروپ میں موسیٰ خیل کے دوسرے قبائل کے لوگ شامل تھے۔قاتلانہ حملے کے یقینی خطرے کے پیش نظر علامہ نیازیؒ کے حامیوں نے مزاحمت کی مکمل تیاری قبل از وقت کررکھی تھی۔ مجھے بخوبی یاد ہے کہ جلسہ سے قبل

Marfat.com

مسجد کے قریب اسلحہ ہمارے گھر میں رکھا گیا تھا تا کہ بوقت ضرورت فوراً کام آ سکے۔ رات عشاء کی نماز کے بعد جلسہ شروع ہوا مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھر چکی تھی۔ دریں اثنا ء مجاہد ملت اپنی مجاہدانہ شان وشوکت کے ساتھ مسجد میں تشریف لائے تو آپ کے استقبال پر لوگوں کے فلک شگاف نعروں سے مسجد گونج اٹھی۔ لوگ تعظیماً کھڑے ہو گئے مولانا نیازیؒ نے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''بیٹھیئے بیٹھیئے'' چنانچہ مجمع فوراً بیٹھ گیا۔

تلاوت قرآن پاک اور نعت شریف کے بعد آپ کا جرأت مندانہ خطاب شروع ہوا۔ آپ کی ایمان افروز، ولولہ انگیز اور باطل سوز تقریر سے مجمع میں آگ سی لگ گئی۔ فضا نعروں سے گونج اٹھی۔ لوگ دیوانہ وار ''مرد حق مرد غازی خان نیازیؒ خان نیازیؒ'' اور ''نواب کالا باغ مردہ باد'' کے نعرے لگا رہے تھے۔ اور اس دوران مسجد کے قریب ہی سے ایک زناٹے دار فائر کی آواز نے مجمع کو چونکا دیا۔ علامہ نیازیؒ کے خطاب میں مزید جوش پیدا ہو گیا اور اب چاروں طرف سے فائر آنے لگے مگر مجاہد ملت نے اپنا خطاب جاری رکھا۔

سرفروشان نیازیؒ نے جو پہلے سے دشمنوں کی مزاحمت کے لیے تیار تھے اپنا اپنا اسلحہ اٹھایا اور جوابی فائرنگ شروع کر دی اب یہ سماں محاذ جنگ کا منظر پیش کرنے لگا۔ اللہ کے گھر پر گولیوں کی بارش ہو رہی تھی مسجد کے مینار گولیوں سے چھلنی ہو رہے تھے لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ ضیغم اسلام بپھرے ہوئے شیر کی طرح مسجد کے صحن میں آنے کی کوشش کر رہے تھے ہمارے ایک بزرگ مرحوم دادا جعفر خان نے انہیں اپنی گرفت میں لے رکھا تھا تا کہ آپ مسجد کے صحن میں تشریف نہ لا سکیں۔ مجاہد ملت کے حامیوں کی جوابی کاروائی خاصی سخت تھی۔ دشمن دم دبا کر بھاگ نکلا۔ رب ذوالجلال نے مولانا نیازیؒ کو بال بال بچا لیا اس کشمکش میں جلسہ کچھ دیر معطل رہا مگر جیسے ہی خطرہ ٹل گیا آپ نے پھر خطاب شروع کر دیا۔ اب انداز بیان میں مزید شوخی آ گئی اب یہ مرد قلندر شیر کی طرح دھاڑا اور نواب کو للکارتے ہوئے پکارا ''او نواب! سن لے، تیری

Marfat.com

لمبی لمبی مونچھوں سے تو بغاوت ہوسکتی ہے مگر کملی والے کی زلفوں سے ہرگز بغاوت نہیں ہوسکتی'' آپ یہ جملہ نواب کے خلاف اکثر تقاریر میں فرمایا کرتے تھے۔ مردِ خدامست کا یہ خطاب کافی دیر جاری رہا اور آپ کے ایمان افروز اور باطل شکن خطاب نے لوگوں کے قلوب میں حق وصداقت کی ایک نئی روح پھونک دی۔

آج بھی اہالیان موسیٰ خیل اس بات کے گواہ ہیں کہ جن افراد نے نواب کالا باغ کی حمایت میں بربریت کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ وہ اپنے رب کی شدید پکڑ میں اس طرح مبتلا ہوگئے کہ ساری زندگی ذلت ورسوائی ان کا مقدر بن گئی۔ وہ اپنی قبائلی دشمنیوں میں اس قدر الجھ گئے کہ اس کی مثال بیان کرنا مشکل ہے۔ بعض کو تو ساری زندگی اپنے وطن موسیٰ خیل کی سرزمین پر قدم رکھنا بھی نصیب نہ ہوا، کوئی قید وبند کی صعوبتوں میں مبتلا ہوگئے اور کوئی قتل ہوکر ہمیشہ کے لیے نواب کے ساتھ مرمٹ گئے۔

انّ بطش ربّک لشدید

اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں ذلیل وخوار اور تباہ وبرباد کر کے رکھ دیا مگر مجاہد ملت عبدالستار خان نیازی ان کے بعد بھی اپنی چھیاسی برس کی بھرپور زندگی تادم آخر اپنے بے مثال طرز کے ساتھ حق وصداقت کا علم بلند کرتے رہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را

(ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور بابت مئی 2002ء ص 87 تا 91)

Marfat.com

عاشق کا جنازہ

تحریر: مولانا محمد معین الدین سیالوی

۷ صفر المظفر ۲ مئی ۲۰۰۱ء بروز بدھ جب اہل میانوالی سو کر اٹھے تو ان کی سماعتوں سے ٹکرانے کے لیے دلوں کو ہلا دینے اور رُلا دینے والی ایک آواز تھی جسے جو بھی سنتا گیا غم کی تصویر بنتا چلا گیا۔ ہر طرف ایک ہی خبر گردش کر رہی تھی ہر گلی ہر محلے ہر دوکان اور ہر مکان میں ایک ہی ذکر ہو رہا تھا ہر جگہ یہی تذکرہ تھا کہ مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ رحلت فرما گئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ہر چہرے پر غم نے ڈیرا ڈال رکھا تھا سب کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ ہر اک چہرے سے یہی عیاں ہوتا تھا اور ہر اک دل کی یہی آواز تھی کہ:

بچھڑا اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

مجاہد ملت محسن ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ نے ڈسٹرکٹ ہسپتال میانوالی میں مورخہ ۲ مئی بروز بدھ صبح نماز فجر کے ادا کرنے کے بعد ۵ بجکر ۵ منٹ پر جان، جانِ آفریں کے سپرد کی اور میت ان کے قریبی عزیز عبدالحمید خان شیر مان خیل کے حوالے کر دی گئی۔

☆ عبدالحمید کی رہائش گاہ پر لوگ باری باری اپنے محبوب قائد کا آخری دیدار کرتے رہے مجاہد ملت کے انتقال کی خبر پورے ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور

Marfat.com

مولانا نیازیؒ کے مداح، عقیدت مند، علماء کرام، پیران عظام اور عوام اہلسنت میانوالی پہنچنا شروع ہو گئے۔ بہت بڑے ہجوم کی وجہ سے راقم الحروف کو بڑی مشکل سے (نماز عصر سے کچھ دیر پہلے) اپنے عظیم قائد کا آخری دیدار نصیب ہوا۔ مولانا نیازیؒ کی مداحوں کے جھرمٹ میں میت کے قریب بہت زیادہ جذباتی مناظر دیکھنے میں آئے۔

☆ علامہ نیازیؒ کا روشن اور پرنور چہرہ دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے تاروں کے جھرمٹ میں چاند اتر آیا ہو مرد مومن مرد غازی مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کا نورانی اور روشن چہرہ اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے اپنی پوری زندگی اسلام کے لیے، نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کے لیے وقف کر رکھی تھی یہ وہ شخص ہے جس نے پوری زندگی عشق رسول ﷺ کی شمع اپنے سینے میں روشن کیے رکھی۔

☆ یہ وہ شخص ہے جسے تحریک ختم نبوت ﷺ میں حصہ لینے کی پاداش میں سزائے موت کا حکم بھی سنایا گیا اور پھانسی کی کوٹھڑی تک پہنچایا گیا مگر وہ ذرا نہ لڑکھڑایا۔

☆ مجاہد ملت کی میت محلہ شیر مان خیل سے بعد نماز عصر پانچ بج کر چالیس منٹ پر اٹھائی گئی بلوخیل روڈ پر ہزاروں افراد جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے آنسوؤں کا نذرانہ پیش کر رہے تھے حتی کہ نوجوانوں کی آنکھوں سے بھی آنسو بہہ رہے تھے۔ مولانا نیازیؒ کا ہر قدم پر ساتھ دینے والے علامہ الحاج صاحبزادہ پیر محمد عبدالمالک (ضلعی چیئرمین زکوٰۃ وعشر کمیٹی) جنازہ کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے لوگوں کو صبر وتحمل کی تلقین کر رہے تھے لیکن مجاہد ملت کے اس عظیم ساتھی کی اپنی آنکھوں سے بھی آنسو (موتیوں کی طرح قطار اندر قطار) نکل رہے تھے۔

☆ علامہ سید ریاض حسین شاہ کے جوتے لوگوں کے رش کے نذر ہو گئے تھے۔ چنانچہ جماعتِ اہلسنت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ ننگے پاؤں ہی شاہراہ بلوخیل پر جنازہ کے ساتھ رواں دواں تھے اور زبان پر ایک ہی جملہ جاری تھا کہ ''آہ! اک عاشق رسول ﷺ چلا گیا اک مرد مقبول چلا گیا''۔

☆ دعوتِ اسلامی کے ساتھی میت کے ساتھ کلمہ طیبہ کا ورد کر رہے تھے۔ بلند آواز سے

Marfat.com

یک زبان ہو کر درود پاک اور نعتیں پڑھ رہے تھے۔☆ مولانا نیازیؒ کا جنازہ جب ہاکی سٹیڈیم پہنچا تو سٹیڈیم میں تل دھرنے کی بھی جگہ نہ تھی۔ ہزاروں لوگوں کو باہر کھڑا ہونا پڑا مولانا نیازیؒ کی نماز جنازہ شام چھ بج کر بیس منٹ پر ہاکی سٹیڈیم میں ادا کی گئی۔نماز جنازہ کی امامت پیر طریقت میاں محمد صدیق بھوروی نے فرمائی جبکہ دعائے مغفرت صاحبزادہ محمد عبدالمالک نے کرائی۔نماز جنازہ میں نامور مقتدر شخصیات نے شرکت کی۔مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کو ان کی وصیت کے مطابق ان کے تعمیر کردہ دینی مدرسہ و جامع مسجد انجمن فلاح المسلمین (روکھڑی روڈ میانوالی) میں سپرد خاک کیا گیا۔

؎ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

(ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ بابت جون 2001ء ص ۱۷)

Marfat.com

حزن وملال

سُن کے یہ حضرت نیازیؒ کا ہوا ہے انتقال
دل دہل کے رہ گیا بے حد ہوا سب کو ملال
کیا بیاں اوصاف میں اُن کے کروں کیا نہ کروں
وہ فدائے دین تھے اور پُر اثر تھا قیل و قال
بات کے پکے تھے ڈٹ جاتے تھے وہ حق بات پر
کیا ہی تھے مردِ مجاہد اور تھے وہ بے مثال
کوئی پوچھے گر تو کہہ دینا یہ تاریخِ وفات
بدھ کی صبح دو مئی سن ایک تھا عیسوی کا سال
کر دُعائے مغفرت شبلیؔ تُو ان کے واسطے
بخش دے ستار کو غفار ہے تُو ذُوالجلال

(شبلی پانی پتی)

(روزنامہ ''نوائے شرر'' میانوالی بابت ۹ جون ۲۰۰۱ء)

Marfat.com

آہ! مولانا نیازیؒ

جاں نثارِ سرورِ کون و مکاںؐ جاتا رہا
وہ فدائے سیدِ ہر انس و جاں جاتا رہا

صاعقہ حق جلالِ ربِ محبوبؐ خدا
وہ جمالِ مالکِ ہر این و آں جاتا رہا

گفتار سے کردار سے ہردم رہا کرتا جہاد
وہ نیازیؒ وہ مجاہد۔ حق کی آذاں جاتا رہا

جو محبت اور اخوت کا رہا پرچم کشا
جے۔ یو۔ پی کا وہ حقیقی ترجمان جاتا رہا

وہ گرجتا، دھاڑتا وہ شیرِ حق۔ شیر ژیاں
جراَت فاروقِ اعظمؓ کا نشاں جاتا رہا

اس کے سر میں سودائے عشق رسولﷺ
عشق و مستی کا حقیقی ترجماں جاتا رہا

تھا وہ للکارِ جنابِ مرتضیٰ حضرت علیؓ
وہ نیازیؒ حیدریت کا نشاں جاتا رہا

وہ عدوانِ رسالت کے لیے تلوار تھا
کانپتا تھا جس سے قصرِ قادیاں جاتا رہا

بوجہل سے عمر بھر لڑتا رہا لڑتا رہا
وہ فدائے سرورِؐ کون و مکاں جاتا رہا

نقش ہیں پیشانیِ حالات پر جس کے نقوش
ہاں وہ نقشِ عشق وہ جادو بیاں جاتا رہا

مومنِ اقبالؒ وہ۔ مردِ جواں۔ مردِ جری
قائد اعظم کا فکری ترجمان جاتا رہا

ہاں وہ للکارِ رضاؒ اس دور میں تھا دوستو
ہاں نظامِ مصطفیٰؐ کا اک بیاں جاتا رہا

شاہ نورانی کے سر کا، اک ظلِ پناہ
اہل سنت کا حبیب و دل ستاں جاتا رہا

کوکب اسلام تھا، وہ افتخارِ ملک و قوم
طلعتِ خورشیدِ دیں تھا ذوفشاں جاتا رہا

(محمد افتخار الحسن کوکب)

(ماہنامہ ''تحقیق الادویہ'' لاہور بابت جولائی ۲۰۰۱ء ص ۱۷)

Marfat.com

آہ! جانثارِ ختم نبوت

بطلِ جلیل ضیغم ملت چلا گیا — دنیا کو چھوڑ کر سوئے جنت چلا گیا
مست مئے الست اور مردِ وفا شعار — کر کے ادا وہ حقِ محبت چلا گیا
قربان تھا سو جان سے نامِ رسولؐ پر — عشق نبیؐ کی بانٹ کے دولت چلا گیا
اصحابِ مصطفیٰؐ کا سپاہی تھا وہ نڈر — اور جانثارِ آلِ نبوت چلا گیا
تھا شاہِ نقشبندؒ کا دل سے نیاز مند — لے کے وہ اولیاء کی عنایت چلا گیا
تحریک جب تھی ختم نبوت کی خونبار — اس میں وہ دے کر دادِ شجاعت چلا گیا
نافذ نظامِ مصطفیٰؐ ہو وطنِ پاک میں — ہم کو وہ دے کے ایسی عزیمت چلا گیا
وہ تھا مشیرِ قائد اعظم خدا گواہ — دکھلا کے اپنا نورِ بصیرت چلا گیا
سب معترف ہیں اس کے جلال و جمال کے — بے حد غیور و صاحبِ سطوت چلا گیا
خرم کہاں سے ڈھونڈ کے لاؤ گے اب اُسے — وہ جانثارِ ختمِ نبوت چلا گیا

(حکیم سید محمد خرم ریاض رضوی، لاہور)

(ماہنامہ ''رضائے مصطفیٰ'' گوجرانوالہ بابت جون ۲۰۰۱ء ص ۱۸)

Marfat.com

سرکار کا فیضان تھے

ستّار نیازیؒ

اک بندۂ رحمان تھے ستار نیازیؒ
سرکارؐ کا فیضان تھے ستار نیازی

ہر فعل تھا سرکارؐ کی سنت کے مطابق
کتنے بڑے انسان تھے ستار نیازیؒ

عشق شہ بطحیٰ میں وہ سرشار تھے اتنے
ایمان کا عرفان تھے ستار نیازیؒ

مسلک کی حفاظت میں شب و روز گزرے
خود دین کی پہچان تھے ستار نیازیؒ

اغیار کے سر پر تھے وہ شمشیرِ برہنہ
اسلام پہ قربان تھے ستار نیازیؒ

ملت کے مجاہد کا لقب آپ نے پایا
ہر دور میں ذیشان تھے ستار نیازیؒ

کیونکر نہ مشاہیر ہوں انگشت بدنداں
ایسے ہی مسلمان تھے ستار نیازیؒ

تحریر میں تقریر میں سرکارؐ کی مدحت
اک پرتو حسانؓ تھے ستار نیازی

خاکی نے بھی منظوم کیے ان کے شب و روز
ہاں صاحب ایمان تھے ستارؒ نیازی

(عزیز الدین خاکی القادری، کراچی)

۳ جون ۲۰۰۲ء

Marfat.com

عالی گفتار نیازیؒ

جناب محمد شریف انجمؔ قصور کے پنجابی شعراء میں بلند مقام پر فائز ہیں بلکہ صدر نشین ہیں۔ اُن کی پنجابی میں سیرت النبی ﷺ پر کتاب ''حرا دا چانن'' شہرت عام و بقائے دوام کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔ موصوف نہایت ہی شریف الطبع، علم پرور اور مخلص انسان ہیں۔ حضرت مجاہد ملت قدس سرہ سے اُنہیں خصوصی عقیدت و محبت ہے۔ فروری 2002 میں احقر کی مرتبہ کتاب ''مجاہد ملت کی مشاہیر کی نظر میں'' منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی تو انجمؔ صاحب نے بعد مطالعہ اپنے جذبات و تاثرات کو یوں منظوم کر کے ''مجاہد ملت فاؤنڈیشن'' کو نوازا۔ (قصوری)

دُنیا دے ایس سمندر وچ جد اُٹھیاں چھلاں حق دیاں
کسے آمر دے دربار اندر پیّیاں تھرتھلاں حق دیاں
کدی ظلم جبر دی نگری وچ جد ہوئیاں گلاں حق دیاں
جد گلشن وچ بہار آئی سر چڑھیاں ولاں حق دیاں

تاریخ دے متھے چمکے گا سوہنا کردار نیازیؒ دا
ناں رہندی دنیا تک رہنا عبدالستار نیازیؒ دا

جس ویلے آن فرنگی نے سولی تے ٹنگی آزادی
سنگت وچ قائدِ اعظم دی جد قوم نے منگی آزادی
اُس ویلے یار نیازیؔ نے لہو جگر تھیں رنگی آزادی
فرمایا مومن دے تائیں جند جان توں چنگی آزادی

Marfat.com

ملت نوں کر بیدار گیا جذبہ غمخوار نیازیؒ دا
ناں رہندی دنیا تک رہنا عبدالستار نیازی دا

مرزے نے جسدم ازمائے دیوانے کملیؐ والے دے
رکھ جان ہتھیلی تے آئے پروانے کملیؐ والے دے
رنداں دی خاطر کھل گئے میخانے کملیؐ والے دے
آئے جام شہادت دے پیون مستانے کملیؐ والے دے

تھاں تھاں تے امت نے چنیا رستہ جیدار نیازیؒ دا
ناں رہندی دنیا تک رہنا عبدالستار نیازیؒ دا

اس شیر ببر تے موت دیاں جس دم تعزیراں بول پئیاں
کالے قانون دی پر ہیا وچ گنگیاں تحریراں بول پئیاں
حرمت دے جاے تار ہوئے پگاں دیاں لیراں بول پئیاں
جیلاں دے بوھے چیک پئے ظالم زنجیراں بول پئیاں

راہ تکدے تکدے جھک گیا فرتختہ دار نیازیؒ دا
ناں رہندی دنیا تک رہنا عبدالستار نیازیؒ دا

شاہین دا رستہ روک سکے نہ پھند فریبی چالاں دے
لالا کے واہیں تھک گئے کارندے بھیڑ خیالاں دے
سب لوبھ تے لالچ مات پئے اگے درویشی ڈھالاں دے
بے عیب حیاتی دا پیکر پیا لشکے وانگ مثالاں دے

رہیا اچا شملہ دنیا تے انکھی خوددار نیازیؒ دا
ناں رہندی دنیا تک رہنا عبدالستار نیازیؒ دا

Marfat.com

اقبالؔ دا مردِ مومن سی اُوہ مَست قلندر ویلے دا
پنجاب دی دھرتی تے وگدا عرفانِ سمند ر ویلے دا
جس دے درویشی نعرے تے ہل جاوے اَندر ویلے دا
جس دا للکارا ٹھل نہ سکے کوئی مُچھندر ویلے دا

اَج تک زمانہ گرویدہ عالی گفتار نیازیؒ دا
ناں رہندی دنیا تک رہنا عبدالستار نیازیؒ دا

اوہ نمرُوداں دے بھانبڑ اندر چھال خلیلیؑ مار گیا
موسیٰؑ دے وانگر ویلے دے فرعوناں نوں للکار گیا
اوہ ساہویں شمشیر یزیداں دے شبیرؓ دی بن تلوار گیا
پروانہ کملیؐ والے دا چُم چُم کے تختہ دار گیا

جنت وچ متھا چُمن گے مدنی سرکارؐ، نیازیؒ دا
ناں رہندی دنیا تک رہنا عبدالستار نیازیؒ دا

قانونِ شریعت دھرتی تے نت ویکھن دا ارمان رہیا
ناموسِ رسالتؐ دی عظمت بس جسدا دین ایمان رہیا
دل اندر عشق محمدؐ دا اَتے ہونٹھاں تے قرآن رہیا
اوہ عاشق رب دے ولیاں دا، رَب اُوہدا نگہبان رہیا

ایویں نئیں انجم چُم لیند اناں لکھدیاں سار نیازی دا
ناں رہندی دنیا تک رہنا عبدالستار نیازی دا

محمد شریف انجم قصور ☆ ۱۳ مارچ ۲۰۰۲ء

Marfat.com

اداریئے

مرتب: محمد صادق قصوری

حضرت مجاہد ملّت نور اللہ مرقدہ، کی رحلت پر ملک بھر کے قومی اخبارات کے علاوہ بہت سے ہفت روزوں، پندرہ روزوں، اور ماہناموں نے بھی اپنے اداراتی کالموں میں حضرت قدس سرہ کی خدمات کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔ آپ کی پاکیزہ سیرت، کردار اور افکار کو اُجاگر کرتے ہوئے عقیدت کے پھول پیش کیے۔

جن اخبارات و رسائل تک ہماری رسائی ہوسکی، اُن کے اداریئے ذیل میں نقل کیے جارہے ہیں تاکہ قارئین کرام کو علم ہوسکے کہ اُن کے محبوب قائد کی ذات ستودہ صفات کس مقام و مرتبہ پر فائز تھی۔ (قصوری)

مُجاہد ملّت کی رحلت

"تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما اور جمعیت علماء پاکستان کے صدر مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ طویل علالت کے بعد گزشتہ روز صبح پانچ بجے میانوالی کے ہسپتال میں انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا موصوف نے تحریک پاکستان تحریک ختم نبوت، مختلف جمہوری تحریکوں اور تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ وفات کے وقت ان کی عمر 86 سال کے قریب تھی اور انہوں نے شادی نہ کرکے مجرد اور پاکیزہ زندگی گزاری۔ وہ مُسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے بانیوں میں سے

Marfat.com

تھے اور قائد اعظمؒ کے وفادار نوجوان ساتھی کی حیثیت سے اُنہوں نے تحریک پاکستان کو عوام میں مقبول بنانے کے لیے ملک بھر کے وسیع دورے کیے۔

وہ ''نوائے وقت'' کے بانی حمید نظامی مرحوم کے ساتھی اور علامہ اقبالؒ کے پُر جوش عقیدتمند تھے۔ وہ زندگی بھر عشق رسول ﷺ کے فروغ، نظریہ پاکستان کی ترویج و اشاعت اور نظام مصطفی ﷺ کے عملی نفاذ کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔ پاکستان میں نظامِ خلافت کا نفاذ اُن کا زندگی بھر مطمع نظر رہا۔ وہ پنجاب اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینٹ کے رکن بھی رہے۔ نواز شریف دورِ حکومت میں وہ بلدیات کے علاوہ مذہبی اُمور کے وفاقی وزیر بھی رہے۔

تحریک ختم نبوت کے دوران انہیں سزائے موت کا حکم سنایا گیا جو بعد میں عمر قید میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ ایوب خان، ذوالفقار علی بھٹو اور جنرل ضیاء الحق کے ادوار میں اُنہوں نے اپوزیشن میں رہ کر اہم کردار ادا کیا۔ ایوب خان کے مقابلے میں وہ مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح کا ساتھ دیتے رہے اور نواب آف کالا باغ امیر محمد خان کو اُن کے اپنے علاقے میانوالی میں چیلنج کر کے اُن کے رعب و دبدبے کو خاک میں ملا دیا۔ وہ ایک زبردست مقرر تھے اور اپنی پاٹ دار آواز میں گھن گرج کے ساتھ مجمع کو مٹھی میں لے لیتے تھے۔ مولانا نیازیؒ جہاد کشمیر کے پُر جوش حامی اور تسخیر کشمیر بنوکِ شمشیر کا پرچار کیا کرتے تھے۔ انہی خوبیوں کی بنا پر اُنہیں ''مجاہد ملت'' کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ حق گوئی اور بے باکی اُن کی سیاست اور خطابت کا طرۂ امتیاز تھا۔ وہ جمعیت علماء پاکستان کے صدر ہونے کے باوصف ''اتحاد بین المسلمین'' کے زبردست حامی اور پرچارک تھے۔ انہوں نے افریقہ اور یورپ کے متعدد تبلیغی دورے کیے۔ ادارہ ''نوائے وقت'' اُن کی رحلت پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ بخشے اور اُن کے پسماندگان اور متوسلین اور معتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔''

(روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور بابت 3 مئی 2001ء)

Marfat.com

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

تحریک پاکستان کے عظیم رہنما اور جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ مولانا عبدالستار خان نیازیؒ 86 سال کی عمر تک انتہائی سرگرم اور پُر جوش زندگی گزارنے کے بعد اس دار فانی سے رحلت کر گئے۔اُن کی طویل زندگی گونا گوں اور ولولہ آفریں سرگرمیوں سے عبارت تھی۔نوجوانی میں ہی تحریک پاکستان میں وہ قائداعظمؒ کے انتہائی معتمد اور بے خوف سپاہی تھے۔تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ تحریک ختم نبوت اور تحریک نفاذ شریعت میں بھی انہوں نے روح رواں کا کردار ادا کیا۔اُنہوں نے اپنی بوقلموں سیاسی، مذہبی اور سماجی مصروفیات کے باعث تجرّد کی زندگی گزاری اور مرتے دم تک روزمرّہ کے معمولات کو قائم رکھا حتی کہ اپنی وفات کے دن بھی انہوں نے فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد بستر پر لیٹے لیٹے اخبار کا مطالعہ شروع کیا ہی تھا کہ اُن کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

مولانا نیازیؒ کو زمانہ طالب علمی سے دمِ واپسیں تک بھرپور اور مسلسل جدوجہد کے حوالے سے تاریخ پاکستان میں یادگار مقام حاصل ہے۔اُنہوں نے جہاں بانی پاکستان اور شاعر مشرق کی قیادت میں ایک جری نوجوان رہنما کا کردار ادا کیا وہاں قیام پاکستان سے عین قبل 1946ء میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر پنجاب اسمبلی کی رکنیت حاصل کرنے کا بھی اعزاز حاصل کیا۔1988ء اور 1990ء کے انتخابات میں بھی اُنہیں غیر معمولی کامیابی حاصل ہوئی۔1993-94ء میں وہ سینٹ آف پاکستان کے ممبر منتخب ہوئے اور وفاقی سطح پر وزیر بلدیات اور وزیر مذہبی امور کی حیثیت سے بھی نمایاں خدمات بجالائے اور ملک میں عوامی سطح پر اُٹھنے والی ہر جمہوری اور دینی تحریک کی صف اول میں شامل رہے۔اُن کی پوری فعال زندگی ایثار وقربانی اور بے نفسی کے یادگار کارناموں سے عبارت رہی۔اُنہوں نے عمر کا بڑا حصہ اپنی جرأت مندانہ سرگرمیوں کے باعث جیل میں گزارا

Marfat.com

۔انہیں خطابت پر بھی غیر معمولی ملکہ حاصل تھا۔اُن کی رحلت پر ملک کے سبھی حلقے حد درجہ سوگوار ہیں۔

''حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔''

(روزنامہ ''جنگ'' لاہور بابت 3 مئی 2001ء)

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کی رحلت

ملّت اسلامیہ کے بطلِ جلیل اور تحریک پاکستان کے بے خوف سپاہی ،جمیعت علماء پاکستان نیازیؒ گروپ کے سربراہ مولانا عبدالستار خان نیازیؒ ،میانوالی میں دنیائے فانی سے وداع ہوگئے۔اُن کی عمر 86 برس تھی۔اُن کی صحت اگرچہ قابل رشک رہی پھر بھی عمر رسیدگی کے اثرات تو ہوتے ہی ہیں۔بہر حال وہ آخری وقت تک سیاسی طور پر فعال رہے۔ایک دن پہلے طبیعت ناساز ہونے پر انہیں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال لایا گیا تھا جہاں اُن کی حالت سنبھل گئی تھی۔بدھ کی صبح انہوں نے نماز فجر ادا کی۔اس کے بعد اچانک دل کا دورہ پڑا اور حرکت قلب بند ہونے سے وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا نیازیؒ نے زمانۂ طالب علمی میں ہی تحریک آزادی میں شمولیت اختیار کرلی۔وہ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے بانیوں میں سے تھے اور اس کے پہلے جنرل سیکرٹری چنے گئے۔پنجاب میں اُس وقت یونینسٹ پارٹی جو صوبے کے زمینداروں اور جاگیرداروں کی جماعت تھی کا مکمل کنٹرول تھا۔پنجاب کے دیہی علاقوں میں اس پارٹی کا زور توڑنے اور پنجاب کے مسلح عوام کو مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع کرنے میں مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اراکین نے حمید نظامی اور مولانا نیازیؒ کی قیادت میں بے خوفی سے مہم چلائی۔وہ صوبے کے دور دراز دیہات میں پہنچے اور عوام کے دلوں سے جاگیرداروں کا خوف دور کیا اور انہیں پاکستان کے قیام کے لیے ووٹ دینے پر آمادہ کیا۔اس کے نتیجے میں پنجاب میں مسلم لیگ نے تقریباً نوے فیصد مسلم

Marfat.com

نشستوں پر کامیابی حاصل کی جبکہ اس سے پہلے صوبائی انتخابات میں مسلم لیگ کو صرف دو نشستوں پر کامیابی ہوئی تھی، ان میں بھی صرف ایک نشست رہ گئی تھی کیونکہ دوسرا مسلم لیگی رکن بھی یونینسٹ پارٹی میں شامل ہو گیا تھا۔

مولانا نیازیؒ نے بھرپور اور بامقصد زندگی گزاری، ساری زندگی انہوں نے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے جدوجہد کی۔ اس کے لئے اُنہوں نے شادی بھی نہیں کی تاکہ گھریلو ذمہ داریوں میں الجھ کر نہ رہ جائیں اور یوں اُن کی سیاسی یکسوئی میں خلل نہ پڑے۔ اُنہوں نے مجرّد اور پاکیزہ زندگی گزاری، سیاسی لیڈروں کے لیے اُن کی زندگی اس لئے نمونہ ہے کہ گزشتہ ساٹھ سال کی بھرپور سیاسی زندگی گزارنے کے بعد بھی جس میں وہ دو مرتبہ وفاقی وزیر بھی رہے دنیا سے خالی ہاتھ رخصت ہوئے۔ اُنہوں نے اپنے پیچھے کوئی جائیداد نہیں چھوڑی۔ جو آبائی زمین تھی وہ بھی مسجد اور مدرسہ کے لیے وقف کر دی تھی۔ سیاستدان اور سیاسی کارکن اگر اُن کی زندگی سے سبق حاصل کرلیں تو قوم کا بھلا ہوگا۔''

(روزنامہ ''دن'' لاہور بابت 4 مئی 2001ء)

مردِ قلندر کی رحلت

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ بدھ کی صبح انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم نے عمر عزیز کے 86 سال ایسی کامل یکسوئی، استقامت اور مجاہدانہ شان کے ساتھ بسر کئے کہ اُن کی زندگی کا ہر آنے والا دن گزرے ہوئے کل سے بہتر ہوتا چلا گیا۔ جوانی میں قدم رکھتے ہی اُنہوں نے اپنی زندگی اور اپنے شب و روز غلبہ اسلام کے لئے وقف کر دینے کا عزم کر لیا تھا۔ پھر عمر بھر مڑ کر نہیں دیکھا، اسی راہ پر قدم بڑھاتے چلے گئے۔ اِس وادئ پرخار کے سفر میں اُن کے پاؤں لہولہان بھی ہوئے۔ موت نے بھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گھور کر دیکھا، لیکن اللہ کی رحمت سے وہ راہِ

Marfat.com

حق پر ثابت قدمی سے قائم رہے۔ سزائے موت کا عفریت بھی اُن کے قدم ڈگمگا نہ سکا۔

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کا شمار تحریک پاکستان کے نوجوان رہنماؤں میں کیا جاتا ہے۔ وہ پنجاب کے اُن طلبہ رہنماؤں میں شامل تھے، جنہوں نے مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کے تصور پر ''مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن'' کی بنیاد رکھی اور پھر اُسے اتنی بارسوخ اور مستحکم تنظیم میں بدل دیا کہ اُسے تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کے ہراول دستہ کا مقام حاصل ہو گیا۔ اپنے طالب علم ساتھیوں میں مولانا محمد ابراہیم علی چشتی کی طرح اُنہیں یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ جدید علوم کے ساتھ ساتھ قرآن، حدیث، سیرت النبی ﷺ اور تاریخ اسلام پر گہری نظر رکھتے تھے۔ جدید تعلیمی اداروں میں حصول تعلیم کے باوجود انہیں ثقہ عالم دین تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات سے اس گہرے تعلق کا فیضان تھا کہ وہ اور اُن کے دوستوں کا قریبی حلقہ پاکستان کو ایک اسلامی ریاست بنانے کے بارے میں واضح تصورات رکھتا تھا، جسے اُنہوں نے ''خلافت پاکستان سکیم'' کے نام سے تحریری صورت میں بھی پیش کیا۔ 1943ء میں مسلم لیگ کی کانفرنس میں اُنہوں نے جو قرارداد پیش کی اُس کا مرکزی خیال یہ تھا کہ پاکستان بن جانے کے بعد اس کا نظام اسلامی ہوگا۔ قائداعظمؒ، مولانا نیازیؒ مرحوم کی شخصیت اور کارکردگی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے، چنانچہ 1946ء میں میانوالی کے بڑے جاگیردار اور مسلم لیگیوں کی مخالفت کے باوجود قائداعظم نے انہیں مسلم لیگ کا ٹکٹ دیا اور وہ بھاری اکثریت کے ساتھ یونینسٹ پارٹی کے امیدوار کو شکست دے کر پنجاب اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ قیام پاکستان سے قبل رائے دہندگان کی تعداد محدود ہونے کے باوجود جاگیرداروں اور برطانوی راج کے ٹوڈیوں کے مقابلے میں نچلے متوسط طبقے کے ایک نوجوان کی کامیابی سیاسی حالات میں ایک نمایاں تبدیلی کا مظہر تھی۔ اُنہوں نے میانوالی جیسے پسماندہ علاقے کے لوگوں میں حوصلہ پیدا کیا کہ وہ نوابوں اور جاگیرداروں کے جبر کے خلاف کھڑے ہوسکیں۔ بدقسمتی سے پاکستان میں فوجی طالع آزماؤں کی سیاسی مہم جوئی نے سیاسی ارتقاء کا یہ دروازہ بند کر دیا اور اپنا اقتدار مسلط

Marfat.com

رکھنے کے لیے وڈیروں اور جاگیرداروں سے گٹھ جوڑ کرلیا۔ اس طرز عمل نے وہ امکانات معدود کردیئے جو سیاسی کارکنوں کو قیادت میں لاسکتے تھے۔

مولانا نیازیؒ مرحوم جمہوری اقدار و تصورات سے گہری وابستگی رکھتے تھے۔ مسلم لیگ سے اُن کا اختلاف بھی تنظیم نو کے مسئلے پر ہوا اور انہوں نے سید حسین شہید سہروردی کے ساتھ مل کر عوامی مسلم لیگ کی بنیاد رکھی۔ ایوب خان کے خلاف جمہوری تحریک میں اُنہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور محترمہ فاطمہ جناح کی انتخابی مہم میں اُن کا ساتھ دیا۔ ذوالفقار علی بھٹو اور ضیاء الحق کے دور میں بھی اُنہوں نے حزب اختلاف میں کردار ادا کیا اور پاکستان میں دستوری حکمرانی کے لیے جدوجہد کی۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں اُنہیں اور مولانا مودودی کو فوجی عدالت نے بغاوت کے الزام میں سزائے موت کا حکم سنایا۔ ہماری تاریخ کا یہ واقعہ نوآبادیاتی دور کی اس غلامانہ ذہنیت کی یاد دلاتا ہے جس کے تحت حکمران تحریک آزادی کے رہنما سیاستدانوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ روایت کی جاتی ہے کہ جب مولانا مرحوم کی فائل مارشل لاء عدالت میں پیش کی گئی تو فوجی افسر نے کہا ''آپ تو 1947ء سے پہلے بھی خطرناک ایجی ٹیٹر رہے ہیں'' مولانا جو بڑے دبنگ اور نڈر انسان تھے گویا ہوئے ''ہم نے اگر انگریز کے خلاف ایجی ٹیشن کا جرم نہ کیا ہوتا تو آج تم اس کرسی پر نہ بیٹھے ہوتے۔'' ''میں اس وقت بھی یونیفارم میں تھا، جب برخوردار تم ابھی لیکوڈ فارم میں تھے''۔ اندازہ کیجئے کہ ایک فوجی ملازم تحریک آزادی کے سپاہی سے کیا کہہ رہا ہے۔ یہی وہ غلامانہ طرز فکر تھا جس نے پاکستان میں مولانا نیازیؒ جیسے تحریک پاکستان کے رہنماؤں کو پس منظر میں دھکیل دیا اور زمام کار ان لوگوں کے ہاتھ میں آگئی جو شریکِ سفر نہ تھے۔ تحریک پاکستان میں شامل رہنما اور کارکن نئے معاشرے کی تشکیل کرسکے اور نہ انہیں سیاسی و اجتماعی روایات قائم کرنے کا موقع ملا۔ پاکستان کو قومی جذبوں سے سرشار بے غرض رہنماؤں کی خدمات سے محروم کردیا گیا۔

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ ایسے جلیل القدر رہنماؤں میں شامل ہیں جن

Marfat.com

کے لیئے سیاست ایمان کا درجہ رکھتی تھی اور جو سیاست و اقتدار کو حصول زر کا ذریعہ بنانا گناہِ کبیرہ سمجھتے تھے۔ وہ اسمبلی کے منتخب رکن ہونے کے علاوہ وزیر بھی رہے، لیکن قلندروں جیسی زندگی بسر کی۔ مرتے وقت انہوں نے کوئی اثاثہ نہیں چھوڑا۔

ہم اخلاقی زوال کے اس مقام سے گزر رہے ہیں جس میں کمیشن بٹورنا، زمینیں، پلاٹ سمیٹنا اور بڑے بڑے عہدے حاصل کرنا سب کا مطمع نظر بن چکا ہے۔ سیاستدان ہوں کہ اعلیٰ افسر کوئی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ ہوس زر میں سب ایک دوسرے کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ سب اس حمام میں ننگے ہیں۔ قوم کو ذلت کی اس حالت سے نکالنے کے لیئے سیاستدانوں اور تمام شعبوں کے سربراہوں اور سرکردہ افراد کو چاہیے کہ وہ اپنا محاسبہ کریں، طرزِ عمل بدلیں اور مولانا نیازیؒ مرحوم کی روشن مثال سے سبق حاصل کریں۔ ان کی مثال سے یہ حقیقت ایک بار پھر واضح ہو جاتی ہے کہ حقیقی عظمت و احترام اعلیٰ کردار ہی سے حاصل ہوتے ہیں، شہرت و اقتدار سے نہیں۔ سیاسی اور غیر سیاسی اعلیٰ مناصب اور عہدوں پر مسلط رہنے والے کتنے ہی افراد ایسے ہیں، جن کا ذکر آج نفرت سے کیا جاتا ہے۔ چند روزہ زندگی میں انہوں نے دولت و اقتدار کے خوب مزے لُوٹے، لیکن ہمیشہ کی رُسوائی اُن کا مقدر بن گئی۔

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ مرحوم بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے، لیکن اس تعلق کے حوالے سے انہیں ہرگز امت میں افتراق گوارا نہیں تھا۔ وہ فرقہ پرستی کے سخت مخالف تھے۔ وہ ہمیشہ ایسی تدابیر کی تلاش میں رہتے، جن کی مدد سے مختلف مکاتب فکر کے درمیان نزاعی مسائل پر رواداری اور مفاہمت کا رویہ پیدا کیا جا سکے۔ تعبیر دین میں علمی اختلافات کے باوجود وہ دوسرے مکاتبِ فکر کے علماء کے قدر شناس تھے۔ اُن کی ذات علماء دین کے لئے رواداری اور علمی و فقہی اختلافات کے علی الرغم باہمی احترام اور قدر شناسی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتی ہے۔ اگر مکتبِ فکر کو فرقہ نہ بنالیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک مکتب سے تعلق رکھنے والے دوسرے مکتب کے اہل اللہ کی قدر کرنے سے محروم ہو جائیں۔

Marfat.com

مولانا عبدالستار خان نیازی مرحوم سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بے پناہ محبت کے ساتھ پاکیزہ زندگی بسر کی۔لوگوں کی ان سے والہانہ عقیدت اس امر کا بین ثبوت ہے کہ آج بھی عامۃ المسلمین کے دل ایسی ہستیوں کے احترام میں جھک جاتے ہیں،جن کی زندگیاں اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی سے عبارت ہیں اور جو صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے جیتے ہیں۔یہ مال و دولت اور جاہ و منصب سب عارضی و وقتی چیزیں ہیں،حقیقی کامیابی صرف ایمان و کردار سے وابستہ ہے۔

نقطۂ پرکارِ حق مردِ خدا کا یقیں

اور یہ عالم تمام وہم طلسم و مجاز

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُمت کے لیے ان کی خدمات کو شرف قبولیت بخشے،انہیں اپنے جوار رحمت میں مقام عطا فرمائے،اور اپنے برگزیدہ بندوں سے اس خلا کو پر فرمائے جو روز بروز بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے"۔

(روزنامہ "پاکستان" لاہور بابت 4 مئی 2001ء)

آہ! مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کا وصال بدھ 2 مئی صبح 5 بجے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میانوالی میں حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے ہوا۔مولانا عبدالستار خان نیازیؒ تاریخ کا ایک روشن باب تھے ایسی عظیم ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ان کی وفات سے پاکستان ایک عظیم محب وطن رہنما،عالم دین تحریک پاکستان کے جانباز کارکن تحریک ختم نبوت کے بے خوف سپاہی،تحریک نظام مصطفی ﷺ کے نڈر رہنما سے محروم ہو گیا ہے۔

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ نے پوری زندگی پاکستان اور پاکستانیت کے دفاع میں گزاری۔آپ حضرت قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ کے شیدائی تھے۔وہ علامہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ کے خلاف کوئی بات سن ہی نہیں سکتے تھے اور مخالف کے لیے ننگی

Marfat.com

تلوار بن جاتے تھے۔ اجمیر شریف میں ایک دفعہ آپ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ بھارت پر قبضہ کرنا ہمارا حق ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ پاکستان میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہار دیکھنا میری آخری خواہش ہے آپ نے اپنے مشن کی تکمیل کے لیے شادی بھی نہ کی۔ مولانا بے باک مقرر تھے اللہ کے سوا کسی کا خوف دل میں نہ رکھتے تھے۔ تحریک ختم نبوت میں ان کو پھانسی کی سزا دی گئی جو بعد میں عمر قید میں تبدیل کردی گئی۔ فوجی عدالت نے آپ کی فائل دیکھتے ہوئے کہا کہ مولانا! آپ پاکستان بننے سے پہلے بھی بڑے خطرناک ایجی ٹیٹر تھے۔ آپ نے رعب دار آواز میں جواب دیا کہ اگر ہم انگریز کے خلاف ایجیٹیشن نہ کرتے تو آج تم اس کرسی پر نہ بیٹھے ہوتے۔ ہماری جدوجہد کا ثمر ہی تم لوگ کھا رہے ہو۔ وہ اپنے اصولوں پر سمجھوتہ کرنا نہیں جانتے تھے۔ جب شاہ احمد نورانی نے کراچی کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے دل میں پیپلز پارٹی کے لیے نرم گوشہ کا اظہار کیا تو مولانا شاہ احمد نورانی سے مولانا نیازیؒ نے فوراً اپنا راستہ الگ کرلیا۔ حال ہی میں مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا نیازیؒ میں صلح ہوئی اور آپ کو جمعیت علماء پاکستان کا صدر منتخب کیا گیا تھا۔

ایک ایسے دور میں جہاں سیاستدانوں پر کرپشن کے بڑے بڑے الزامات عائد ہو رہے ہیں، ان کی جائیدادوں کی چھان بین ہو رہی ہے، وہاں اس مرد مجاہد کی کوئی ذاتی جائیداد نہ تھی۔ آپ کا کل اثاثہ ۴ جوڑے کپڑے، ۱۲ اچکن، ۴ کلاہ اور ایک عصا تھا۔ جو کچھ بھی آپ کے پاس تھا وہ تبلیغ دین کے لیے خرچ کردیا۔ آپ اپنے حصے کی زمین بیچ کر ایک دینی مدرسہ بنا رہے تھے جو ابھی تک تعمیر کے مراحل سے گزر رہا ہے اس کا نام ''مجاہد ملت کمپلیکس'' رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا قرب عطا فرمائے اور ہمیں ان کی زندگی سے سبق حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(قاضی ظہور احمد اختر)

(پندرہ روزہ ''آواز نقشبند'' چوک پھلروں ضلع شیخوپورہ، بابت 16 مئی 2001ص 6)

Marfat.com

سرِ دلبراں

مجاہد ملت عبدالستار خان نیازیؒ!

شاہین شہ لولاکؐ ہے تو

سقوط مشرقی پاکستان اور بعد ازاں شملہ معاہدہ جیسے غیرت کش حوادثات کے نتیجے میں قوم سراسیمگی کی کیفیت سے دوچار تھی ۔محب وطن حلقے ذوالفقار علی بھٹو کی آمرانہ اور نظریاتی لحاظ سے مبہم پالیسیوں کے خلاف لمحہ بہ لمحہ احتجاج کی طرف مائل ہو رہے تھے ایسے حالات میں فروغ عشق مصطفیٰ ﷺ کی پیامی طلبہ تنظیم ''انجمن طلباء اسلام'' نے چکوال میں ایک جلسہ عام کا اہتمام کیا۔ انجمن کا ایک ادنیٰ خادم ہونے کے ناطے مجھے بھی اس اہم ترین اجلاس میں اظہار خیال کے لیے دعوت دی گئی۔ احباب میں سے بعض کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ چکوال پیپلز پارٹی کا گڑھ ہے مجھے حکومت کے خلاف تقریر کرنے کے سلسلے میں احتیاط کرنی چاہیے لیکن انجمن کے نظام تربیت ،وطن کی محبت اور خاندانی روایات نے مجھے ''حضرت ناصح'' کی باتوں کی طرف مائل نہ ہونے دیا اور میں نے جوش جوانی میں حکومت وقت کی پالیسیوں کے خلاف کھل کر اظہار کرنا شروع کر دیا۔ جب میں اس نقطہ پر پہنچا کہ ذوالفقار علی بھٹو نے شملہ معاہدہ کے موقعہ پر اپنی بیٹی کو ہندو لیڈروں کے ساتھ مصافحہ کی اجازت دے کر ہماری غیرت کا جنازہ نکال دیا ہے۔ بے نظیر صرف بھٹو کی بیٹی نہیں بلکہ وہ ہر پاکستانی کی غیرت ہے۔ بھٹو کو کوئی حق نہیں تھا کہ وہ ایک پاکستانی بچی کو ساتھ لے جا کر ہندوؤں کی مادر پدر آزاد محفلوں میں شرکت کرتا۔ اس موقع پر ارتجالاً میری زبان پر یہ شعر آ گیا ؎

کچھ اس قدر لٹے ہیں راہ محبت میں دوستو!
کہ تنکے بھی آشیاں کے بچائے نہ جا سکے

جونہی یہ شعر فضا میں گونجا، ایک انتہائی بارعب اور پرہیبت آواز مجھے اپنے پیچھے

Marfat.com

سے سنائی دی۔ ایک بلند و بالا شخصیت میری پشت پر تھپکی دے رہی تھی اور میری زبان سے نکلے ہوئے شعر کے دوسرے مصرعے دھرائے جا رہے تھے بلکہ یوں کہیے تو بے جا نہ ہوگا۔

اٹھا وہ درد کہ اشکوں کے بند ٹوٹ گئے

اس رجل عظیم پر رقت طاری تھی اور وہ رندھی ہوئی آواز میں میرے ساتھ اس انداز میں اظہار ہمدردی فرمارہے تھے کہ میں خود ایک نئے ماحول میں چلا گیا۔ پھر ایک مدت تک میں اس بطل جلیل کی شفقتوں، محبتوں اور حوصلہ مندیوں سے حظ وافر حاصل کرتا رہا۔

قارئین مجھے عالم وارفتگی میں داد دینے والی یہ شخصیت مجاہد ملت، مرد حق، مرد غازی حضرت العلامہ مولانا عبدالستار خان نیازیؒ تھے جو آج ہم میں نہیں۔ لیکن ان کی دستار کا طرۂ فتنہ وفساد کی چلچلاتی دھوپ میں ہمارے اوپر سایہ فگن ہے۔

مولانا عبدالستار خان نیازی یکم اکتوبر 1915ء کو تحصیل عیسیٰ خیل ضلع میانوالی کے ایک گاؤں اٹک پنیالہ میں پیدا ہوئے۔ چھوٹی عمر ہی میں والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ تربیت کے فرائض نانا صوفی محمد خان اور تایا ابراہیم خان نے نہایت احسن انداز میں سرانجام دیے۔ پرائمری سے لیکر میٹرک تک کے امتحانات اپنے علاقہ کے مدارس سے اعلیٰ نمبروں میں پاس کیے۔ 1933ء میں لاہور چلے گئے اور علامہ اقبالؒ کے قائم کردہ اشاعت اسلام کالج میں اسلامی علوم اور تبلیغ اسلام کے مختلف طرق کے بارے میں کامل معلومات حاصل کیں۔ اور ماہر تبلیغ کا ڈپلومہ حاصل کیا۔ بعدازاں اسلامیہ کالج سول لائنز میں داخلہ لیا اور تعلیمی مراحل طے کرتے ہوئے 1940ء میں میں ایم اے عربی کا امتحان پاس کرنے کے بعد کچھ مدت اس کالج میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ دوران تعلیم ہی سے سیمابی فطرت نے مرد میدان بنادیا تھا۔ اس لئے مختلف تحریکوں کی ممبر شپ مرحلہ بمرحلہ حاصل کرتے رہے۔ 1936ء میں چند طالب علم ساتھیوں حمید نظامی مرحوم، میاں محمد شفیع مرحوم وغیرہ کے ساتھ مل کر مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی بنیاد رکھی۔ اس تنظیم کے پہلے صدر حمید نظامی تھے

Marfat.com

جبکہ 1938ء میں مولانا نیازی صدر بنے۔

اسی تنظیم کے حوالے سے آپ نے اپنے دوستوں کے ہمراہ قائداعظم محمد علی جناح کو اسلامیہ کالج لاہور میں خطاب کی دعوت دی جس کی بنا پر پرنسپل صاحب سے اختلاف بھی ہوا۔

اسلام کے ساتھ آپ کی محبت اور اخلاص کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے صدر کی حیثیت سے خلافت پاکستان سکیم کا مسودہ اور پاکستان کا نقشہ پیش کیا۔ جب حضرت قائداعظم نے مولانا نیازی کا مسودہ ملاحظہ فرمایا تو انہوں نے فرمایا

''اس دستاویز میں بہت حرارت ہے''

اپنے قائد کے اس ارشاد کے جواب میں جوان عالم دین نے کہا

''اس لیے کہ یہ سلگتے ہوئے دل کی آواز ہے''

دور طالب علمی میں آپ کو حضرت علامہ اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح کے ساتھ طویل ملاقاتوں کا شرف حاصل رہا۔ قائداعظم نے آپ کی ذہانت اور اسلام کے ساتھ والہانہ پن کو ملاحظہ کرنے کے بعد 1941ء میں مسلم لیگ کی رورل پروپیگنڈہ کمیٹی کا جنرل سیکرٹری نامزد فرمایا۔

اگرچہ آپ کا تعلق ایک باثر زمیندار گھرانے سے تھا لیکن بنیادی طور پر آپ جاگیرداری نظام اور وڈیروں کے اقتدار کے خلاف تھے۔ اس صلاحیت کا اظہار پہلی مرتبہ اسوقت ہوا جب سرسکندر حیات نے مسلم لیگ کی بعض پالیسیوں سے اختلاف کیا۔ جونہی آپ نے سکندر حیات کی اس روش کو محسوس کیا اس کے خلاف الیکشن لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ بالآخر سکندر حیات نے حضرت قائداعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی پالیسی کی معذرت کی اور درخواست پیش کی کہ مولانا نیازی کو میرے خلاف الیکشن میں حصہ لینے سے روکا جائے۔ چنانچہ اپنے قائد کے حکم سے دستبردار ہو گئے۔ جاگیردار طبقہ کے خلاف اس سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے آپ نے میانوالی کے مختلف

Marfat.com

جاگیرداروں، نواب آف کالا باغ اور روکھڑی وغیرہ کا طلسم توڑ کر بحیثیت ایم این اے، ایم پی اے اور سینٹر اپنے علاقے کی نیابت کے فرائض سرانجام دیئے۔

ان خاندانوں کی طرف سے آپ پر مختلف اوقات میں حملے بھی کروائے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آپ کی حفاظت فرمائی۔

1946ء کے الیکشن میں آپ نے پہلی دفعہ عام انتخابات میں حصہ لیا اور صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ پاکستان بننے کے بعد آپ اس خطہ ارضی میں نفاذ اسلام کے لیے سرگرم عمل ہو گئے۔ بالخصوص عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے اس نئے اسلامی ملک میں جو بین الاقوامی سازشیں پنپ رہی تھیں اور نئے سے نئے فتنے سر اٹھا رہے تھے ان کی سرکوبی کے لیے آپ نے اپنی صلاحیتیں وقف کر دیں۔

1952ء میں بنیادی اصولوں کی کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کی اس میں صدر مملکت کے لیے مسلمان ہونا ضروری قرار دیا گیا۔ لیکن مسلمان کی تعریف سفارشات میں شامل نہ کی گئی۔ اس تشنگی کے باعث مرزائی بھی پاکستان کا صدر بن سکتا تھا کیونکہ اس فتنہ کے لوگ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے۔

یہ شرف صرف اور صرف حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی ؒ کو حاصل ہے کہ آپ نے سب سے پہلے اس کمیٹی کی سفارشات کو ہدف تنقید بنایا اور اس رپورٹ کو تشنہ قرار دیتے ہوئے اپنی طرف سے مسودۂ آئین خلافت پیش کیا۔ جسے وقت کے جملہ اخبارات نے جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کیا۔ اس مسودہ میں آپ نے مسلم قومیت کی بنیاد عقیدۂ ختم نبوت پر رکھی اور تجویز پیش کی کہ غیر مسلموں کے لیے ایوان زیریں کی منظوری دی جائے آپ کا یہ مسودۂ آئین خلافت بالآخر تحریک ختم نبوت 1953ء کا سبب بنا۔

18 مئی 1952 کو جہانگیر پارک کراچی میں قادیانیوں نے جلسۂ عام کیا۔ اس اجلاس میں پاکستان کے وزیر خارجہ ظفر اللہ خان نے "زندہ اسلام اور مردہ اسلام" کے عنوان سے تقریر کرتے ہوئے اسلام کو مردہ اور قادیانیت کو زندہ اسلام کہہ کر ہرزہ

Marfat.com

سرائی کی حد کردی۔ اس اجلاس کے فوراً بعد ہی پورے ملک میں ارتعاش پیدا ہو گیا۔ ظفر اللہ خان کو وزارت سے برطرف کرنے اور مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیکر کلیدی عہدوں سے ہٹانے کے مطالبات شروع ہو گئے۔

اس تحریک کی ابتداء کراچی سے ہوئی جبکہ رخ بدلتے بدلتے اس کا مرکز لاہور بن گیا۔ بے شک لاہور کے علماء نے اس تحریک کی کامیابی کے لیے بے پناہ کوششیں فرمائیں لیکن اہل لاہور نے اپنی قیادت کے لیے ایسے نوجوان عالم دین کا انتخاب کیا جس کی رگوں میں شیر شاہ سوری کی فوجوں کے کمانڈر عیسیٰ خان نیازی کا خون گردش کر رہا تھا۔ ہندو تہذیب کا طلسم توڑنے والے جرنیل کے حقیقی جانشین مجاہد ملت علامہ عبدالستار خان نیازیؒ نے اپنی جملہ سرگرمیوں کے لیے مسجد وزیر خان کا انتخاب کیا اور 3۔ مارچ 1953ء کو اسی مسجد کے ایک حجرہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ آپ نے خطابات کے لیے دو مراکز کا انتخاب فرمایا۔ دن کے وقت دہلی دروازہ کے سامنے عوام کے ایک بہت بڑے مجمع کو عقیدۂ ختم نبوت کی پاسداری کا سبق از بر کراتے اور رات کو بعد از نماز عشاء مسجد وزیر خان میں اجلاس عام سے خطاب فرماتے۔

4 مارچ ۱۹۵۳ء کو آپ نے ایک ایک سو افراد پر مشتمل تین دستے تیار کیے جن کے ذمے تین مقامات پر پہنچ کر پرامن احتجاج کرنا تھا اور حکومت وقت کے سامنے اہل اسلام کے مطالبات دہرانا تھا۔ ضلع کچہری اور سول سیکرٹریٹ والے دونوں دستے اپنے مقامات پر پہنچ گئے جبکہ گورنر ہاؤس والا دستہ چوک دالگراں پہنچا تو پولیس نے اس پر لاٹھی چارج شروع کر دیا۔ مولانا نیازیؒ کا ارشاد تھا کہ ہر حالت میں پرامن رہنا ہے اور احتجاج کرنا ہے۔ اس دستہ کے شرکاء نے اپنے لیڈر کے حسب ارشاد جوابی کاروائی کرنے کی بجائے پرامن احتجاج ہی کو مناسب سمجھا اور زمین پر لیٹ گئے لیکن پولیس نے غیر دانشمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہتے نوجوانوں کو تشدد کا نشانہ بنایا اور ڈی ایس پی فردوس شاہ نے ایک لیٹے ہوئے ورکر کو اس انداز سے پاؤں کی ٹھوکر ماری کہ اس کے گلے میں لٹکی ہوئی حمائل شریف دور جا گری۔ قرآن کریم کی اس بے حرمتی کے نتیجے

Marfat.com

میں مظاہرین کے اندر مزید ارتعاش پیدا ہوگیا۔ اگلے دن فردوس شاہ مذکور مسجد وزیر خان کے سامنے مظاہرین کے ہتھے چڑھ گیا، بپھرے ہوئے ہجوم نے اسے قتل کر کے گندے نالے میں پھینک دیا۔ اس واقعہ سے حالات مزید خراب ہوگئے۔ فوج نے مارشل لاء لگا دیا اور مظاہرین پر تشدد کی حد کر دی۔

مولانا نیازی کو ڈی ایس پی کے قتل اور مقدمہ بغاوت میں گرفتار کر لیا گیا۔ فوجی عدالت نے بغاوت کے مقدمہ میں سزائے موت سنائی۔ فوجی عدالت کی سماعت کے دوران اور سزائے موت کے حکم پر دستخط کرواتے وقت فوجی اہلکاروں کے ساتھ حضرت مولانا کی جو گفتگو ہوئی فی الحقیقت وہ جملے ہی آپ کے کردار کی عظمت کے عکاس ہیں۔

مقدمہ کی سماعت کے دوران نوجوان فوجی افسر نے کہا "آپ تو 1947ء سے پہلے بھی خطرناک ایجی ٹیٹر رہے ہیں"۔ مولانا نیازیؒ نے جواب دیا "اگر ہم انگریز کے خلاف ایجی ٹیشن کا جرم نہ کرتے تو تم آج اس کرسی پر نہ بیٹھے ہوتے۔" "میں اس وقت بھی یونیفارم میں تھا لیکن برخوردار تم لیکوڈ فارم میں تھے" مقدمہ بغاوت کی سزا سناتے ہوئے فوجی افسر نے کہا:

You Will be Hanged Till You Are Dead.

"تمہاری گردن پھانسی کے پھندے میں اسوقت تک لٹکائی جائے گی جب تک تمہاری موت واقع ہو جائے"۔

اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا:

Is That All? I Was Prepared More Than That. If I Would Have Got One Hundred Thousand lives Would Have Laid Down Those Lives For The Cause Of Prophet Muhammad May The Peace And Glory Of God Upon Him.

Marfat.com

''یہی کچھ خبر لائے ہو اگر میرے پاس ایک لاکھ جانیں ہوتیں تو میں ان سب کو محمد مصطفی ﷺ کی ذات گرامی پر قربان کر دیتا''

فوجی افسر نے کہا اس حکم نامہ دستخط کر دیجیے: ۔مولانا نے جواب ارشاد فرمایا:

I will Sign It When I Kiss The Rop .

''جب میں پھانسی کے پھندے کو بوسہ دوں گا تب دستخط کر دوں گا''

بہر حال فوجی افسر کی لجاجت پر آپ نے اس کی نوکری کی خاطر دستخط فرما دیئے۔آپ کو پھانسی والا لباس پہنا کر کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔آپ آٹھ دن اور نو راتیں اس کوٹھڑی میں بند رہے لیکن ایک لمحہ کے لیئے بھی پایۂ استقلال میں لغزش نہیں آئی۔ان راتوں میں آپ نوافل اور ذکر واذکار میں مصروف رہے۔بے شمار فارسی کے اشعار ورد زبان رہے۔ مولانا تاج محمود فیصل آبادی جوان دنوں شاہی قلعے میں مولانا کی کوٹھڑی کے نزدیک ایام اسیری بسر کر رہے تھے کہتے ہیں مجھ پر ابتدائی دنوں میں اسیری کی وحشت طاری تھی کہ قریب والی کوٹھڑی سے مولانا عبدالستار نیازیؒ کی پاٹ دار آواز میں اس شعر نے مجھے نیا حوصلہ دیا۔

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما

اے طبیب جملہ علت ہائے ما

فوجی عدالت نے اپنے حکم پر خود ہی نظر ثانی کرتے ہوئے پہلے مولانا نیازی کی سزا کو عمر قید میں بدلا۔بعدازاں مزید کم کر دیا۔جس کی بناء پر آپ رہا ہو گئے اور پھر نئے سرے سے بھرپور انداز میں اپنی زندگی کا آغاز کیا۔ایوب خان مرحوم سے لے کر اپنی زندگی کے آخری ایام تک ہر حاکم وقت سے یہی مطالبہ فرماتے رہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام خلافت رائج کیا جائے۔اپنی اس حق گوئی کی پاداش میں متعدد بار جیل کی صعوبتیں برداشت کیں لیکن کسی لمحہ بھی پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔

آپ کی زندگی میں محض سیاسی طمطراق ہی نہیں تھا بلکہ علمی دنیا میں بھی قلم رسا

Marfat.com

کے مالک تھے اسلامی نظام حیات سے متعلق متعدد کتب بھی تحریر فرمائیں اور اپنی ذاتی مجالس کو ہمیشہ سوز و گداز کی کیفیات سے سرشار رکھا۔

ضیاء الامت حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ سے حد درجہ پیار فرماتے تھے اور آپ کے دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے نصاب کی تعریف میں رطب اللسان رہتے تھے۔ کچھ مدت قبل مجھے ٹیلی فون پر حکم فرمایا کہ میں اپنے علاقے میں دینی مدرسہ بنانا چاہتا ہوں اور اس کا نصاب وہی پسند کرتا ہوں جو مرکزی دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ میں پڑھایا جاتا ہے۔ میرے ادارہ کو اپنے نیٹ ورک میں منظور کریں اور تدریسی معاملات میں ہماری رہنمائی کریں۔ میں نے آپ کی اس ادا کو بھی شفقت پر محمول کیا اور ہر حکم کی بجا آوری کا یقین دلایا۔ الغرض علامہ عبدالستار نیازیؒ ایک درویش خدامست، ایک بندۂ آزاد، عزم وہمت کی داستاں اور جذب و مستی کا حسین پیکر تھے۔ ملکِ خداداد پاکستان کے لیئے ان کا وجود مسعود سراپا یمن و برکت تھا۔ مورخہ ۲ مئی ۲۰۰۱ء بعد از نماز فجر حرکت قلب بند ہونے کے سبب اس دار دنیا سے کوچ فرما گئے۔

؎ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ادارہ ضیائے حرم آئندہ ماہ یعنی جولائی کا شمارہ مجاہد ملت کی نذر کر رہا ہے۔ اس خصوصی اشاعت کے لیئے قارئین ضیائے حرم اور قلمی معاونین جو نثری تحریریں یا منظوم کلام ارسال فرمانا چاہیں ۱۵ جون تک ہر صورت بھیج دیں۔ ہم احسان مند ہوں گے۔

(ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور بابت جون، 2001 ص 5 تا 10)

مولانا نیازیؒ کا سانحہ ارتحال

دار فنا سے دار بقا کی طرف جانا تو سبھی کو ہے لیکن گزشتہ چند سالوں، خصوصاً چند مہینوں میں علماء و صلحاء اس تیزی سے رخصت ہوئے ہیں کہ کاروانِ علم و عمل بکھر کر رہ گیا ہے اور اب قحط الرجال کی اس شب یلدا میں مزید گھپ اندھیرا چھا گیا کہ اس مقدس قافلے کے ممتاز ترین فرد وحید، مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ

Marfat.com

بھی راہی ملک بقا ہو گئے......جن کے رگ و ریشے میں وضع داری، جرأت و بہادری، شرافت و متانت، امانت و دیانت، دینی حمیت اور ملی غیرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی......انا للہ وانا الیہ راجعون

وہ صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں

اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

مولانا نیازیؒ نے زمانہ طالب علمی سے سیاسی جد و جہد کا آغاز کیا اور آخر دم تک وطن عزیز میں نظام مصطفیٰ ﷺ اور بحالئی خلافت راشدہ کے عملی نفاذ کے لئے کوشاں رہے......وہ نہایت وجیہ، دلیر، نڈر، حق گو اور بے باک سیاستدان اور بہترین مقرر تھے......مولانا نیازیؒ نے تحریک پاکستان میں حضرت قائد اعظمؒ کے شانہ بشانہ بھرپور جد و جہد کی تحریک ختم نبوت تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ اور بحالئی جمہوریت کی تحریکوں میں بھرپور کردار ادا کیا حق گوئی و بے باکی ان کا طرۂ امتیاز اور حب الوطنی اور جہد مسلسل ان کا شعار تھا......انہوں نے تحریک پاکستان کے مقاصد اور تکمیل پاکستان کے لئے زندگی وقف کر رکھی تھی، وہ اتحاد بین المسلمین کے علم بردار اور راست فکر مدبر سیاستدان تھے......

مولانا نیازیؒ، صاحب کردار، سچے مسلمان، درویش صفت مرد مومن اور اقبالؒ کے ان اشعار کا صحیح مصداق تھے:

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
کردار میں گفتار میں اللہ کی برہان
قہاری وغفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

Marfat.com

مولانا نے تمام زندگی درویشانہ انداز میں بسر کی، وہ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے ممبر اور سینیٹر رہے، اعلیٰ سطح کی متعدد کمیٹیوں کے سربراہ اور وفاقی وزیر رہے، مگر اپنی شخصیت پر کوئی دھبہ نہ لگنے دیا............ 2 مئی 2001ء کو جب ان کا وصال ہوا تو ورثے میں چار جوڑے کپڑے اور چند کتابوں کے سوا کچھ نہ چھوڑا.........مولانا نیازی سچے عاشق رسولؐ، پابند صوم وصلوٰۃ ، زاہد و عابد اور متقی وپرہیز گار انسان تھے۔

بلاشبہ مولانا کی رحلت ایک بہت بڑا قومی سانحہ ہے، علماء کی صفوں اور قومی سیاست میں ان کا خلا کبھی پُر نہ ہو سکے گا.......ان کی سیاسی، مذہبی اور ملی خدمات کو ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا...........................اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے.........

افسوس کہ اتنی عظیم شخصیت اور تحریک پاکستان کے نامور مجاہد کے وصال پر ٹیلی ویژن نے مختصر خبر تو نشر کی مگر ان کی خدمات کے شایان شان کوئی جامع پروگرام ٹیلی کاسٹ نہ کیا، جب کہ فلمی دنیا سے تعلق رکھنے والے کسی اداکار کی وفات پر کئی پروگرام پیش کیے جاتے ہیں.............اسی طرح نور جہاں کی عیادت کرنے والے چیف ایگزیکٹو اور کسی سرکاری شخصیت کو جنازہ میں شمولیت کی توفیق نہ مل سکی۔

(صاحبزادہ محمد محب اللہ نوری)

(ماہنامہ "نور الحبیب" بصیر پور ضلع اوکاڑہ بابت جون 2001 ص 5,6

مجاہد ملت

حضرت مولانا نیازیؒ کی رحلت

تحریک پاکستان کے رہنما، پاکستان میں تحریک نظام مصطفی ﷺ کے عظیم مجاہد، منجھے ہوئے سیاستدان، مدبر اور دانشور، مولانا عبدالستار خان نیازی صدر جمعیت

Marfat.com

علمائے پاکستان رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا کی عمر ۸۶ سال تھی اور وہ اپنی پیرانہ سالی میں بھی جوانوں بلکہ نوجوانوں کی طرح عوام کے حقوق اور اسلام کے نفاذ کی عملی جدوجہد میں مصروف رہے۔ ان کے سانحہ ارتحال کی خبر پاکستان اور بیرون پاکستان انتہائی دکھ کے ساتھ سنی گئی اور عوام نے اشکبار آنکھوں کے ساتھ مولانا کی ساٹھ سالہ عملی جدوجہد کو خراج عقیدت پیش کیا۔

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ جہاں اعلیٰ تعلیم یافتہ سیاسی رہنما تھے۔ وہاں دینی علوم میں بھی مکمل مہارت اور اسلام کے اقتصادی نظام پر پوری دسترس رکھتے تھے۔ ان کی پیدائش 1915ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد وہ لاہور چلے آئے۔ جہاں سے اعلیٰ اور امتیازی حیثیت کے ساتھ ایم اے کے امتحانات پاس کئے۔ تحریک پاکستان کے لئے طلباء کو منظم کیا۔ اپنی مخلصانہ کاوشوں اور دن رات کی تگ و دو کی بنا پر بانی پاکستان حضرت محمد علی جناح کا اعتماد حاصل کیا۔ جلد ہی وہ ان کے جاں نثاروں کی صف اول میں شمار کیے جانے لگے۔ جہاد حصول پاکستان میں مقدمۃ الجیش کے طور بھی ان سے کام لیا جاتا تھا۔

۱۹۴۶ء کے انتخابات میں جو قیام پاکستان کے لئے انتہائی فیصلہ کن حیثیت رکھتے تھے، مولانا عبدالستار خان نیازی میانوالی کی ایک نشست سے صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ اور ان کا یہ انتخاب اور کامیابی پنجاب کے بہت بڑے جاگیردار اور ظالم و جابر زمیندار ملک امیر محمد خان اعوان مرحوم کے ساتھ ان کے اختلافات کا باعث بنی۔ دونوں مسلم لیگ میں تھے۔ لیکن سوچ میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ ان ہی کی وجہ سے آپ نے قیام کے بعد مسلم لیگ سے مستعفی ہو کر سید حسین شہید سہروردی کے ساتھ مل کر نئی جماعت تشکیل دی۔ انہوں نے پورے زور کے ساتھ علی الاعلان یہ کہا کہ مسلم لیگ نے حضرت قائداعظم کی وفات کے بعد اپنے نصب العین کو ترک کر دیا ہے۔ اس لئے اب اس جماعت میں رہنا زندگی کو تلف اور وقت کو ضائع کرنا ہے۔

اس دوران میں حضرت غزالی زماںؒ نے جمعیت علماء پاکستان کی بنیاد رکھی۔

Marfat.com

تو کچھ عرصہ بعد مولانا نیازیؒ بھی جمعیت سے وابستہ ہو گئے اور آخری سانس تک جمعیت سے منسلک رہے۔انہوں نے ۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے چلائی جانے والی تحریک میں زبردست اور انقلابی کردار ادا کیا۔جس پر آپ کو موت کی سزا سنائی گئی۔وہ پھانسی کی کوٹھڑی میں بھی وعظ و تبلیغ میں مصروف رہے۔ان کا کہنا تھا کہ ابھی حکومت کے ہاتھوں میں اتنی سکت نہیں کہ ایک خادم رسول پاک ،صاحب لولاک ﷺ کو پھانسی دے سکیں۔مجھے یقین ہے کہ میں اپنی آنکھوں سے ان دشمنان دین وملک کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا روح پرور نظارہ دیکھوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں جب قومی اسمبلی میں زبردست بحث کے بعد قادیانیوں کو اقلیت قرار دے دیا گیا تو مولانا نیازیؒ نے سب سے زیادہ خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا۔بعد میں بھٹو ہی کے دور میں تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ چلائی گئی تو اس میں بھی آپ نے اہم اور بنیادی کردار ادا کیا........مختلف مارشل لاؤں کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں میں بھی آپ رہنماؤں کے ہراول دستہ میں شامل رہے۔

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ مرحوم و مغفور کو حضرت غزالئی زماںؒ کے ساتھ بہت گہری عقیدت تھی۔وہ نیاز مندی کے ساتھ ملتان آتے اور آپ سے ملتے حتیٰ کہ جب حضرت غزالئی زماںؒ پر پہلی بار دل کا دورہ پڑا اور آپ کو ہسپتال منتقل کیا گیا تو مولانا نیازیؒ پہلی فرصت میں ملتان آئے۔آپ کی مزاج پرسی کے لیے ہسپتال گئے اور ان کے پاس تین گھنٹے وہاں بیٹھے رہے۔اس دوران مولانا کی آنکھیں اشکبار رہیں اور لب دعا کے لئے ملتے رہے۔جب حضرت غزالئی زماںؒ صحت یاب ہو کر گھر واپس آئے تو بھی مولانا نیازیؒ انہیں سب سے پہلے ملنے آئے۔

حضرت غزالئی زماںؒ کی رحلت کے بعد مولانا نے حضرت غزالئی زماںؒ کے خاندان سے اسی طرح نیاز مندانہ تعلقات قائم رکھے۔جس کا واضح ثبوت گزشتہ سال ''انٹرنیشنل سنی کانفرنس'' کے موقعہ پر ان کا مشفقانہ رویہ تھا۔انہوں نے نہ صرف

Marfat.com

کانفرنس میں شرکت فرمائی بلکہ اپنے تمام ساتھیوں کو شامل ہونے کی ترغیب دی۔
حضرت غزالی زماںؒ کے سجادہ نشین حضرت پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی نے مولانا کی وفات کو اپنا ذاتی نقصان قرار دیتے ہوئے کہا کہ دنیائے اسلام ایک مخلص اور مشفق رہنما سے محروم ہوگئی۔ اس طرح جگر گوشہ غزالی زماں صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی مدیر اعلیٰ ''السعید'' نے بھی ٹوکیو سے فون پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے اس سانحہ پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔ (واضح رہے کہ سید حامد سعید کاظمی ان دنوں جاپان کے تبلیغی دورے پر ہیں) ادارہ ''السعید'' کا اجلاس مدیر ''السعید'' ولی محمد واجد کی صدارت میں ہوا جس میں مولانا کے لئے مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کی گئی۔

(ماہنامہ ''السعید'' ملتان مئی 2001ص 16/17)

ایک تاریخ ساز شخصیت

2 مئی 2001ء کو مجاہد ملت، مجاہد تحریک ختم نبوت، مجاہد تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ، بطلِ حریت، صدائے حق کی گونج علامہ عبدالستار خان نیازی راہی ملک عدم ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی چھیاسی سالہ زندگی کا ریکارڈ عوام کے سامنے ہے کہ وہ باطل کے سامنے نہ جھکے نہ بکے اور نہ مرعوب ہوئے۔ آپ کو تحریک ختم نبوت کے دوران سزائے موت بھی سنائی گئی جو بعد میں قید میں تبدیل کردی گئی۔ اور پھر انہیں ضمانت پر رہا کردیا گیا۔ وہ پاکستان اور نظریۂ پاکستان کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ قیام پاکستان کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قائداعظم محمد علی جناح سے ''مجاہد ملت'' خطاب پایا۔ تمام عمر پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کی کوششوں میں مصروف اور باطل قوتوں سے برسر پیکار رہے۔ دومرتبہ وفاقی وزیر کے منصب پر فائز ہونے کے باوجود دنیا سے رخصت ہوتے وقت کوئی ذاتی جائیداد نہیں چھوڑی۔ عمر کے آخری حصے میں وہ ایک زیر تعمیر مدرسے میں رہائش پذیر تھے جو انہوں نے اپنی زمین بیچ کر قائم کیا تھا۔ علم وفضل، ایثار وانکسار اور ہمت وجرأت کے ایسے نمونے

Marfat.com

معاشرے میں اب خال خال ہی دکھائی دیتے ہیں۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

پی ٹی وی کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا کہ ان کی بے لوث ملکی وملی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے لئے وقت ہی نہیں نکال سکا۔ اسکے برعکس کوئی رقاصہ یا رقاص یا فنکار یا وطن دشمن نظریات کا علمبردار، نام نہاد ترقی پسند آنجہانی ہوتا تو اس کی یاد میں ہفتوں سوگ منایا جاتا۔ جو قوم اپنے محسنوں کی خدمات و روایات کو فراموش کر دیتی ہے وہ خود بھی زینت طاق نسیاں بن جایا کرتی ہے۔

(ماہنامہ دعوت تنظیم الاسلام'' گوجرانوالہ بابت جون 2001ص 5)

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ

ایک رجل عظیم

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کی رحلت کے ساتھ حریت، عبقریت، اخلاص اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے کی جانے والی انتھک محنت اور جہد مسلسل کی تاریخ کا ایک روشن باب بند ہو گیا۔

قیام پاکستان سے قبل مولانا مرحوم کو قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ جیسی مشہور شخصیات کی مجالس اور بے پایاں شفقتیں حاصل رہیں، قیام پاکستان کے بعد بھی ان کے معاصر مشاہیر عالم نے کھل کر ان کی شخصی وجاہت اور مثالی کردار کا اعتراف کیا۔ عراقی صدر صدام حسین اور لیبیا کے صدر کرنل قذافی تک ان کے قائدانہ اوصاف کے معترف رہے ہیں۔ جرأت اور بے باکی تو اس نڈر شخصیت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی انہوں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ سیاسی جدوجہد میں گذارا۔ مذہبی امور کے وفاقی

Marfat.com

وزیر بھی رہے لیکن کسی بھی مرحلہ پر اپنے صاف دامن پر داغ نہ لگنے دیا۔ اپنا ذاتی گھر JUP کے لیے وقف کر دیا۔ پس مرگ چند ملبوسات کے سوا ان کے گھر سے کچھ نہ نکلا۔ ان کے کردار کا یہ وہ رخ ہے جس نے مولانا کے قد کاٹھ میں اور بھی اضافہ کر دیا۔ بلکہ حق بات تو یہ ہے کہ انہوں نے خلفائے راشدین کے ادوار کی یاد تازہ کر دی ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں جماعتی سطح پر مولانا کو کوئی قابلِ ذکر کامیابی نصیب نہ ہوئی آخر اس کے اسباب کیا ہیں؟

ہم یہ تو نہیں کہتے کہ وہ بشری کمزوریوں سے یکسر پاک تھے لیکن اس دور میں انہوں نے جس اصول پسندی، تقویٰ اور پاکبازی کا مظاہرہ ہے یہ معاشرہ ان کے قد سے بہت کوتاہ محسوس ہوتا ہے۔ مولانا کی یہی بہت بڑی کامیابی ہے کہ انہوں نے منافقت، لادینیت، حرص، مفاد پرستی، عیش و عشرت اور بے سیرتی کے کلچر میں بھی خدمت دین، استغناء، صدق و اخلاص، محنت اور اصول پسندی کا دامن کسی موڑ پر بھی نہیں چھوڑا۔ آج کے بظاہر کامیاب سیاستدان کچھ عرصہ بعد نشان عبرت بن جاتے ہیں لیکن مولانا مرحوم کے حصے میں وہ کامیابی آئی ہے کہ اپنے اور اغیار ہر کسی نے ان کے بلند کردار کی گواہی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دلوں پر حکمرانی عطا فرمائی ہے۔ ایسی حکمرانی جو ان کے وصال کے بعد بھی صدیوں تک قائم رہے گی۔

یہ بات بھی واضح ہے کہ مولانا کی جدوجہد حصول اقتدار کے لیے نہ تھی بلکہ ان کی کاوشوں کا مرکز و محور تو نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ تھا۔ اس عظیم مقصد کے لئے مولانا نے اپنے آپ کو تج دیا تھا۔ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اسی مقصد وحید کے گرد گھومتا نظر آتا ہے۔

مولانا نے میدان سیاست میں اپنے کردار کے جو انمٹ نقوش چھوڑے ہیں وہ آج بھی مذہب کے نام پر سیاست کرنے والوں کے لئے نشانِ راہ ہیں اور انہیں دعوت فکر

Marfat.com

دے رہے ہیں کہ

مر کے حیاتِ جاوداں عشق کو مل گئی حفیظ

جی کے ہوس کو کیا ملا، مرگِ دوام کے سوا

محمد خلیل الرحمٰن قادری (مدیر اعلیٰ)

(ماہنامہ ''سوئے حجاز'' لاہور بابت جون 2001ص 4/5)

سانحہ ارتحال

ممتاز عالم دین تحریک نظام مصطفی ﷺ کے سالارِ اعظم تحریک ختم نبوت کے روح رواں تحریک نفاذ شریعت کے قائد تحریک پاکستان کے رہنما، عظیم مدبر، مخلص سیاستدان، راست گو و حق گو انسان، خطیب فقید المثال، اتحاد بین المسلمین کے پرچم بردار، دین کے شیدائی، رسول اللہ ﷺ کے فدائی حضرت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کا وصال ملک وملت اور عالم اسلام کے لئے علم وعرفاں، دانش وتدبر کے خزینہ سے محرومی کے مترادف ہے۔

حضرت مولانا موصوف کی 86 سالہ حیات تاریخ وطن کا ایک عظیم باب ہے۔ آپ کی طویل زندگی گوناگوں اور ولولہ آفریں سرگرمیوں سے عبارت ہے، تحریک پاکستان میں وہ قائداعظمؒ کے معتمد سپاہی تھے۔ قائداعظمؒ نے آپ کے متعلق فرمایا تھا ''جس قوم میں عبدالستار خان نیازیؒ جیسے نوجوان موجود ہوں تو پاکستان بننے کو کوئی نہیں روک سکتا'' صدر صدام حسین (عراق) نے فرمایا: ''مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کے خیالات عالم اسلام کے وقار کی ضمانت ہیں''، کرنل قذافی (لیبیا) نے فرمایا ''عالم عرب کو مولانا عبدالستار خان نیازیؒ جیسے قائد کی ضرورت ہے''۔

حضرت مولانا نے 1946ء میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر پنجاب اسمبلی کی

Marfat.com

رکنیت حاصل کی۔صف اول کے رہنما کا کردار ادا کیا۔تحریک ختم نبوت 1953ء کے سلسلے میں سزائے موت کے احکامات بھی جاری ہوئے لیکن اللہ کا یہ سچا سپاہی حق گوئی سے باز نہ آیا۔آپ کی حیات آئندہ نسلوں کے لیے مشعل راہ ہے۔

چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''آستانہ'' کراچی وجملہ اسٹاف مولانا موصوف کے متعلقین، اعزہ احباب سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔نیز دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ بتصدق رسالت مآب ﷺ مرحوم کو اپنے مقربین میں شمار فرمائے اور متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین

(ماہنامہ ''آستانہ'' کراچی بابت جون 2001ص 48)

غازیٔ تحریک ختم نبوت

کا سانحۂ ارتحال

مجاہد ملت غازیٔ تحریک ختم نبوت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی انتقال فرما گئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مجاہد ملت کی پوری زندگی جہد مسلسل سے عبارت تھی۔تحریک پاکستان تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔آپ کی تحریکی خدمات کا غیروں نے بھی اعتراف کیا۔آخری سانس تک خدمت دین میں مصروف رہے۔آپ کی وفات سے اہلسنت اپنے عظیم قائد سے محروم ہو گئے۔حضرت شیخ طریقت مدظلہ العالی (سید محمد اشرف الاشرفی الجیلانی) نے اپنے تعزیتی بیان میں مجاہد ملت کی وفات کو اہلسنت کا خصوصاً، پاکستان اور ملتِ اسلامیہ کا عموماً بہت بڑا نقصان قرار دیا''

(ماہنامہ ''الاشرف'' کراچی بابت جون 2001ص 45)

ورق اُلٹیے

Marfat.com

مجاہد ملت

علامہ عبدالستار خان نیازیؒ کی رحلت

جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی صدر، عالم اسلام کی عظیم شخصیت، تحریک پاکستان کے صف اول کے رہنما، سیاسی و مذہبی قائد مجاہد ملت علامہ عبدالستار خان نیازیؒ 2 مئی بروز بدھ علی الصبح کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ان کے انتقال پر ملال کی خبر عوام اہل سنت پر بجلی بن کر گری ہے اور ہر سنی کا دل رنج والم سے بھرپور اور سینہ غم سے معمور ہے۔ دنیائے اہلسنت میں ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ پورا ہوتا نظر نہیں آتا۔ ملک وقوم اور اہل سنت و جماعت کے لیے ان کی خدمات بیان کرنے کے لیے ایک ضخیم کتاب درکار ہے۔ چند سطروں میں ان کی عظیم شخصیت کو خراج تحسین پیش کر کے حق ادا نہیں کیا جا سکتا، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازیؒ نے اپنی پوری زندگی اسلام، پاکستان، نظریہ پاکستان اور جمعیت علمائے پاکستان سے محبت اور وفاداری میں گزار دی۔ انہوں نے مذہبی اور قومی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور قید و بند کی صوبتیں برداشت کیں۔ تحریک پاکستان میں قائداعظمؒ کے دست و بازو بن کر مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی بنیاد رکھی اور نوجوان طلباء کی رہنمائی کرتے ہوئے قریہ قریہ گلی گلی تحریک پاکستان کی جدوجہد میں مؤثر کردار ادا کیا اور مسلمانوں کے لئے علیحدہ وطن کے حصول کے لئے ولولہ تازہ بیدار کیا۔ پاکستان میں انگریزوں کے پروردہ غلام احمد قادیانی کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں اور ختم نبوت کے متعلق دریدہ دہنوں اور شرانگیزوں کے خلاف 1953ء میں تحریک ختم نبوت کو منظم کیا اور اس کی پاداش میں قید و بند کی صعوبتوں کے علاوہ پھانسی کی سزا بھی بخوشی قبول کی جو کہ بعد ازاں منسوخ ہو گئی۔ 1970ء میں جمعیت علمائے پاکستان میں شمولیت اختیار کی اور 1974ء میں ایک بار پھر ختم نبوت کی تحریک چلا کر قادیانیوں کو اقلیت قرار دلوانے کے لیے قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی کے ساتھ رات دن جدوجہد کی اور بالآخر انہیں اقلیت قرار

Marfat.com

دلوا کر مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کا فریضہ ادا کیا۔ 1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کی جد وجہد میں بھی شبانہ روز کاوشیں کیں۔ نوے کی دہائی میں تحریک تحفظ ناموس رسالت کو منظم کیا۔ آخر عمر تک نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے سرگرم عمل رہے اور یہی آپ کی زندگی کا مشن اور مقصد حیات تھا وقتاً فوقتاً حکمرانوں کو تحریر وتقریر کے ذریعے ان کے غلط کردار پر ٹوکتے رہتے تھے۔ اور جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنے سے کبھی نہیں چوکتے تھے۔ متعدد مرتبہ پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہوئے اور منصب وزارت پر بھی فائز رہے۔ پارلیمنٹ میں خواہ اپوزیشن میں رہتے ہوئے یا حکومتی حلیف ہونے کی حیثیت سے کبھی بھی حق گوئی و بے باکی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور اصولوں پر کبھی سودے بازی نہیں کی۔ ملکی سلامتی واستحکام اور جمعیت علماء پاکستان کا اتحاد ان کا مقصد حیات تھا۔ عمر کے آخری حصے میں وفات سے چند ماہ پہلے انہوں نے نورانی گروپ سے اتحاد کر کے اسی مقصد کی کسی حد تک تکمیل کر دی۔ ان کے انتقال کی کسک ہر سینے کے اندر محسوس ہو رہی ہے اور ان کے انتقال سے تاریخ اہل سنت کا ایک باب ختم ہو گیا ہے

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

(ماہنامہ ''لا نبی بعدی'' لاہور بابت جون 2001ص 4,5)

Marfat.com

قطعاتِ تاریخِ وفات

مرتب: محمد صادق قصوری

حضرت مجاہد ملت قدس سرہ کی رحلت پر بہت سے شعرائے کرام نے ''قطعات تاریخ وفات'' لکھے۔ جن تک رسائی ہوسکی وہ درج ذیل ہیں۔

(1)

(پروفیسر ڈاکٹر قریشی احمد حسین قلعہ داری.........گجرات، پنجاب)

درد و دریغ وحسرت و فریاد آہ آہ　　رفت از جہاں صاحبِ عالی وقار وجاہ
تاریخِ وصلِ ہاتفِ غیبی بما بگفت　　از ہر دو مصرعہ حال و صفاتش براو گواہ

''عبدالستار خان نیازیؒ سعید عصر''

2001ء

''بگذشت''''یار غار'' سَنَش نیز اُو ''خیر خواہ''

۱۴۲۲ھ.....۱۴۲۲ھ..................۱۴۲۲ھ

ایضاً

مُجاہد حق شناس مردِ غازی　　فدائے شیوہ و طرز حجازی
بہ سر دین حق آں عبدِ ستار　　وصالش ''حرف غمہاء نیازیؒ''

۱۴۲۲ھ

Marfat.com

☆☆☆☆☆☆☆ (2) ☆☆☆☆☆☆☆

حضرت صاحبزادہ محمد فیض الامین فاروقی سیالوی ،مونیاں ٹھیکریاں ضلع گجرات، پنجاب

''نادرزمانہ علامہ عبدالستارخان نیازیؒ''

۲۰۰۱ء

چشم گریاں قلب من آمد فگار
کز جہاں شد مولانا عبدالستار

قوم وملت را زعیم بے بہا
قائد اسلامیان حق شعار

مردِ حُر دانائے رمزِ لاالہ
ہمتش مضبوط مثل کوہسار

چہرہ اش تاباں چوں بدر آسماں
سینہ اش روشن زحب کردگار

''اُدْخُلُوا فِی السِّلْمِ کَافَّۃ''نعرہ اش
دعوتش جہد و عمل لیل و نہار

خضرِ راہ بُود اندریں قحط الرجال
ماحی بدعات وجہل روزگار

حبذا بہر نظامِ مصطفیٰ ﷺ
وقف کردہ بُد حیات مستعار

عمرِ او بگزشت چوں ہشتاد وشش
شد بجنت از جہان نابکار

داد مارا داغ فرقت دائمی
ہفتم از ماہ صفر شنبہ چہار

موت عالم موتِ عالم حق بداں
جملہ عالم از فراقش سوگوار

یاالٰہ العالمین بر مرقدش
تاقیامت ابر صد رحمت ببار

سال ترحیلش بگو فیض الامیںؔ
''مردِ کامل حسرتا عالی وقار''

۱۴۲۲ھ

دیگر

داغ فرقت داد آں مردِ مجاہد ذی وقار
آفتاب عزم وہمت عبقری روزگار

Marfat.com

مصرع تاریخ رحلت گفتہ ام فیض الامین "شد زدنیا خان نیازی مولانا عبدالستار"

2001ء

☆☆☆☆☆☆(3)☆☆☆☆☆☆

(محمد صادق قصوری بانی صدر "مجاہد ملت فاؤنڈیشن" برج کلاں ضلع قصور)

"ارباب یقیں مولانا عبدالستار خان نیازی"

۲۰۰۱ء

فخرِ ملت خاں نیازیؒ زبدۂ عرفانیاں — شہر یارِ اہلِ ایماں قائد اسلامیاں
زینتِ محراب و منبر ذی وجاہت خوش سیر — صاحبِ عرفانِ کامل دیدۂ روشن دلاں
پیکرِ عزمِ صمیم عظمت مآب و ذی فہیم — یافتہ قربِ خدا ہم سرورؐ کون و مکاں
ہفتم از ماہِ صفر کرداز جہاں عزمِ سفر — خیمہ زن اندر جناں شُد در جوارِ قدسیاں
زیں کراں تا آں کراں آثارِ غم گشتہ عیاں — رفت از مستر شداں آں چشمۂ فیضاں رساں
اندریں قحط الرجال آں مردِ عارف باکمال — بُود یک کوہِ عزیمت آفتابِ صادقاں
گشت پنہاں در زمین آں آسمانِ علم دیں — از غمِ ترحیل اُو خونبار چشمِ طالباں
اے دل پُر درد و حسرت جز قناعت چارہ نیست — کل نفسٍ ذائقۃ الموت قول حق بداں
بر مزارش یاخدا بہرِ رسولؐ دوسرا — روز و شب کن ابرِ رحمت تا بود باقی جہاں
گفت ہاتف خوش بیاں با صادق ژولیدہ جاں — سالِ وصلش داں "سراج سالکاں خلد آشیاں"

۱۴۲۲ھ

☆☆☆☆☆☆ 4 ☆☆☆☆☆☆

(حضرت صابر براری، بے ون 56، کورنگی، کراچی)

"مجاہد ملت سعید عصر مولانا عبدالستار خان نیازی"

..................۲۰۰۱ء..................

Marfat.com

''آہ رہنمائے دیں مولانا عبدالستار خان نیازیؒ'' ''شعلہ بیاں صدر جمعیت العلمائے پاکستان''

.................۲۰۰۱ء.................۲۰۰۱ء.................

ہوئے آج رخصت وہ بزم جہاں سے تھے جو نامور عالم اہل سنت
گھٹا غم کی چاروں طرف چھا گئی ہے ہے ہر اک کے رخ سے عیاں درد فرقت
تھے وہ دین و ملت کے اعلیٰ مجاہد رقم ہو گئی تاریخ میں انکی خدمت
مقرر بھی بے شک وہ شعلہ بیاں تھے تھی اہل جہاں میں بڑی ان کی عزت
جمعیت کے تھے آپ صدر حقیقی تھے حامیِ تحریکِ ختم نبوت
ہو یارب عطا ان کو فردوس اعلیٰ سدا اُن کی تربت پہ ہو ابرِ رحمت

کہو اُن کی تاریخِ رحلت یہ صابر

''جنابِ نیازیؒ سخن فہم جنت''

۱۴۲۲ھ

☆☆☆☆☆☆☆ (5) ☆☆☆☆☆☆☆

(حضرت شمیم صبائی متھراوی.....................اسلام آباد)

''قبر پاک مزاج مولانا عبدالستار خان نیازیؒ''

2001ء

ستار نیازیؒ بھی رخصت ہوئے دنیا سے اس واسطے شیون کی کثرت ہے بتادینا
تاریخ جدائی کی جب چاہو شمیم ان کی ''ستار نیازیؒ کی رحلت ہے'' بتا دینا

۱۴۲۲ھ

☆☆☆☆☆☆☆ (6) ☆☆☆☆☆☆☆

(حضرت فدا حسین فدا مدیر ''مہر و ماہ''.....................لاہور)

''فیلسوفِ جہاں معدنِ وفا عبدالستار نیازیؒ''

۱۴۲۲ھ

مجاہد وہ ملت کا خان نیازی چلا ناگہاں آہ ! سوئے عدم ہے

Marfat.com

جہاں میں کسے ہے ثبات و قرار
رہے گا جہاں میں کوئی تا بہ کے
کسی کو کہاں یا رب، مدام و دوام
نہیں دھر میں ایسی کوئی بھی شے
رہا دین و ملّت کا وُہ پاسدار
کہیں اس کا دنیا میں ثانی نہیں ہے
رہا متبع وہ حبیبؐ خدا کا
رہی اُس پہ رحمتِ حق پے بہ پے
عطا تھا اُسے حق سے یہ بھی کمال
تکلم میں سوزاں تھی دل دوز لَے
فداعبدِ ستار کا سالِ وصل
''مُجیب زماں داخلِ خُلد'' ہے

۱۴۲۲ھ

☆☆☆☆☆☆☆(7)☆☆☆☆☆☆

(حضرت مولانا محمد حفیظ نقشبندی.........کراچی)

مانا کہ اُٹھ گیا ہے مردِ جری جہاں سے
طاری دلوں پہ اب بھی ہے ہیبتِ نیازیؒ
اپنے تو معترف تھے اب غیر بھی ہیں قائل
رہبر و رہنما ہے وہ سیرتِ نیازیؒ
حق گوئی تھی مسلّم اُس کی جہاں بھر میں
جب تو دلوں میں اب بھی ہے عظمت نیازیؒ
اقبالؒ کا مجاہد رُخصت ہوا جہاں سے
بھولیں گے کسطرح ہم یہ فُرقتِ نیازیؒ
قائد تھا سُنّیوں کا قائد کا تھا سپاہی
اسلام سے محبت تھی دولتِ نیازیؒ
اسلاف کی نشانی اس دورِ پرفتن میں
آنکھوں سے ہم نے دیکھی ہے صورت نیازیؒ

کہہ دو حفیظ ان کا سالِ وصال یہ ہے
''فخرِ زمانہ اب بھی ہے شہرتِ نیازیؒ''

2001ء

☆☆☆☆☆☆ (8)☆☆☆☆☆☆

(حضرت مختار اجمیری.........کراچی)

''آہ مردِ جمہور مجاہد ملّت مولانا عبدالستار نیازیؒ''

2001ء

Marfat.com

''آہ صفر مولانا عبدالستار خان نیازیؒ''

2001ء

''مہر تمثال مولانا نیازیؒ''

۱۴۲۲ھ

خبر آئی میانوالی سے سُنیئے
نظامِ مصطفیٰ ﷺ ختم نبوت
رہے مختار آنکھوں میں جو ہر دم
''سخنِ اکمل تھے مولانا نیازیؒ''

۱۴۲۲ھ

''اہلِ ظرف مولانا نیازیؒ''

۱۴۲۲ھ

وہ مولانا نیازیؒ چل بسے ہیں
کی تحریکوں میں جو ہر دم سجے ہیں
وہ اب فردوس میں جا کر بسے ہیں
اسی مصرعہ سے ہجری میں رچے ہیں

☆☆☆☆☆☆9☆☆☆☆☆☆

(حضرت طارق سلطانپوری............حسن ابدال ضلع اٹک)

''مجاہد عصرِ حاضر''

۱۴۲۲ھ

افتخار و قارِ ملّت تھا جس کا عبدالستار خان تھا نام
شیفتۂ محمدؐ عربی جاں نثار پیمبرِ اسلام
اہلِ بیت و صحابہ کا مخلص وہ ولا دارِ اولیاء کرام
پیکر استقامت و ایثار خوگرِ سعی و حرکت و اقدام
آسمان عمل کا مہر منیر اَوجِ صدق و صفا کا ماہِ تمام
منزلِ حق کے قافلے کا امیر سر فروشوں ، بہادروں کا امام
اک حقیقت ہے اُس کی بے نفسی اُس کے اخلاص میں نہیں ہے کلام
وہ ہمارا سپاہی تھا بے تیغ دین کا خادمِ بلند مقام
باغیانِ نبی ﷺ سے ٹکرایا اُس کے بے مثل حوصلے کو سلام
تھا نہ دار و رسن کا خوف اُسے تھا وہ دلدادۂ رسولِ انام

Marfat.com

حُبِ اقبالؒ سے تھا بااقبال — پیروِ قائدِ عظیم مقام
اِس خدا داد پاک کشور کے — بانیوں میں ہے اس کا شامل نام
اس کی عظمت کو کر سکیں گے نہ کم — انقلاباتِ گردشِ ایام
عاشقانِ نبیؐ نہیں مرتے — اہلِ حق کو عطا ہوا ہے دوام

اُس کا سالِ وصال ہے طارقؔ
''بیش قیمت اثاثۂ اسلام''

2001ء

☆☆☆☆☆☆☆10☆☆☆☆☆☆

(محمد صادق قصوری بانی صدر مجاہد ملت فاؤنڈیشن، بُرج کلاں ضلع قصور)

صد حیف شمعِ رُشد ہدایت چلے گئے — وہ ماہتابِ چرخِ ولایت چلے گئے
اُن کی حیات باعثِ عزّ و وقار تھی — سر سے ہُمائے شوکت و عظمت چلے گئے
اُن کی نظر پہ منکشف اسرارِ معرفت — حق کی تھی جن پہ عنایت چلے گئے
لرزاں تھے جن کے نام سے فرعونِ دہر کے — وہ آبروئے حق و صداقت چلے گئے
وہ مونس و غمخوار، وہ رہبر و راہنما — وہ آفتابِ عشق و حکایت چلے گئے
جانے سے اُن کے صبر کا دامن ہے تار تار — دل کا سکون، فقر و قناعت چلے گئے
اُن کے مزارِ پاک پہ رحمت کا ہو نزول — کر کے ادا جو حقِ اطاعت چلے گئے
ملّت کے جو تھے مشفق و محسن جہاں میں — کرنے کو حشر میں بھی شفاعت چلے گئے
یارب مقام اُن کا ہو فردوس میں بلند — کرتے جو دینِ حق کی حمایت چلے گئے

صادقؔ رہی نہ فکر تاریخِ وصال کی
فرما کے خود ''اعلان تاریخِ رحلت'' چلے گئے

2001ء

ایضاً

Marfat.com

باغِ جہاں سے اک گلِ خنداں چلا گیا　　دینِ مُبیں کا مہرِ درخشاں چلا گیا

بزمِ شریعت اور طریقت کا راز داں　　درویش صفت سالکِ دوراں چلا گیا

وہ پاسبانِ حریّت، ملت کا راہنما　　وہ قافلۂ حق کا حُدی خواں چلا گیا

خوشبو ہے جس کی باغِ محمدؐ مہک اٹھا　　وہ پھول جانِ بزمِ بہاراں چلا گیا

وہ عاشقِ رسولؐ، ثنا خوانِ مصطفیٰؐ　　رطب اللسان خواجۂ گیہاں چلا گیا

جس کی ضیائے فکر نے بخشی ہے روشنی　　علم و عمل کی شمعِ فروزاں چلا گیا

رکھتی تھی جس کو مضطرب اُس نور کی کرن　　پروانہ شمعِ حضرت خوباںؒ چلا گیا

سایہ فگن تھے جس پہ مجددؒ و نقشبندؒ　　وہ وادیٔ عرفان کا سلطاں چلا گیا

کیوں نہ دعا کو ہاتھ اٹھیں اُس کے واسطے

دھرتی سے ایک ضیغمِ یزداں چلا گیا

ظلمت سے رہا جو عمر بھر برسرِ پیکار　　ایک عالمِ رخشندہ و تاباں چلا گیا

پُرسوز جس کی گفتگو سوزِ حیات سے　　وہ ترجمانِ دردِ غریباں چلا گیا

جس کے خلوص و مہر سے عالم تھا فیضیاب　　اخلاق کا وہ پیکرِ ذیشاں چلا گیا

وہ رہبر دلگیر وہ ملت کا خیر خواہ　　شیریں سخن وہ صاحبِ ایماں چلا گیا

دُنیا کے جاہ و منصب و شہرت سے بے نیاز　　درویش مست سوئے یزداں چلا گیا

روکے گا بھلا کون اب جابر کو سرِ عام　　وہ غوثِ زمن، ہادیٔ دوراں چلا گیا

ڈھونڈے گا زمانہ کہاں اُس شیر کا ثانی　　اُمت کا غمگسار وہ سلطان چلا گیا

وہ پیکرِ شرافت و نمونہ اسلاف　　جاں کر کے راہِ حق میں قرباں چلا گیا

Marfat.com

مشہور تھا ''مجاہد ملت'' کے لقب سے
عبدالستار خان مہر درخشاں چلا گیا

چرخِ بریں سے شبنمی آنسو ٹپک پڑے — زیرِ زمیں وہ نیرِ تاباں چلا گیا
روتی ہے آنکھ دیدۂ یعقوب کی طرح — خلدِ بریں کو یوسفِ کنعاں چلا گیا
رہتا ہوں لحظہ لحظہ اشکوں سے باوضو — جس دن سے وہ قرارِ جاں چلا گیا
صبر و قرار چھین کے قلبِ حزیں کا وہ — اک ماہرو، خوش گفتگو مہماں چلا گیا
ہائے او موت کیوں تجھے مجھ پہ موت نہ آئی — میرا قرار وہ میرا ارماں چلا گیا
جانے سے اس کے پھیل گئی چار سو ظلمت — ہائے کدھر وہ مہر درخشاں چلا گیا
اک ہوک سی اٹھتی ہے جی سے مسلسل — ہائے وہ مجھے چھوڑ کے گریاں چلا گیا
سہتا رہا جو اپنوں سے جور و ستم کے تیر — وہ زخم خوردہ راہِ شہیداں چلا گیا

وہ جس کو شب و روز جمعیت کی فکر تھی
فتنہ گروں کے حال پہ نالاں چلا گیا

رحمت خدا کی اس پہ جو ناساز عہد میں — حق کا سنا کے بہتریں فرماں چلا گیا
حق گوئی جس کی خندہ زن تختۂ دار پہ — دیوانہ وار سوئے بیاباں چلا گیا
وہ زندگی گزار کے ذکرِ حبیبؐ میں — مشتاقِ دیدِ شہرِ خموشاں چلا گیا
اعمالِ نیک ساتھ لیے بہرِ امتحاں — جنت کو وہ مردِ مسلماں چلا گیا
ٹھکرا کے عیش راہیِ ملکِ عدم ہوا — جانبازِ سر بکف سرمیداں چلا گیا
وہ مونس و غمخوار وہ رشتوں کا پاسباں — سب کو بنا کے بے خود و حیراں چلا گیا
جو گالیوں کے عوض میں دیتا تھا دعائیں — سنت کا پاسباں شۂ دوراں چلا گیا
دامن میں ساتھ لے گیا شفقتِ رسولؐ کی — کیوں کر کہیں کہ بے سروساماں چلا گیا

P.T.O

Marfat.com

صادق کو تھی جو فکر تاریخِ وصال کی
بولا سروش ''ہادیٔ عظیم الشاں'' چلا گیا

۱۴۲۲ھ

ایضاً

''معلیٔ انقلاب'' مولانا عبدالستار خان نیازی''

2001ء

ہے کیوں جُملہ جہاں گر یہ کُناں
آنکھ ہے کیوں وقت کی شبنم فشاں
شورِ ماتم ہے بپا کیوں جا بجا
آج ہیں کیوں قُمریاں محوِ فغاں
چاند تاروں کی ضیا کیوں ماند ہے
ہیں رہینِ رنج کیوں سب اِنس وجاں
گلشنِ آفاق سُونا ہوگیا
باغِ ہستی میں در آئی خزاں
چشمِ نرگس بھی ہوئی حیرت سے وا
سنبل و ریحاں بنے غم کا نشاں
کرگیا ایک عارفِ حق انتقال
ہوگیا غارت سکونِ قلب و جاں
وہ مجاہد مردِ غازی خاں نیازی
وہ مفکر وہ مبلغ حق بیاں
تھا سراپا سوزِ عشقِ مصطفیٰ
قُطبِ دوراں زُبدۂ اہلِ زماں
ظلِّ یزداں محرم اسرارِ حق
تھا فضائل میں وہ بحرِ بے کراں
شبلیٔ دوراں جُنیدِ وقت تھا
میرا مرشد میرا ہادی بے گماں
پھول اُس کے منہ سے جھڑتے خوش نما
جب تلاوت کرتا وہ شیریں دہاں
ساتویں ماہِ صفر کی روزِ بدھ
ہوگیا رُخصت سُوئے دارالجناں
اک درخشاں چہرہ اوجھل ہوگیا
چُھپ گیا زیرِ زمیں اک آسماں
میرا مُونس میرا ہمدم چل دیا
اب سُنے گا کون غم کی داستاں
داغِ فرقت جب سے ہے وہ دے گیا
مثلِ باراں رہتے ہیں آنسو رواں

Marfat.com

یاد اُس کی ہے ستاتی روز و شب　　　ہوگیا صادقؔ بھی بس ژولیدہ جاں
کر عطا میرے خُدا صبر و قرار　　　بن ترے کوئی نہیں ہے مہرباں
''خیر خواہ''اور''فیض بخش دہر'' سے　　　سال رحلت اُس کا ہوتا ہے عیاں

۱۴۲۲ھ　　　۲۰۰۱ء

☆☆☆☆☆☆☆(11)☆☆☆☆☆☆☆

حضرت فریدؔ قریشی مدیر سہ ماہی ''تصوف'' کراچی

فکر کی تاریخ کی تو مجھ سے ہاتف نے کہا
وہ ''سعیدِ عصر عبدالستار خان نیازی ''واہ

۲۰۰۱ء

تھے مجاہد قوم کے، شیخ طریقت بے گماں
ایک ''عظیم الشان ہادی'' ہوگئے ہم سے جدا

۱۴۲۲ھ

Marfat.com

اقوال وافکارِ مجاہد ملتؒ

مرتب: محمد صادق قصوری

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ قدس سرہ، نہ صرف جید عالم دین، بے باک سیاستدان، ماہر تعلیم، ممتاز اہل قلم، بے مثل خطیب، صاحب طرز ادیب ہی تھے بلکہ وہ اس دور کے عظیم عاشق رسولؐ اور نامور شیخ طریقت بھی تھے۔ وہ سلاسل اربعہ میں خلافت واجازت یافتہ تھے لیکن چونکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت تھے لہذا ان پر اسی سلسلہ کی ہی گہری چھاپ تھی۔ ان کی نسبت بڑھتے بڑھتے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ تک جا پہنچی تھی لہذا وہ اکثر و بیشتر فرمایا کرتے تھے کہ میرے پیر ومرشد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ہیں۔ پھر یہ نسبت ترقی کرتے کرتے حضرت صدیق اکبرؓ تک جا پہنچی اور بالآخر باعث تخلیق کائنات حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ بیکس تک پہنچ کر فنافی الرسولؐ کا درجہ حاصل کر گئی۔

ذیل میں حضرت مجاہد ملت قدس سرہ کے ارشادات نقل کئے جاتے ہیں جو ان کی تقریروں، تحریروں اور گفتگوؤں سے اخذ کئے گئے ہیں تاکہ قارئینِ کرام مطالعہ فرمائیں اور روحانی استفادہ کریں۔ (قصوری)

(1) حاکمیت مطلقہ اور ملکیت مطلقہ کی سزاوار ذاتِ صمدیت واحدیت خالقِ کائنات جلّ جلالہ کی ہے۔

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آذری

Marfat.com

(2) ہمارا اللہ ایک قائم بالذات حقیقت ہے جو نہ صرف خود ایک وجود ہے بلکہ تمام کائنات کا کاروبار اسی کے حکم پر چلتا ہے۔ جب تک یہ عقیدہ ہر وقت ذہن اور دِل میں موجود نہ رہے تب تک اسلام کا تقاضا پورا نہیں ہوتا۔

(3) تسویدِ تخلیق و تقدیر و ہدایت ابتدا ہے اور رحمت اللعالمینی اس کی انتہا یعنی ذروۂ کمال ہے۔

(4) حضور ﷺ کی مکمل محبت و اطاعت ہی نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی کامیابی کی ضمانت ہے کیونکہ جس دل میں محبت نہیں وہ منافق ہے۔

(5) امت کا فرض ہے کہ رسول ﷺ کے نقشِ قدم پر چل کر عصر حاضر کی غلط تہذیب کے رجحانات کا مقابلہ کرے۔

(6) نہ صرف پاکستان بلکہ روئے زمین پر نبی پاک ﷺ کے غلام ایک الگ قوم ہیں اور حضور ﷺ کے منکر ایک الگ قوم۔

(7) کوئی شخص اگر حضور ﷺ کی شان کے متعلق اشارتاً کنایتاً بکتا ہے یا لکھتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے جہنمی ہے۔

محمد مصطفیٰؐ کی عظمتوں سے منحرف ہو کر
یہ دعوئ مسلمانی کبھی مانا نہ جائے گا

(8) نظام مصطفیٰ ﷺ کا تقاضا ہے کہ مقام مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ ہو کیونکہ جس نظام کی تقدیس نہیں ہے اس کی اہمیت نہیں۔

(9) حضور ﷺ کی ذات اقدس ہمارے لیے نمونہ کامل ہے۔

(10) حضور ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ اطاعت اور عشق کے دونوں تعلق ہونے چاہیں جہاں اطاعت ہے اور محبت نہیں وہ منافقت ہے۔

(11) ہماری نجات اتباع مصطفیٰ ﷺ میں ہے۔

(12) حضرت بایزید بسطامیؒ نے ساری عمر خربوزہ نہیں کھایا کیونکہ آپ کو معلوم نہ تھا کہ حضور ﷺ نے خربوزہ کس طرح چیرا تھا۔

Marfat.com

(13) آپ اکثر حکیم الامتؒ اقبالؒ کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۔

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اُوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

(14) ہمارے ملک میں قانون سازی کا مرکز و محور نبی پاک ﷺ کی ذات گرامی ہونی چاہیے اگر کوئی اس کی مخالفت کرتا ہے تو آرٹیکل 6 کے تحت ایسا کرنے والا بغاوت اور غداری کا مرتکب ہوگا جس کے لیے سزا، سزائے موت ہے۔

(15) حضور ﷺ کے کروڑہا امتی ایک وقت میں حضور ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو حضور ﷺ ہر ایک کو فرداً فرداً جواب میں رحمتیں بھیجتے ہیں۔

(16) مسلمان کی زندگی اور آخرت کے ہر مسئلہ میں حضور ﷺ خاتم الانبیا کی تعلیمات آخری، قطعی اور حتمی حجت کا درجہ رکھتی ہیں۔

(17) حضور ﷺ کی کاملیت کا تصور نظام مصطفیٰؐ کیلئے ضروری ہے۔

(18) امت مسلمہ کے تمام مسائل کا حل وحیٔ ربانی اور نبی پاکؐ کی اتباع میں ہے۔

(19) اسلامی تعلیمات کا لب لباب ختمیت احکام رسالت کا عقیدہ ہے۔ امت محمدیہ کا وجود، بقا، تحفظ اور سالمیّت اسی عقیدے سے وابستہ ہے۔

(20) جب تک ہمارے دلوں میں عشق رسول ﷺ پیدا نہیں ہوتا، بات نہیں بنے گی

(21) جہاں عقل کی حد ختم ہوتی ہے وہاں نبوّت کی حد شروع ہوتی ہے۔

(22) بزرگان دین، صحابہ کرام، خلفائے راشدین اور خود رسول اللہ ﷺ کے مقدس ذکر کی محافل منعقد کرنا، سالانہ تقاریب کا اہتمام کرنا، جلسوں اور جلوسوں کیلئے اجتماعات منعقد کرنا، اہل اسلام کی سعادت مندی اور روحانی ترقی کی ضمانت ہے۔

(23) ہماری تمام مشکلات کا حل صرف اور صرف حکیم الامتؒ کے اس شعر میں مضمر ہے۔

جو کرنی ہو جہانگیری، محمدؐ کی غلامی کر
عرب کا تاج سر پر رکھ خداوندِ عجم ہو جا

Marfat.com

(24) جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضور ﷺ کے بعد نبی آسکتا ہے یا یہ کہے کہ نبی سے غیر نبی کا علم زیادہ ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(25) ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کی رعیّت ہیں کل کائنات رعیّت ہے، ہر شے رعیّت ہے، جبرائیلؑ بھی رعیّت ہے، میکائیلؑ بھی رعیّت ہے حتیٰ کہ ابلیس بھی رعیّت ہے، شجر وحجر، برگ وثمر، کل کائنات، جمادات، نباتات، حیوانات، (موالید ثلاثہ) حضور ﷺ کی حکومت کے اندر ہیں۔

(26) اسلامی امت ایک اعتقادی تنظیم ہے جس کی روحانی اور جسمانی تشکیل ہر کُل اور جزو میں نبی کریم ﷺ کی پیروی کے بغیر ممکن نہیں۔

(27) بعض لوگ توحید کو لیتے ہیں رسالت کو نہیں۔ توحید تب بامعنیٰ ہوتی ہے جب رسالت کا پیکر اس میں ہو۔ توحید تلوار ہے اور رسالت اس کی کاٹ ہے بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ اصل چیز کاٹ ہے۔

(28) اپنے نامۂ اعمال میں ایسی کوئی شے نہیں جس پر اعتماد کرتے ہوئے پُرسشِ یومِ حساب کے لئے جواب بن پڑے بقول حضرت جامی قدس سرہٗ جب اپنی ساری جدوجہد کا احتساب کرتا ہوں تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہہ سکتا کہ

زکردۂ خویش حیرانم، سیاہ شد روز عصیانم
پشیمانم، پشیمانم، پشیماں یارسولؐ اللہ

البتہ حضور پُرنور ﷺ کی رحمتہ العالمینی اور شفیع المذنبینی سے توقع ہے کہ اس سیاہ کار کو مسترد نہ فرمائیں گے۔ دامانِ مصطفیٰ ﷺ سے وابستگی کی وجہ سے انشاء اللہ امید کی کرن پیدا ہو جائے گی۔

چُوں اندر حشر برخیزم، بدامانِ تُو آویزم
زدیدہ خُونِ دل ریزم، فراواں یارسولؐ اللہ

(29) عشق واطاعت رسول ﷺ لازم وملزوم ہیں۔ اطاعت بغیر عشق ومحبت منافقت ہے اور عشق بغیر اطاعت ناقص ونا تمام ہے۔

Marfat.com

(30)''تفسیر روح البیان'' میں ہے کہ جن کا اللہ تعالیٰ رب ہے اُن کے لئے اللہ کے رسول ﷺ رحمت ہیں۔ چنانچہ آپ کی رحمت مطلق ہے، تمام ہے، عام ہے، کامل ہے، شامل ہے۔ عالم غیب وشہادت کو گھیرے ہوئے ہے۔ دونوں جہاں میں دائمی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بادشاہی زمین وآسمان میں ہے، حضور ﷺ مملکت الہیہ کے وزیر اعظم ہیں۔

(31)''ختم نبوت'' اک نئی دینی اور دنیاوی زندگی کا پیغام ہے۔

(32) جو ''ختم نبوت'' کا باغی ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(33)''عقیدۂ ختم نبوت'' سے انکار وانحراف اپنے قومی وجود سے انکار ہے اور پاکستان سے بغاوت۔

(34) پاکستانی صرف وہ ہے جو ختم نبوت پر یقین رکھتا ہے کیونکہ پاکستان کے دستور میں یہ بات شامل ہے کہ اسلام، پاکستان کا سرکاری مذہب ہے اور اسلام کی تعریف یہ ہے کہ ختم نبوت پر یقین رکھا جائے۔

(35) قرآن حکیم اس تنبیہ کے ساتھ سود لینے اور دینے کی مخالفت کرتا ہے کہ اگر تم سُود لینے اور دینے پر اصرار کرو گے تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

(36) قرآن کا ازلی، ابدی اور سرمدی قانون اپنی جگہ پر مکمل اور کامل موجود ہے اور ہر دور کے لئے اپنے ہدایت کا سامان رکھتا ہے۔ یہی فرمایا حضرت علامہ اقبالؒ نے

صد جہاں باقیست در قرآن ہنوز
اندر آیاتش یکے خود را بسوز

(37) امت کا فرض منصبی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چل کر عصر حاضر کی غلط تہذیب کے رجحانات کا مقابلہ کرے۔

(38) ''مال ودولت'' کا غلط استعمال ''قارونیت''، ''قوت وطاقت'' کا غلط استعمال ''فرعونیت'' اور ''شریعت ومذہب'' کا غلط استعمال ''یزیدیت'' ہے۔

(39) ہم ارتقاء کے قائل ہیں۔ ہمارا ارتقاء یوں ہے۔ پہلے جبلت پھر حواس پھر عقل۔

Marfat.com

اور اس کے بعد ارتقاء۔

(40) جو کام نیک ارادے اور خلوص سے شروع کیا جائے اُس کا انجام بھی درست ہوتا ہے۔

(41) مومن اگر مومن ہے تو اس کا باطل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(42) ہمیں اپنے اسلاف کی تاریخ دہراتے ہوئے کفر کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے۔

(43) اقبالؒ نے کہا ہے۔

تپیدم، آفریدم، آرمیدم

''آرمیدم'' نفس مطمئنہ کی کیفیت کا نام ہے۔

(44) ''نفس مطمئنہ''، ''نفس راضیہ'' اور ''مرضیہ'' کی منازل طے کر کے ہی مولا صفات بنتا ہے۔ اسی بندۂ حق کے بارے میں علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے۔

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

(45) مُسلمان کا دین اُس کی دُنیا سے جُدا نہیں، مسلمان کی سیاست اُس کی عبادت سے منقطع نہیں۔

(46) ''ارمغان حجاز'' میں بعنوان ''ابلیس کی مجلس شوریٰ'' اپنے مشیروں کو ابلیس یہ حکم دے رہا ہے کہ

تُم اِسے بیگانہ رکھو عالمِ کردار سے
تا بساطِ زندگی میں اس کے سب مہرے ہوں مات
خیر اسی میں ہے قیامت تک رہے مومن غلام
چھوڑ کر اَوروں کی خاطر یہ جہانِ بے ثبات
مست رکھو ذکر و فکرِ صُبحگاہی میں اسے
پُختہ تر کردو مزاجِ خانقاہی میں اسے

Marfat.com

(47) وہی جہاں ہے تیرا جسے تُو خود پیدا کرے
یہ سنگ وخشت نہیں جو تیری نگاہ میں ہے
اقبالؒ

(48) مردانِ کار، خارہ شگافی، خارہ گدازی کی مشکل پسندی کو اختیار کرتے ہیں، قلم کی گلکاریوں سے صفحہ قرطاس کی زیبائش روا نہیں رکھتے۔

(49) اسلام ایک عالم گیر انقلاب کا پیغام ہے جو نسلی، قومی اور وطنی اختلافات کو مٹانے کے درپے ہے۔

(50) شریعت کی تکمیل طریقت سے ہوتی ہے اور طریقت سب پر بھاری ہے۔

(51) دل کی دُنیا آباد کریں۔

(52) انسانی وجود کا مرکز اس کی رُوح ہے جو ذاتِ الٰہی کے پرتو سے لازوال ہے اس لئے موت عالمِ معنی کے سفر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔

مرگِ مومن چیست، ہجرت سُوئے دوست
ترکِ عالم، اختیارِ کُوئے دوست

(53) ہمارا ایمان ہے کہ مومنین صالحین کی ارواح کا رابطہ اپنے متوسلین سے قائم رہتا ہے۔ طلب صادق ہو تو اس عالمِ چون و چند کا باسی، سراپا اخلاص ارادتمند اُن کے تصرفات کا مورد بن سکتا ہے۔

(54) صلحاءِ اُمت رُشد و ہدایت کے مراکز ہیں۔ یہ ہمیں تحریف، انحراف، اعتزال، اور خود رائی کی دلدل سے نکال کر مرکزِ ملّت اور اجماعِ امت کی نعمتوں سے مالا مال کر سکتے ہیں۔

حضور پرنُور شافع یوم النشور ﷺ کا ارشاد مقدس "اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّی"، ہمیں اسی حقیقتِ کبریٰ سے آشنا کر رہا ہے کہ۔

فقر کے ہیں معجزات، تاج و سریر و سپاہ
فقر ہے میروں کا میر، فقر ہے شاہوں کا شاہ

Marfat.com

(55) حضرت امام عالی مقام (حسین رضی اللہ عنہ) کا یزید کے ظالمانہ اور مستبدانہ نظامِ حکومت کو چیلنج کرنا اور ایمانی غیرت و مردانہ وقار کے ساتھ زہرہ گداز حوادثات کا مقابلہ کرنا، ظالم کی بیعت نہ کرنا اور اُس کی پاداش میں موت کے آئینے میں رُخِ دوست کا نظارہ کرنا، ایک ایسی عزیمت واستقامت کا شاہ نشان ہے کہ تا قیامِ قیامت سالارانِ قافلہ حریت کے لیے مینار نور ثابت ہوگا۔ انہوں نے اس قافلہ کے ہر فرد کو یہ سبق دیا کہ

چڑھ جائے کٹ کے سر تیرا نیزے کی نوک پر
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول !

(56) ہندو قوم کی ذہنیت یہ ہے کہ ہمیشہ طاقت ور کو اپنا دیوتا بناتی ہے اور کمزور کا ناک میں دَم کر دیتی ہے۔

(57) امریکہ میں اتنی بدامنی اور عدم تحفظ ہے کہ دس بجے رات کے بعد باہر نکلنا خطرے سے خالی نہیں۔ اس قسم کی صورتِ حال کو مدنظر رکھتے ہوئے حکیم الامت کو کہنا پڑا تھا

ہر گُرگ کو ہے برّہ معصوم کی تلاش

(58) مسئلہ کشمیر کا واحد حل جہاد ہے، اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

(59) امریکہ بزرگ شیطان ہے جو اپنے مکروہ عمل کے ذریعے عالمِ اسلام کے خلاف سازشیں کر رہا ہے۔

(60) ہم ایسی جمہوریت پر لعنت بھیجتے ہیں جس میں غیر ملکی صیہونی طاقتیں پاکستان میں اسلام کا مذاق اڑانے کی کوشش کر رہی ہوں۔

(61) دینی جماعتوں نے قیامِ پاکستان اور اس کے بعد ملک کی سالمیت کے تحفظ اور ''ناموسِ رسالت'' کے لئے بے پناہ قربانیاں دیں ہیں، اِن پر دہشت گردی، قتل و غارت اور ملکی حالات خراب کرنے کا الزام سراسر بے بنیاد اور غلط ہے بلکہ حالات کی خرابی کی اصل وجہ ''نظام مصطفی ﷺ'' کا نہ ہونا ہے۔

Marfat.com

(62) صحافت اسلامی نقطۂ نظر سے قولِ حق کا اعلان ہے۔

(63) عوام کے جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ کسی بھی حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔

(64) لارڈ میکالے کے فرسودہ نظامِ تعلیم نے نوجوانوں کی صلاحیتوں کو زنگ آلود اور نظریۂ پاکستان سے غافل کر دیا ہے۔

(65) مسلم اُمہ کو چاہیے کہ وہ یورپی معاشی برادری کی طرز پر ایک اسلامی مشترکہ منڈی پیدا کرے جس میں اقتصادی ترقی اور مسلم اُمہ کی رفاہ و فلاح کے مواقع میسر آئیں۔

(66) عورت اللہ کے نبی کی ماں، بیٹی، بہن اور حرم محترم ہے۔ اس کی گود غازیوں، شہیدوں، اور مجاہدوں کی تربیت گاہ ہے۔

(67) اپنے دشمن سمیت کسی کی موت پر بھی خوشی منانا جوانمردی نہیں بلکہ بزدلی ہے۔

(68) ہمارا نظریہ، نقطۂ نگاہ اور اندازِ نظر ہمہ گیر (Comprehencive) ہے۔ ہم اہل سنت، اجماعی (concensus)، عالمگیر (Universal) اور انجذابی (Iclucive) نظریات کے امین ہیں۔

(69) ہندوستان میں متحدہ قومیت اور وحدتِ ادیان کا فلسفہ اکبری دور میں فیضی اور ابوالفضل نے پیش کیا جبکہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ قدس سرہ نے بڑی جرأت کے ساتھ اس کا رد کیا۔

تخمِ الحادکہ اکبر پرورید | بازاندر فطرتِ دارا دمید
درمیانِ کارزارِ کفرودیں | ترکشِ ما را خدنگِ آخریں

(اقبال)

(70) میری زندگی کی آخری خواہش یہ ہے پاکستان میں خلافتِ راشدہ کا نظام نافذ ہو۔

Marfat.com

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ

کی تاریخ ساز خدمات کی حکومتی سطح پر

اشاعت کی ضرورت

تحریر: سلیم اللہ جندران

قوموں کی تقدیر افراد سے بنتی ہے۔ افراد ہی کسی قوم کی سربلندی، عظمت و رفعت اور استحکام کا سبب بنتے ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قیام سے لے کر آج تک اس کے استحکام کی خاطر مولانا عبدالستار خان نیازیؒ نے بحیثیت عالم دین، داعی اتحادِ امت اسلامیہ، پارلیمنٹرین، سیاستدان، سماجی کارکن، معتبر مفکر و مدبر جو خدمات انجام دی ہیں اپنے بیگانے کھلے لفظوں ان کی عظمت کے معترف ہیں۔

تحریک پاکستان کی خاطر بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ کو آپ کے طالب علم راہنما کی حیثیت سے کردار و خدمات پر بڑا ناز تھا۔ ملکی سیاست میں لفافہ ازم، ہارس ٹریڈنگ کے خلاف آپ مستقل چٹان تھے۔ اتحاد بین المسلمین کی خاطر ملکی سطح پر آپ کی کوششیں اور ضابطہ اخلاق ایک تاریخی دستاویز تھی، جو تمام مسالک و مکاتب کے نزدیک قابل عمل تھی۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور شریعت خداوند عزّ وجل کی حاکمیت کے لئے آپ کی تحریری کوششیں، مسودہ سازی، گراؤنڈ ورک اس سمت ایک سنگ میل سے کم نہ تھا۔ حکومت کے مالی امور اور لین دین میں سود کی شراکت کے خلاف آپ کی کھلی جنگ کسی سے ڈھکی چھپی نہ تھی۔ اس سمت موجودہ کامیابی میں بنیادی کریڈٹ اسی ہستی کو جاتا ہے۔ عظمت الوہیت اور رفعت رسالت سے سرشار اردو زبان کے مؤثر ترین، دلنشین با محاورہ ترجمہ ''کنز الایمان'' کو عالم عرب میں متعارف کرانے کے لئے آپ نے جو خدمات پیش کیں وہ لازوال ہیں۔

الحمد للہ! آپ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے۔ طلباء نے اگر آپ کی زندگی

Marfat.com

کا مطالعہ کرنا ہوتو قائداعظمؒ کے نڈر سپاہی کی حیثیت سے کریں۔علماء نے اگر آپ کے کردار کا مطالعہ کرنا ہوتو فی سبیل اللہ خدمتِ دین کا جذبہ سب کے سامنے ہے۔ سیاستدانوں نے اگر آپ کی سوانح عمری دیکھنی ہوتو باوجود کافی عرصہ وفاقی وزیر رہنے کے دنیا میں ذاتی جائیداد چھوڑے بغیر دارِفانی سے کوچ کا منظر ملاحظہ کریں۔مقررین، واعظین، مصنفین، تجزیہ نگاروں کے لیے ہر اہم ملکی فورم، سیمنار، ریفرنس میں عصا کے ساتھ آپ ایسے غیور مرد کی کڑکتی آواز آج بھی نشان منزل کا پتہ دیتی ہے۔دین و دنیا میں نام و مقام چاہنے والوں کو شہر میانوالی میں وہ مسجد و مدرسہ دعوت نظارہ دیتا ہے جو انہوں نے اپنی عمر بھر کی کمائی سے مسلمین کے لئے قائم کیا۔آج فحاشی و عریانی کے بھپرے ہوئے طوفان اور بے ہنگم سیلاب میں کسی کو پاکبازی، شرم وحیا کا نمونہ درکار ہوتو میانوالی کے پٹھان عبدالستار خان نیازی کی زندگی اللہ تعالیٰ کی خاص عطا اور نگاہِ مصطفیٰ ﷺ کے توسل سے قابل مطالعہ ہے۔جس نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ صبح و شام نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے نام کر کے اپنی تجریدی زندگی کو نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی سعی سے مرکب کر دیا اور کسی کو اپنے کردار پر انگلی اٹھانے کا موقع نہ دیا۔

آپ کا وصال ایک جانکاہ صدمہ ہے مگر اس وقتِ سفر کو کون ٹال سکتا ہے؟ ایسے لوگ روز روز پیدا نہیں ہوتے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ کی عظیم خدمات و کردار کی قومی سطح پر، سرکاری سطح پر اشاعت کا اہتمام کیا جائے تا کہ اپنی زندگی کے مختلف ادوار میں آپ نے جو انمٹ اور لازوال مثالیں قائم کیں ہیں دوسرے بھی ان سے رہنمائی حاصل کر سکیں۔"دیے سے دیا جلتا ہے" ایسی آگاہی سے تحریک و ترغیب ملتی ہے۔شعور و فکر تبدیل ہوتا ہے اہم کام جو کرنے والے ہیں وہ یہ ہیں۔

(ا) قائداعظمؒ کی معیت میں تحریک پاکستان کے حوالہ سے آپ نے جو خدمات انجام دی ہیں پاکستان فاؤنڈیشن سے استدعا کی جائے کہ وہ انہیں مرتب کر کے شائع کرے۔حکومتی سرپرستی میں کام کرنے والا ادارہ نیشنل بک فاؤنڈیشن بھی یہ کام کر سکتا ہے۔

Marfat.com

(۲) ملک کے تعلیمی نصاب میں مطالعہ پاکستان، تاریخ پاکستان، اردو، جنرل ایجوکیشن کی درسی کتب میں مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کی ملی تحریکی، سماجی، سیاسی خدمات کو وزارت تعلیم مختلف کلاس لیولز کے لئے شامل نصاب کرے۔

(۳) وزارت مذہبی امور، محکمہ اوقاف پنجاب مولانا عبدالستار خان نیازی کی مذہبی خدمات مثلاً نظامِ مصطفی علیہ السلام، شریعت کے نفاذ، اتحاد بین المسلمین، سود کا خاتمہ، قرآن کریم کی لازمی تعلیم اور ترجمہ القرآن کنزالایمان کے فروغ کے حوالہ سے خدمات مرتب کر کے شائع کرے اور اپنی تمام اوقاف کی لائبریریز میں ان کی ترسیل کرے۔

(۴) الیکٹرک میڈیا حکومتی سطح پر ہر سال ان کے یوم وصال کے موقع پر ریفرنس، سیمنار اور پروگرامز پیش کرے۔

(۵) موجودہ ملٹری حکومت اپنی سرپرستی میں ماڈل دینی مدارس قائم کرنے کا اعلان کر چکی ہے جن میں دینی علوم کے ساتھ جدید عصری علوم کی تعلیم بھی لازمی ہوگی ان ماڈل دینی مدارس میں ایک مدرسہ حکومت مولانا عبدالستار خان نیازی کے نام سے قائم کرے۔ کیونکہ ان کی اتحاد بین المسلمین اور نفاذ دین کے حوالے سے خدمات شک و شبہ سے بالاتر ہیں اور تمام مسالک و مکاتب کو اس کا اعتراف ہے۔

(۶) نوائے وقت اور مولانا عبدالستار خان نیازی کا زندگی بھر کا ساتھ رہا ہے۔ نوائے وقت کے ایوان سے مولانا نیازی کے متعدد خطبات اور لیکچرز پیش ہوئے ہیں۔ جناب مدیر محترم ''نوائے وقت'' سے استدعا ہے کہ وہ ان کے خطابات کا مجموعہ جو ان کے ریکارڈ میں موجود ہے ''خطبات نیازی'' کے نام سے شائع کرنے کا اہتمام کریں۔

(۷) مولانا عبدالستار خان نیازی نے زندگی بھر کے اثاثہ سے میانوالی میں جو عظیم مدرسہ و مسجد قائم کی ہے اسے مرحلہ وار اسلامک ماڈل سکول و کالج اور یونیورسٹی تک پروان چڑھایا جائے۔ اسی دینی ادارہ میں عظیم لائبریری، کمپیوٹر لیب، انگلش، عربی لینگویج، لیبارٹری کا قیام عمل میں لایا جائے۔ مذاکراتی ہال سیمنار رومز سے ان کی توسیع کی جائے۔

Marfat.com

(۸) مولانا عبدالستار نیازی کے تمام عقیدتمندان اور متوسلین پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ مرحوم و مغفور نیازی صاحب سے حقیقی عقیدت کا یہ تقاضا ہے کہ ان کی دیرینہ خواہش کے پیش نظر اتحاد بین المسلمین کے لئے کام کیا جائے۔ باہم الجھاؤ ٹکراؤ سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سالمیّت کو کمزور کرنے سے اجتناب کیا جائے۔ خدمت دین بے غرض، بے لوث کے جذبہ کو فروغ دیا جائے۔ درویشی میں بادشاہی کی صفات اور شعار اختیار کیا جائے۔ اگر کسی مقام پر جماعت کی آستینوں میں بت بھی ہوں پھر بھی حکم اذاں لا الٰہ الا اللہ سنا دیا جائے۔

(ماہنامہ ''ضیائے حرم'' لاہور بابت اکتوبر 2001ص 83 تا85)

Marfat.com

مجاہد ملّت کی پہلی برسی

تحریر: محمد صادق قصوری

ضیغم اسلام مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازیؒ گزشتہ برس ۲ مئی ۲۰۰۱ء کو داغِ مفارقت دے گئے تھے۔امسال اُن کی پہلی برسی ملک بھر میں بڑی عقیدت ومحبت سے منائی گئی اور اُن کی مذہبی، ملی، سیاسی، سماجی، علمی، اور ادبی خدمات کو بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ذیل میں برسی کی تقریبات کی رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔(قصوری)

۲۸/اپریل ۲۰۰۲ء بروز اتوار ''مجاہد ملّت فاؤنڈیشن'' بُرج کلاں ضلع قصور کے زیر اہتمام ''جامع مسجد امیر ملّتؒ'' میں پہلا سالانہ ''یوم مجاہد ملّت'' بڑی عقیدت و محبت سے منایا گیا۔نماز فجر کے بعد قرآن خوانی شروع ہوئی جو سات بجے تک جاری رہی۔سوا سات بجے میاں محمد صادق قصوری (خلیفۂ مجاز حضرت مجاہد ملّت قدس سرہ) بانی صدر ''مجاہد ملّت فاؤنڈیشن'' کی زیر صدارت باقاعدہ تقریب کا آغاز ہوا۔نقابت کے فرائض عامر رضوان نے ادا کیے۔مقامی خطیب مولانا خالد محمود شوق کے صاحبزادے حماد محمود نے تلاوتِ قرآن حکیم کا شرف حاصل کیا۔عبدالرشید نے عشق و محبت میں ڈوب ڈوب کر نعت شریف پڑھی جس سے سامعین وحاضرین جُھوم جُھوم اُٹھے۔مطلع ملاحظہ ہو

وہ دیکھو نُور برساتا عرب کا تاجدار آیا
ملی راحت غلاموں کو غریبوں کو قرار آیا

اس کے بعد صدر مجلس کے صاحبزادے اور حضرت مجاہد ملّت قدس سرہ کی زندہ کرامت محمد خالد فاروق قصوری مائیک پر آئے اور انتہائی عشق ومستی کے عالم میں یہ نعت پڑھ کر حاضرین پر وجد طاری کر دیا۔

Marfat.com

چلو دیارِ نبیؐ کی جانب درود لب پہ سجا سجا کر
بہار لُوٹیں گے ہم کرم کی ، دلوں کو دامن بنا بنا کر
نہ ان جیسا سخی ہے کوئی نہ اُن جیسا غنی ہے کوئی
وہ بے نواؤں کو نوازتے ہیں ہر جگہ سے بُلا بُلا کر

اب محمد گلزار بھٹی سٹیج پر آئے اور خالد محمود نقشبندی آف کراچی کی مشہور زمانہ نعت کچھ اس انداز سے پڑھی کہ ہر آنکھ اشکبار اور ہر دل فگار تھا۔ محفل پر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اسقدر غلبہ تھا کہ حاضرین نیم بسمل تھے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

بن مانگے دیا اور اتنا دیا دامن میں ہمارے سمایا نہیں
قربان میں اُن کی بخشش کے مقصد بھی زباں پر آیا نہیں
ایمان ملا اُن کے صدقے قرآن ملا ان کے صدقے!
رحمان ملا اُن کے صدقے وہ کیا ہے جو ہم نے پایا نہیں
اُس محسنِ اعظم کے یُوں تو خالد پہ ہزاروں احساں ہیں!
قُربان مگر اِس احساں کے احساں بھی کیا تو جتایا نہیں

سات بج کر ۳۵ منٹ پر مدثر نذیر ملک نے مائیک سنبھالا اور یوں عقیدت کے پھُول نچھاور کیے۔

آنے والو یہ تو بتاؤ شہر مدینہ کیسا ہے؟
سر اُن کے قدموں میں رکھ کے جینا کیسا ہے؟

اس کے بعد طالب علم رہنما عرفان نذیر نے اپنی مسجع ومقفیٰ اور فصاحت وبلاغت سے بھرپور تقریر میں حضرت مجاہد ملّت قدس سرہٗ کے حضور زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔ اور اپنی تقریر اس بات پر ختم کی کہ حضرت مجاہد ملّت نور اللہ مرقدہٗ، تمام عمر علامہ اقبالؒ کے اس شعر کی عملی تفسیر بنے رہے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اُجالا کر دے

Marfat.com

سات بج کر ترپن منٹ پر ''جامع مسجد امیر ملت'' کے خطیب مولانا خالد محمود شوق کو دعوتِ خطاب دی گئی تو اُنہوں نے اپنے مخصوص انداز میں حضرت مجاہد ملت'' کے حضور خراجِ تحسین پیش کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ ''مجاہد ملت'' نے پوری زندگی سیاست کو عبادت سمجھا۔ تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں مجاہدانہ، قائدانہ اور قلندرانہ کردار ادا کیا۔ ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کی خاطر پھانسی کے پھندے کو چوما۔ ایوان کے اندر اور باہر کلمہ حق بلند کیا۔ قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلی اور سینٹ کے رکن بھی رہے مگر درویشی سے رشتہ نہ ٹوٹ سکا، وزیر بنے تو بھی فقیرانہ زندگی بسر کی، قائداعظمؒ کے رفیق سفر رہے تو تحریک پاکستان میں جوانی لٹادی۔

محبت میں ہم نے جوانی لٹادی

جوانی تو کیا زندگانی لٹادی

تازیست اندرون ملک اور بیرون ملک عشقِ مصطفیٰ ﷺ کے چراغ روشن کیے۔ عشق حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ حال تھا کہ اِدھر کسی نے نام مصطفیٰ ﷺ لیا اُدھر اشکوں کا سیلِ رواں ہوگیا۔ یہی وہ عشقِ مصطفیٰ ﷺ تھا جو انہیں سوئے دار لے گیا اور دیوانہ وار پکار اُٹھے۔

شاد باد اے عشق خُوش سودائے ما

اے طبیب جملہ علت ہائے ما

مولانا شوق کے بعد شاعرِ قصور محمد شریف انجم نے حضرت مجاہد ملت'' کے حضور پنجابی نظم میں زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ جو اسی کتاب میں عالی'' گفتار نیازی'' کے نام سے درج کیا جارہا ہے۔ پڑھیے اور شاعر کو داد دیجیے۔

اس کے بعد دس قرآن پاک و دیگر عملیات کا ثواب حضرت مجاہد ملت قدس سرہ کی رُوح مبارک کو ایصال ثواب کیا گیا اور پھر آٹھ بج کر تیس منٹ پر صلوٰۃ وسلام اور پُر سوز و پراثر دُعا کے ساتھ یہ نُورانی ورُوحانی تقریب اختتام کو پہنچی اور حاضرین میں تبرک تقسیم کیا گیا۔

Marfat.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مورخہ ۲۹-اپریل ۲۰۰۲ء بروز پیر بوقت تین بجے سہ پہر ''ہمدرد ہال'' لٹن روڈ لاہور میں ''مجاہد ملت کانفرنس'' انعقاد پذیر ہوئی جس کا اہتمام جمعیت علمائے پاکستان (نیازی گروپ) نے کیا تھا۔ تقریب کی صدارت جمعیت کے سربراہ پیر سید انیس حیدر شاہ سجادہ نشین جلالپور شریف ضلع جہلم نے کی۔

تقریب سے مفتی غلام سرور قادری، میجر محمد یعقوب سیفی، نوابزدہ سید شمس حیدر، صاحبزادہ عبدالرؤف معصومی، مفتی محمد صفدر علی قادری، میاں غلام شبیر قادری، مولانا عبدالخالق صدیقی وغیرہ کے علاوہ صدر مجلس نے بھی خطاب کیا۔

ان سب مقررین نے اپنے اپنے رنگ میں بھرپور خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ مجاہد ملت درویش منش اور خوددار انسان تھے۔ وہ سچے عاشق رسول ﷺ تھے اور علماء میں اُن کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے قیام کے لئے وقف کی۔ وہ ایک ایسے بیباک لیڈر تھے جن میں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کا حوصلہ تھا۔ اُنہوں نے زندگی میں کبھی تہجد نہیں چھوڑی تھی حتیٰ کہ زندگی کے آخری روز بھی انہوں نے نماز تہجد اور نماز فجر ادا کی۔ اُن کی یاد میں اس تقریب میں حاضری بالکل ایسے ہی ہے جیسے کسی ولئی کامل کی بارگاہ میں حاضری دینا۔ انہیں جب موت کی سزا ہوئی تو موت کی کوٹھڑی میں اُن کا وزن کم ہونے کی بجائے بڑھ گیا۔ کسی نے جب اُن سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں اسقدر گم ہو گیا اور محبت رسول ﷺ اپنی ذات پر اس قدر طاری کر لی خون کم ہونے کی بجائے بڑھتا چلا گیا۔

تحریک پاکستان اور پاکستان کی ترقی وخوشحالی اور نفاذِ شریعت کے لیے مجاہد ملت کا کردار ہم سب کے لیے مشعل راہ ہے۔ انہوں نے پاکستان کے قیام کے کے لیے جس قدر قربانیاں دیں، بعد ازاں اس کے تحفظ کے لیے بھی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ وہ پاکستان کا دل تھے۔ اُنہوں نے پاکستان کی سیاست کے

Marfat.com

سارے رنگ ڈھنگ دیکھے مگر کبھی بھی اُصولوں پر سودے بازی نہیں کی۔ وہ ہمارے ان لیڈروں کی طرح نہیں تھے جو قدم قدم پر بکتے اور مصلحتوں کے آگے جھکتے ہیں۔ ''تحریک تحفظ ختم نبوت'' اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوانے کے لیے اُن کی جدوجہد آج بھی مُلکی تاریخ کا سنہری باب ہے جس پر ہم سب کو فخر ہے''۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور، راولپنڈی، اسلام آباد بابت ۳۰ اپریل ۲۰۰۲ء)

☆☆☆☆☆☆☆

۲- مئی ۲۰۰۲ء بروز جمعرات ''مجاہد ملت کمپلیکس روکھڑی روڈ میانوالی'' میں بھی پہلی برسی بڑے حسن انتظام کے ساتھ منائی گئی۔ یکم مئی کو بعد نماز عشاء ''جامع مسجد مجاہد ملت'' میں محفل شبینہ منعقد ہوئی جو نماز فجر تک جاری رہی۔ فجر کی نماز کے بعد دعائے خیر کرائی گئی اور حضرت مجاہد ملت قدس سرہ کے درجات کی بلندی کے لیے پرسوز دعائیں کی گئیں۔ اس کے بعد قرآن خوانی شروع کی گئی جس کے اختتام پر پھر دعا ہوئی۔

بعد ازاں جلسہ کا آغاز ہوا جس میں تلاوت قرآن اور نعت سرورِ کونین ﷺ کے بعد زعماء علاقہ کے خطابات ہوئے جن میں حضرت مجاہد ملت قدس سرہ، کے دیرینہ اور مخلص ساتھی حافظ احمد خان آف موسیٰ خیل، صاحبزادہ محمد عبدالمالک، انعام اللہ خان نیازی سابق ممبر قومی اسمبلی اور تحصیل ناظم عیسیٰ خیل سردار محمد الطاف خان وغیرہم شامل تھے۔ مشائخ عظام میں سے سید نصیر الدین شاہ خواجہ آباد شریف بھی تشریف فرما تھے۔

مقررین نے کہا کہ مولانا محترم کا قومی خلاء اپنی جگہ پر موجود ہے لیکن ہمیں ان کے اصول ہائے سیاست اپنا کر ضلعی خلا کا خاتمہ کرنا ہے۔ آپ نے ہمیشہ اپنے قول وفعل سے استحصالی قوتوں کا راستہ روکا اور عام فرد کی عزت وتکریم کو بحال کرنے اور رکھنے پر انہوں نے صلاحتیں صرف کیں۔

نماز ظہر تک جلسہ جاری رہا۔ بعد ازاں دعوتِ طعام ہوئی جس میں کارکنان

Marfat.com

''جمعیت علمائے پاکستان'' نے بھرپور نظم وضبط کا مظاہرہ کیا۔ برسی کے میزبان حاجی محمد اسلم روکھڑی خادمِ خاص حضرت مجاہد ملت قدس سرہ تھے۔

روزنامہ ''خبریں'' لاہور بابت ۳۔ مئی ۲۰۰۲ء)

☆☆☆☆☆☆☆

''ادارہ تعلیمات اسلامیہ راولپنڈی'' میں بھی ۲۔ مئی کو'' مجاہد ملت کانفرنس '' ہوئی جس سے خطاب کرتے ہوئے سیّد ریاض حسین شاہ مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان نے کہا کہ مولانا عبدالستار خان نیازیؒ عہد زوال میں ایک صاحبِ کردار شخصیّت تھے۔ وہ گفتار و کردار میں ہم آہنگ تھے۔ قائداعظمؒ اُن کے سیاسی محبوب تھے۔ قائداعظمؒ کی مسلم لیگ کوانہوں نے اپنا خون دیا تھا مگر جب مسلم لیگ پر'' کھوٹے سکوں کا تسلّط ہوگیا'' تو'' لاحول وقوۃ'' پڑھتے ہوئے باہر نکل آئے۔

مولانا نیازی ہمیشہ نواب آف کالاباغ ،ایوب خان ، ذوالفقار علی بھٹو اور جنرل ضیاءالحق کو آمریّت کے ہر موڑ پر للکارنے والوں میں سب سے آگے ہوا کرتے تھے۔ مادرِ ملت نے پکارا تو عصا اُٹھائے میدان عمل میں ڈٹ گئے اور ایوب خان کو ''عیوب خان'' کا نام دے دیا۔

سیّد حسین الدین شاہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ مولانا عبدالستار خان نیازی کا ناقابلِ تسخیر طرّہ کوئی حکمران نہ جھکا سکا۔ انہوں نے اپنی زندگی کی آخری سانس تک حق وصداقت کا پرچم بلند رکھا۔ کانفرنس سے مفتی محمد اقبال چشتی ، صاحبزادہ محمد عثمان نوری، محمد نواز کھرل ،امجد ارباب عباسی ، ، شمس الرحمٰن شمس اور عبدالمجید مغل نے بھی خطاب کیا۔

کانفرنس میں ایک قرارداد میں اسلام آباد کے'' کنونشن سنٹر'' کو مولانا نیازیؒ کے نام سے منسوب کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

(روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور بابت ۳۔ مئی 2002ء)

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

اسی تاریخ کو اسلام آباد میں ''میانوالی ویلفیئر سوسائٹی اسلام آباد'' کے زیر انتظام مقامی ہوٹل میں حضرت مجاہد ملّت قدس سرہ کی پہلی برسی کے سلسلہ میں ایک سیمنار کا اہتمام کیا گیا۔ جس کی صدارت سابق وفاقی وزیر خزانہ اور حضرت مجاہد ملّت کے شاگرد سرتاج عزیز نے کی۔ مقررین میں راجہ ظفر الحق سیکرٹری جنرل مئوتمر عالم اسلامی، ملک لعل خان سابق ایم این اے، میانوالی ویلفیئر سوسائٹی کے صدر جی ایم شاہ، اختر محمود سابق ایم پی اے، پیر عبدالقادر، قاری علی اکبر نعیمی، سردار محمد امین شاکر، ملک زین العابدین، ایاز ظہیر ہاشمی اور میزبان خان جاوید خان نیازی نے خطاب کیا جبکہ سیمنار میں سابق ایم این اے شیخ آفتاب احمد اور مُسلم کانفرنس کے سینئر رہنما سید محمد عنایت اللہ رعنا راجوروی نے خصوصی خطاب طور پر شرکت کی۔

راجہ ظفر الحق نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مجاہد ملّت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے قاتلانہ حملوں، مصائب و آلام اور آزمائشوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پُوری استقامت اور جرأت کے ساتھ اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیا اور قومی اور دینی حمیت سے کام لیتے ہوئے ہمیشہ کھرا اور سچا موقف اختیار کیا۔ ہمیں مولانا نیازی کے مشن پر کاربند ہونا چاہیے۔ اگر بے حمیتی اور مصلحت کوشی کی موجودہ صورتحال اور غلامانہ ذہنیت کو ختم نہ کیا گیا تو کل خدانخواستہ لوگ واجپائی کے لئے ''قدم بڑھاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں'' کی باتیں نہ کرنے لگیں گے۔ مولانا نیازی کی حق گوئی، بیباکی اور استقامت روشنی کا مینار ہے۔ تحریک ختم نبوت کے بعد رہائی پر اُن کا چہرہ دہکتے ہوئے انگارہ کی طرح تھا اور سزائے موت کے حکم کا اُن پر کوئی اثر نظر نہیں آتا تھا۔ ایوب خان کے دور میں مولانا نیازی نے گورنر کالا باغ سے ٹکر لی اور بہت تکالیف برداشت کیں۔

مولانا مرحوم نے قائداعظمؒ سے کسبِ فیض کیا اور قائداعظم نے اُن کی کئی تجاویز پر عمل کرنے کا حکم دیا تھا۔ وہ کمزوری اور مصلحت کے قائل نہ تھے۔ اُن کی جدوجہد ننگی تلوار کی طرح تھی۔ تمام مسلک کے لوگ اُن کا احترام کرتے تھے۔ وہ سچے

Marfat.com

عاشق رسول ﷺ اور عابد شب گزار تھے۔ اُن کی تقریروں اور تحریروں کو کتابی شکل میں یکجا کرنے کی ضرورت ہے۔

سرتاج عزیز نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا کہ اسلامیہ کالج میں ہم نے مولانا نیازی کی تقاریر سے متاثر ہو کر ایم ایس ایف میں شمولیت اختیار کی۔ اسلامیہ کالج کے طلباء کو مولانا نیازی نے تحریک پاکستان کے لئے تیار کیا۔ ان طلباء نے صوبائی انتخابات میں پنجاب کے قریہ قریہ جا کر قائداعظمؒ اور مسلم لیگ کا پیغام پہنچایا۔ مولانا نیازیؒ نے نوجوانوں کے ذریعے یہ پیغام عام کیا کہ مسلمانوں کو ہندو بنیا کے معاشی استحصال سے نجات دلانے کے لئے پاکستان کا قیام ضروری ہے۔

مولانا نیازی نے پاکستان میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ لئے بھرپور جدوجہد کی اور مخالفتوں اور مشکلات کی پروانہ کئے بغیر ساری زندگی اس مقصد کے لئے وقف کر دی۔ جب سہروردی نے ''عوامی مسلم لیگ'' کا نام ''عوامی لیگ'' رکھا تو مولانا نیازی اُن سے الگ ہو گئے۔ وہ خرابی صحت کے باوجود سینٹ میں بھرپور نمائندگی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۹۴ء میں شریعت بل کی منظوری اُن کی مساعی کا نتیجہ تھا۔ وہ پاکستان میں تحریکِ پاکستان کے مقاصد کی تکمیل چاہتے تھے۔

ملک لعل خان سابق ممبر قومی اسمبلی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا نیازی حق گوئی و بے باکی میں یکتا تھے۔ وہ حضور ﷺ کے عاشقِ صادق تھے۔ اختر محمود سابق ایم پی اے نے کہا کہ مولانا نیازی نے ''تحریک ختم نبوت'' میں قائدانہ کردار ادا کیا اور ۱۹۷۷ء میں انتخابی دھاندلی کے خلاف چلنے والی سیاسی تحریک کو ''تحریک نظامِ مصطفیٰ ﷺ'' کا رخ دیا۔

پیر عبدالقادر نے اپنے خطاب میں کہا کہ ''علماء و مشائخ اہلسنت'' نے قومی تحریکوں میں بھرپور کردار ادا کیا۔ مولانا نیازی کی قومی، مذہبی، ملی اور سیاسی خدمات تاریخ کا تابناک اور روشن باب ہیں۔

(روزنامہ ''نوائے وقت'' راولپنڈی/اسلام آباد بابت ۳- مئی ۲۰۰۲ء)

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

جامعہ قمر الاسلام چشمہ ضلع میانوالی میں حضرت مجاہد ملت قدس سرہٗ کی پہلی برسی کے سلسلہ میں ۲۔مئی کو اجتماع عام سے خطاب کرتے ہوئے صاحبزادہ محمد فضل الرحمٰن اوکاڑوی، پیر سید فرید الحسنین کاظمی و دیگر مقررین نے کہا کہ مولانا نیازی زندہ ہوتے تو کوئی عالم دین جنرل پرویز مشرف کے ریفرنڈم کی حمایت نہ کرتا۔ ہر جابر حکمران کے سامنے مولانا نیازی نے ہمیشہ کلمۂ حق بلند کیا۔ اُن کی زندگی علماء و مشائخ کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

(روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور بابت 3۔مئی 2002ء)

☆☆☆☆☆☆☆

۵۔مئی ۲۰۰۲ء بروز اتوار فاروق آباد ضلع شیخوپورہ میں حضرت مجاہد ملت قدس سرہ کی پہلی برسی کے موقع پر تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ''مجلس کارکنانِ تحریک پاکستان ضلع شیخوپورہ کے صدر مرزا محمد احسن مغل نے اُن کی مذہبی، ملی اور سیاسی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے زبردست خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ حضور سید عالم ﷺ اُن کے مذہبی اور قائداعظمؒ اُن کے سیاسی آئیڈیل تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی ''نظریۂ پاکستان'' کے نقیب کی حیثیت سے وقف کی ہوئی تھی۔ وہ بے باک، نڈر اور حق گو عالم دین تھے، تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا۔ تقریب سے دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔

(روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور بابت 6۔مئی 2002ء)

☆☆☆☆☆☆☆☆

۱۳۔مئی ۲۰۰۲ء کو مصطفائی تحریک ضلع راولپنڈی کے زیر اہتمام ''پریس کلب راولپنڈی'' میں میاں فاروق مصطفائی کی صدارت میں حضرت مجاہد ملت قدس سرہ کی یاد میں ایک سیمینار ہوا جس سے پاکستان مسلم لیگ کے چیئرمین راجہ ظفر الحق، جماعت اہل سنت پاکستان کے ناظم اعلیٰ سیّد ریاض حسین شاہ، حاجی محمد اسلم روکھڑی، حمزہ مصطفائی، گل محمد فیضی، امجد ارباب عباسی، حافظ محمد اقبال و دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

مقررین نے خطاب کرتے ہوئے حضرت مجاہد ملت نور اللہ مرقدہ کی مذہبی ملی

Marfat.com

اور قومی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ مولانا نیازی نے انگریز و ہندو کی مخالفت کی پرواہ کیے بغیر تحریک پاکستان کے لئے اپنی جد و جہد جاری رکھی۔ پھر پاکستان کی سالمیت کو اوّلین ترجیح دی۔ سنجیدگی، متانت، حسنِ اخلاق، تحمل، بردباری کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے بھرپور جد و جہد کی اور ہمیشہ ملکی سالمیت کو اہمیت دی۔

(روزنامہ ''نوائے وقت'' راولپنڈی، اسلام آباد ۱۴۔ مئی ۲۰۰۲ء)

Marfat.com

ماخذ ومنابع مجاہد ملتؒ

از: محمد صادق قصوری

ضیغمِ اسلام مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی چھیاسی سالہ حیاتِ مبارکہ میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اُن کا احاطہ کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ اُن کی ذات گرامی عالم اسلام کے لیے منارۂ نور تھی۔ وہ اپنے دور کے ولئ کامل، قطب اور مجدد تھے۔ اُن کی زیارت کرنے سے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ عشقِ رسول ﷺ میں عدیم النظیر تھے اور یہ عشق انہیں تختۂ دار تک لے گیا تھا۔ وطن عزیز پاکستان میں مقام مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ اور نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ اُن کا مشن اور مقصدِ حیات تھا وہ اسی لیے جیئے اور اسی کے لیے مرے۔ بلکہ جام شہادت نوش کر گئے کیونکہ وہ شہید عشق مصطفیٰ ﷺ تھے۔

اُن کی مذہبی، ملی، سیاسی، سماجی، علمی، ادبی، رفاہی اور رُوحانی خدمات کا احاطہ کرنے کے لیے کئی دفتر درکار ہیں۔ لیکن ہر ایک عقیدتمند نے اپنی اپنی بساط اور اپنے اپنے رنگ میں اُن کی خدماتِ جلیلہ کا بڑی محبت واحترام سے اعتراف کیا ہے۔ کتابوں، رسالوں، اور اخباروں میں جابجا خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے اور کیا جاتا رہے گا۔ اِنشاءَ اللہ تعالیٰ۔

ذیل میں ہم اُن کتابوں اور رسالوں کی فہرست دے رہے ہیں جن تک ہماری رسائی ہوسکی۔ اخبارات کی فہرست اتنی طویل ہے کہ نقل کرنا ہمارے بس کا روگ نہیں۔

ورق اُلٹیے

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / مؤلف	جائے طباعت	سن طباعت	صفحات جن پر تذکرہ ہے
1	اسلام کا تصور ملکیت	سید ارشاد احمد عارف	لاہور	۱۹۸۳ء	۶ تا ۶۲
2	اقبال کے دینی و سیاسی افکار	سید نور محمد قادری	گجرات	۱۹۸۲ء	۴۸ـ
3	انتظارِ سحر	ظہور الحسن بھوپالی	کراچی	۱۹۷۷ء	۴۶، ۱۱۷
4	آزادی کی ان کہی کہانی	گل محمد فیضی	سرگودھا	۱۹۷۴ء	۱۹۱، ۲۳۰
5	اکابر تحریک پاکستان جلد اول	محمد صادق قصوری	گجرات	۱۹۷۶ء	۱۲۲ تا ۱۴۰
6	ایمان پرور یادیں	مولوی اللہ وسایا	ملتان	۱۹۸۶ء	۴۹ تا ۵۰، ۵۴
7	اندھیرے سے اُجالے تک	عبدالحکیم شرف قادری	لاہور	۱۹۸۵ء	۲۷۷، ۲۷۸
8	اقبال ،قائد اعظم اور پاکستان	راجا رشید محمود	لاہور	۱۹۸۳ء	۹۶
9	انتخابات سے مارشل لاء تک	محمد صدیق ندیم	گوجرانوالہ	۱۹۷۹ء	۴۷، ۱۵۶ تا ۱۵۷
10	انوارِ لاثانی	پروفیسر محمد حسین آسی	علی پور سیداں	۱۹۸۵ء	۳۵۹
11	اکابرین تحریک پاکستان	محمد علی چراغ	لاہور	۱۹۹۰ء	۲۴۹ـ

p.t.o

Marfat.com

12	اشاریہ نوائے وقت	سرفراز حسین مرزا	لاہور	۱۹۸۷ء	متعدد صفحات
13	امیر ملت اور تحریک پاکستان	محمد صادق قصوری	لاہور	۱۹۹۴	متعدد صفحات
14	آزادی کے مجاہد	جنگ پبلشرز	لاہور	۱۹۸۹ء	۸۶۔
15	انجمن اسلامیہ امرتسر	پروفیسر احمد سعید	لاہور	۱۹۸۶ء	۱۵۱
16	انسائکلو پیڈیا پاکستانیکا	سید قاسم محمود	کراچی	۱۹۹۸ء	۶۵۴ تا ۶۵۵
17	بے تیغ سپاہی	نواب صدیق علی خان	کراچی	۱۹۷۱ء	۲۵۱،۲۰۵
18	نواب بہادر یار جنگ	پروفیسر محمد خلیل اللہ	کراچی	۱۹۸۳ء	۱۲۷
19	بازگشت	ڈاکٹر محمد اجمل نیازی	لاہور	۱۹۸۹ء	متعدد صفحات
20	برصغیر میں بیداری ملت کی تحریکیں	سید اسعد گیلانی	لاہور	۱۹۹۲ء	۴۲۹
21	پنجاب اسمبلی میں شعر و شاعری	محمد ارشد اویسی	لاہور	۱۹۹۹ء	متعدد صفحات
22	پاکستان ،انقلاب سے پہلے ،انقلاب کے بعد	اشرف عطا، قیوم نظامی	لاہور	۱۹۶۸ء	۱۳۹
23	تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء	چوہدری حبیب احمد	لاہور	۱۹۶۶ء	متعدد صفحات

P۰T۰۵

Marfat.com

24	تحریک پاکستان اور سرگودھا کی یادیں	ملک محمد اقبال ایڈووکیٹ	سرگودھا	۱۹۸۴ء	۸ ۶،۴۲،۲۶
25	تاریخ نظریہ پاکستان	پیام شاہجہانپوری	لاہور	۱۹۷۰ء	۴۰۱ تا ۴۰۵
26	تعارف علمائے اہل سنت	محمد صدیق ہزاروی	لاہور	۱۹۷۹ء	۱۵۰ تا ۱۷۸
27	تاریخ ہندو پاک	قاری احمد پیلی بھیتی	کراچی	۱۹۷۴ء	۱۹۲،۳۰۳
28	تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور	اقبال احمد فاروقی	لاہور	۱۹۷۵ء	۳۳۴، ۳۷۷
29	تاریخ رفتگاں جلد اول	صابر براری	کراچی	۱۹۸۶ء	۱۳۴
30	تحریک ختم نبوت	شورش کاشمیری	لاہور	۱۹۷۶ء	متعدد صفحات
31	تلخ و شیریں یادیں	شیخ ریاض پرویز	ملتان	۱۹۷۷ء	۳۴۴
32	تحریک پاکستان میں سیال کوٹ کا کردار	خواجہ محمد طفیل	سیالکوٹ	۱۹۸۷ء	متعدد صفحات
33	تاریخ صوبہ سرحد	پروفیسر محمد شفیع صابر	پشاور	۱۹۸۶ء	۱۱۱۵
34	تاریخ اسلام	صوفی وارثی میرٹھی	لاہور	۱۳۷۳ھ	۴۰۶
35	تحریک پاکستان میں صوبہ سرحد کا حصہ	پروفیسر محمد شفیع صابر	پشاور	۱۹۹۰ء	۳۴۴
36	تحفہ سعدیہ	مولانا محبوب الٰہی	لاہور	۱۹۷۹ء	۳۳۹

P.T.O.

Marfat.com

37	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت	مولانا اللہ وسایا	ملتان	۱۹۹۰ء	متعدد صفحات
38	تحریک پاکستان میں اسلامیہ کالج کا کر	محمد حنیف شاہد	ریاض (سعودی عرب)	۱۹۹۲ء	۲۹،۱۸۷
39	تخلیق پاکستان	فاروق ملک	لاہور	۱۹۹۳ء	۶۷۶
40	تاریخ و تحریک پاکستان	شیخ محمد رفیق وغیرہ	لاہور	۱۹۹۴ء	۵۰۶،۶۷۷
41	تحریک پاکستان میں خطہ پوٹھوہار کا کردار	صفدر شاہد	لاہور	۱۹۹۷ء	متعدد صفحات
42	تحریک پاکستان اور علماء کرام	محمد صادق قصوری	لاہور	۱۹۹۹ء	۴۵۷تا۴۹۲
43	تحریک پاکستان اور مشائخ عظام	محمد صادق قصوری	لاہور	۲۰۰۰ء	۷۸،۸۷،۹۵، ۲۸۳
44	تذکرہ اولیائے علی پور سیداں	محمد صادق قصوری	بُرج کلاں	۱۹۹۸ء	۵۷
45	پاکستان کے ادارے	زاہد حسین انجم	لاہور	سن ندارد	۳۷۷،۳۷۸
46	جہانِ امیرِ ملّت	محمد صادق قصوری	برج کلاں	۲۰۰۱ء	۱۵۳،۱۵۴
47	جامع اردو انسائکلو پیڈیا جلد دوم	شیخ غلام علی اینڈ سنز	لاہور	۱۹۸۸ء	۹۶۱
48	جدّ و جہد آزادی میں پنجاب کا کردار	ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	لاہور	۱۹۹۶ء	متعدد صفحات

Marfat.com

49	جنہیں میں نے دیکھا	کوثر نیازی	لاہور	١٩٧٩ء	١٠٥
50	جو میں نے دیکھا	راؤ عبدالرشید	لاہور	١٩٨٥ء	٢٢٣،٢١
51	جہاد زندگی	مرزا عبدالحمید داعی الحق	لاہور	١٩٤٩ء	١١٠
52	چہرے مہرے	رفیق ڈوگر	لاہور	١٩٩١ء	١٤٧تا١٥٠
53	چالیس چہرے	رفیق ڈوگر	لاہور	١٩٧٧ء	٥٦تا٥٨
54	حسن آفاقی (راجہ حسن اختر	سلطان ظہور اختر	راولپنڈی	١٩٨٥ء	٨٧
55	حیات فقیہ اعظم	شبیر احمد ہاشمی	بصیر پور	١٩٨٢ء	١٠٢،١٤٢
56	حیات امیر شریعت	جانباز مرزا	لاہور	١٩٧٦ء	٣٨٧
57	حکایت صادق	پروفیسر منظور الحق صدیقی	لاہور	١٩٩٠ء	متعدد صفحات
58	خطبات مجاہد ملت	محمد صادق قصوری	لاہور	١٩٩٥ء	١تا١٨٤
59	خم زندگی	مرزا عبدالحمید داعی الی الحق	لاہور	١٩٤٢ء	٨١،٩١
60	دو نامور مجاہد	محمد صدیق ہزاروی	لاہور	١٩٧٨ء	٣٧تا٨٠
61	دی پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن	سرفراز حسین مرزا	لاہور	١٩٧٨ء	متعدد صفحات
62	دامن اباسین	سکندر خان	ولیہ ضلع اٹک	١٩٩٣ء	٢١٦
63	داستان خانوادہ میاں محمود علی قصوری	عبداللہ ملک	لاہور	١٩٩٥ء	متعدد صفحات

P.T.O

Marfat.com

64	ذکرِ ذاکر	نصرت علی اثیر جُپہ	جھنگ	۱۹۹۷ء	۱۰۷،۱۵۶، ۲۷۵
65	زندگی	صاحبزادہ افتخار الحسن	لائلپور	۱۹۷۲ء	۱۴۶
66	رشک زمانہ لوگ	سید خورشید احمد گیلانی	لاہور	۲۰۰۲ء	۵۰تا۶۱
67	ڈاکٹر محمد الیاس مسعود	زاہدہ لطیف	لاہور	۲۰۰۰ء	متعدد صفحات
68	رَو میں ہے رخش عمر	ڈاکٹر عبدالسلام خورشید	لاہور	۱۹۸۶ء	متعدد صفحات
69	رمِ زندگی	مرزا عبدالحمید داعی الی الحق	لاہور	۱۹۴۷ء	۵
70	سیاست نامہ	آثر چوہان	لاہور	۱۹۹۶ء	۴۰،۸۲، ۱۵۱
71	سیاست کے فرعون	وکیل انجم	کراچی	۱۹۹۳ء	متعدد صفحات
72	سیاست کے فرعون	وکیل انجم	لاہور	۱۹۹۲ء	متعدد صفحات
73	سمِ زندگی	مرزا عبدالحمید داعی الی الحق	لاہور	۱۹۴۹ء	۳۴
74	سیّدی وابی	سید ابوبکر غزنوی	لاہور	۱۹۷۴ء	۸۱
75	سیرت امیر ملّت	سید اختر حسین علی پوری	علی پور سیداں	۱۹۷۵ء	۵۸۱
76	شاہراہ پاکستان	چوہدری خلیق الزمان	کراچی	۱۹۶۷ء	۸۹۷

p · T: ۵۰.

Marfat.com

77	شخصیات کا انسائیکلوپیڈیا	مقصود ایاز، محمد ناصر	لاہور	۱۹۸۷ء	۴۵۲
78	سید عطاء اللہ شاہ بخاری	شورش کاشمیری	لاہور	۱۹۸۷ء	۲۴۶
79	رپورٹ تحقیقاتی عدالت ۱۹۵۳ء	جسٹس محمد منیر وغیرہ	لاہور	۱۹۵۴ء	متعدد صفحات
80	علامہ اقبال، قائد اعظم، پرویز، مودودی اور تحریک پاکستان	چوہدری حبیب احمد	فیصل آباد	۱۹۸۲ء	متعدد صفحات
81	عظیم قائد، عظیم تحریک دو جلد	ولی مظہر ایڈووکیٹ	ملتان	۱۹۸۳ء	متعدد صفحات
82	عظیم قائد	نوابزادہ محمود علی خان	لاہور	۱۹۸۲ء	۹۱
83	فاضل بریلوی اور ترک موالات	پروفیسر محمد مسعود احمد	لاہور	۱۹۷۲ء	۸۰
84	فیضان امیر ملت	مرزا ذوالفقار علی بیگ	حیدر آباد (دکن)	۱۹۵۹ء	۸۵
85	فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں	پروفیسر محمد مسعود احمد	لاہور	۱۹۷۲ء	۲۵۹ تا ۲۶۰
86	کاروانِ شوق	حکیم آفتاب احمد قرشی	لاہور	۱۹۸۴ء	متعدد صفحات
87	کل پاکستان مؤتمر تعلیمات اسلامیہ عربیہ	مرزا عبد الحمید داعی الی الحق	لاہور	۱۹۵۲ء	۲

P.T.O.

Marfat.com

88	کل پاکستان سنی کانفرنس	سید عالم	کراچی	۱۹۷۹ء	متعدد صفحات
89	قائد کشمیر	بشیر احمد قریشی	راولاکوٹ (آزاد کشمیر)	۱۹۹۴ء	۱۹۳،۲۲۴
90	قاسم ولایت	سید محمد زین العابدین راشدی	لاڑکانہ	۲۰۰۰ء	۱۳۰
91	عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت	صادق علی زاہد	ملتان	۱۹۹۶ء	۹۴،۹۸
92	گل دستہ	ڈاکٹر محمد یونس بٹ	لاہور	۱۹۹۳ء	۲۷تا۳۴
93	لاہور کے چشتی خاندان کی اردو خدمات	ڈاکٹر گوہر نوشاہی	لاہور	۱۹۹۳ء	۲۰۹
94	مکاتیب مجاہد ملت	محمد صادق قصوری	لاہور	۱۹۹۵ء	۱تا۱۲۸
95	ماثر الاجداد	پروفیسر منظور الحق صدیقی	لاہور	۱۹۶۴ء	متعدد صفحات
96	مجاہد ملت اور قائد اعظم	محمد صادق قصوری	برج کلاں	۱۹۹۴ء	۱تا۵۶
97	مسلم انڈیا (1857ءتا1947ء)	پروفیسر احمد سعید	لاہور	۱۹۹۶ء	۴۶
98	مجاہد ملت (جلد اول)	محمد صادق قصوری	لاہور	۱۹۹۶ء	۱تا۳۵۲
99	مجاہد ملت جلد دوم	محمد صادق قصوری	لاہور	۱۹۹۷ء	۱تا۳۶۴

P.T.O.

Marfat.com

100	مجاہد ملت حیات ،خدمات،تعلیمات	محمد صادق قصوری	لاہور	۲۰۰۲ء	۱ تا ۸۲۴
101	مشاہیر پنجاب کا انسائکلو پیڈیا	عزیز علی شیخ	لاہور	۲۰۰۰ء	۱۸۹
102	مشاہدات	میاں طفیل محمد	لاہور	۲۰۰۰ء	متعدد صفحات
103	مرتضی احمد خاں میکش کی ادبی خدمات	ڈاکٹر محمد صالح طاہر	لاہور	۲۰۰۱ء	۱۳۲،۳۱۴ ۳۴۴
104	فیروزسنز انسائکلو پیڈیا	فیروز سنز	لاہور	۱۹۸۷ء	۶۷۹
105	مشکلات کالاالہ	شیخ محمد سعید ایڈووکیٹ	جھنگ	۱۹۸۱ء	۷۳
106	من اے میرامم داد از تو خواہم	ڈاکٹر غلام علی چوہدری	لاہور	۱۹۸۹ء	۲۷
107	قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت	مولانا اللہ وسایا	ملتان	۱۹۹۰ء	متعدد صفحات
108	قائداعظم اور راولپنڈی	پروفیسر منظور الحق	اسلام آباد	۱۹۸۳ء	۷۵
109	مطالعہ پاکستان برائے ڈگری کلاسز	علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی	اسلام آباد	۱۹۸۴ء	۱۲۶
110	قائداعظم اور لائل پور	ڈاکٹر سید معین الرحمن	لاہور	۱۹۷۷ء	متعدد صفحات
111	قائد اعظم خطوط کے آئینے میں	خواجہ رضی حیدر	کراچی	۱۹۸۶ء	۳۲۴ تا ۳۴۵

P.T.O.

Marfat.com

112	قائد اعظم محمد علی جناح ، انگلستان سے پاکستان تک	چوہدری رحمت علی	لائل پور	۱۹۷۶ء	۱۵۱
113	منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے۔جلد اول	حکیم محمد حسین بدر	بہاولپور	۱۹۸۶ء	۲۵
114	مکاتیب بہادر یار جنگ (جلد اول)	مولانا غلام محمد	کراچی	۱۹۶۷ء	۳۰۹
115	مجاہد ملت کا تاریخی انٹر ویو	محمد حنیف حاجی طیب	کراچی	۱۹۷۸ء	۱ تا ۲۹
116	قائد اعظم محمد علی جناح اور پاکستان (انگریزی)	شریف الدین پیرزادہ	اسلام آباد	۱۹۸۹ء	۴۵
117	قائد اعظم اور ان کے سیاسی رفقاء (جلد اول)	اقبال احمد صدیقی	کراچی	۱۹۹۰ء	۱۲۸
118	نظریۂ پاکستان	چوہدری حبیب احمد	لائل پور	۱۹۶۹ء	۸
119	نقش حیات	پروفیسر وقار حسین طاہر	گجرات	۱۹۷۸ء	۴۸
120	نوائے وقت، قائد اعظم سے مادر ملت تک	خالد کاشمیری	لاہور	۱۹۹۹ء	۱۷۰،۱۰۷
121	نیازی قبیلے کی داستان	غلام اکبر ملک نور محمد خان رازی	لاہور	۱۹۸۸ء	۱۱۲
122	دے صورتیں الٰہی	ڈاکٹر عبد السلام خورشید	لاہور	۱۹۷۶ء	۱۴۱،۲۱،۱۹
123	یاد ایام	میاں امیر الدین	لاہور	۱۹۸۳ء	۶

P.T.O.

Marfat.com

124	یاران مکتب (جلد اول)	بیدار ملک	لاہور	۱۹۸۶ء	۲۶۱ تا ۲۸۹ و متعدد صفحات
125	ہماری قومی جدو جہد (جلد سوم)	ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی	لاہور	۱۹۷۵ء	۸۴ تا ۸۷
126	وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نامزدگی سے برطرفی تک	پروفیسر غفور احمد	لاہور	۱۹۹۵ء	۴۷۱ تا ۴۷۵ و متعدد صفحات
127	یادوں کے چراغ	عبدالقدیر رشک	لاہور	۱۹۹۹ء	۳۳۰
128	یاد ایام	محمد شفیع ملک	لاہور	۱۹۹۸ء	۸۵
129	یاد ایام	محمد شفیع ملک	لاہور	۲۰۰۰ء	۸۵
130	نگارشات مجاہد ملت	محمد صادق قصوری	لاہور	۱۹۹۷ء	۱ تا ۱۷۴
131	ماہنامہ "جہانِ رضا" لاہور	حکیم محمد موسیٰ امرتسری نمبر	لاہور	اکتوبر ،نومبر ۲۰۰۰ء	متعدد صفحات
132	ہفت روزہ "لولاک" فیصل آباد	صاحبزادہ طارق محمود	فیصل آباد	۸۔مئی ۱۹۸۷ء	۳۰،۹۰
133	سہ ماہی "پنجابی ادب" لاہور	میانوالی نمبر	لاہور	اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۸ء	۳۵
134	شمشاہی مجلہ "تاریخ و ثقافت پاکستان"	آغا حسین ہمدانی	اسلام آباد	اکتوبر ۹۳ تا اپریل ۹۴ء	۱۳۳، ۱۳۴، ۲۰۹

Marfat.com

135	مجلہ ''لبِ جو'' پاکستان گولڈن جوبلی نمبر 1997ء	پروفیسر سید خورشید حسین بخاری	ڈگری کالج سانگلہ ہل	۱۹۹۷ء	متعدد صفحات
136	مجلہ ''نورنگ'' تحریک پاکستان نمبر	گورنمنٹ کالج نارنگ منڈی ضلع شیخوپورہ	شیخوپورہ	۱۹۹۳ء	۱۲۲،۳۲
137	مجلہ ''سروش'' گولڈن جوبلی نمبر حصہ دوم	پروفیسر محمد سعید ظفر	ڈگری کالج میرپور آزاد کشمیر	۱۹۹۶	۳۶
138	مجلہ ''انوارِ رضا'' مولانا نیازی نمبر	ملک محبوب الرسول قادری	جوہر آباد	۲۰۰۱ء	۱تا۳۰۴
139	مجلہ ''انوارِ رضا'' مجاہدِ ملت نمبر	ملک محبوب الرسول قادری	جوہر آباد	۲۰۰۲ء	۱تا۲۸۸
140	مجلہ ''جادہ پیما'' قائد صدی نمبر	انبالہ مسلم کالج سرگودھا	سرگودھا	۱۹۷۶ء	۴۴
141	مجلہ ''راوی'' قائداعظم نمبر	گورنمنٹ کالج لاہور	لاہور	۱۹۷۶ء	۱۵۰
142	مجلہ ''کریسنٹ'' قائداعظم نمبر	اسلامیہ کالج لاہور	لاہور	۱۹۷۲ء	۵۲،۳۷
143	مجلہ ''برگِ گل'' قائداعظم نمبر	اُردو کالج کراچی	کراچی	۱۹۷۶ء	۳۵۲،۳۵۰
144	مجلہ ''محور'' صد سالہ نمبر (۱۸۸۲ء۔۱۹۸۲ء)	پنجاب یونیورسٹی لاہور	لاہور	۱۹۸۲ء	۳۵۷، ۵۴۰

Marfat.com

145	ماہنامہ ''ترجمانِ اہلسنت'' نظام مصطفیٰ'' نمبر''	جماعت اہل سنت کراچی	کراچی	اپریل مئی ۱۹۷۶ء	متعدد صفحات
146	ماہنامہ ''ضیائے حرم'' ''ختم نبوت نمبر''	پیر محمد کرم شاہ الازہری	لاہور	دسمبر ۱۹۷۴ء	متعدد صفحات
147	ماہنامہ ''ترجمانِ اہل سنت'' ختم نبوت نمبر	جماعت اہل سنت کراچی	کراچی	اگست ستمبر ۱۹۷۴ء	متعدد صفحات
148	ہفت روزہ ''الہام'' بہاولپور ختم نبوت نمبر	شہاب دہلوی	بہاولپور	۱۹۷۴ء	متعدد صفحات
149	ماہنامہ ''کنز الایمان'' ختم نبوت نمبر	محمد نعیم طاہر رضوی	لاہور	ستمبر ۱۹۹۷ء	۱۰، ۲۰، ۴۵
150	ہفت روزہ ''الہام بہاولپور'' مجاہد ملت ایڈیشن	شہاب دہلوی	بہاولپور	۲۸ مئی ۱۹۸۷ء	۱ تا ۱۵۸
151	ماہنامہ ''ضیائے حرم'' ''مجاہد ملت نمبر''	صاحبزادہ امین الحسنات	بھیرہ شریف	جولائی ۲۰۰۱ء	۱ تا ۹۲
152	مضامینِ طاہر	ڈاکٹر محمد صالح طاہر	لاہور	۲۰۰۱ء	۱۰۱، ۱۱۲

Marfat.com

تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لیے کتاب کی دو جلدیں ارسال کرنا ضروری ہے۔(ادارہ)

☆☆☆☆☆☆☆☆

نام : ''مجاہد ملت مشاہیر کی نظر میں''

مرتب : محمد صادق قصوری

صفحات : ۶۴

ہدیہ : دس روپیہ کے ڈاک ٹکٹ

ناشر : مجاہد ملت فاؤنڈیشن، بُرج کلاں قصور۔۵۵۰۵۱

تعارف : طاہر مسعود قاضی ایڈووکیٹ

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں۔محراب ومنبر سے لے کر حکومت کے ایوانوں تک آذانِ حق بلند کرنا ان کا شیوہ رہا ہے۔ان کے تہہ مزار ہو جانے کے باوجود ان کے پروقار لہجے کی گھن گھرج ابھی تک کانوں کو سنائی دے رہی ہے۔وہ فلسفہ اقبالؒ کے مردِ مومن کا زندہ جاوید کردار تھے۔علامہ اقبالؒ نے اُن کی ولولہ انگیزیوں کا ادراک کرتے ہوئے بجاطور پر کہا تھا کہ

''نیازی کے دینی جذبہ اور تحریک کو صرف قبر ہی دبا سکتی ہے''

(بحوالہ:''مجاہد ملت کی مشاہیر کی نظر میں'')

مولانا محمد عبدالستار نیازی نے پہلی آنکھ کھولنے سے لے کر ابدی نیند سونے تک کارزارِ حیات میں رزم حق وباطل کے ہر معرکہ میں پوری استقامت وپامردی کے

Marfat.com

ساتھ باقاعدہ کردار ادا کیا اور یہی ان کا طرۂ امتیاز ہے کہ جب بھی حق اور باطل کے درمیان صف آرائی ہوئی تو مجاہد ملت نے احقاق حق کے لیے باطل کے مقابلہ میں اپنا آہنی کردار ادا کیا۔ چاہے اس کے لیئے اپنے کسی دوست کی ہی قربانی کیوں نہ دینا پڑی ۔کیونکہ احقاق حق اور ابطال باطل ہی ان کا مطمع نظر ہوتا تھا، ہاں جب حلقہ یاراں میں ہوتے تو مولانا نیازی بریشم کی طرح نرم روی اختیار کرتے ۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

اپنے سے چھوٹوں کے لیے تو بہت ہی شفیق تھے۔ مجھے ذاتی طور پر یاد ہے کہ ایک دفعہ جب مولانا نیازی منسٹر تھے تو مجھے اور ممتاز سدیدی صاحب کو اپنے ہاتھ مبارک سے کاٹ کاٹ کر آم کھلاتے رہے اور بار بار تقاضا بھی فرماتے کہ اور کھائیں ۔ مولانا نیازی مرحوم کی شخصیت میں تواضع وانکساری بھی ملتی ہے اور مرد مومن کا وقار بھی ۔ وہ تقویٰ و طہارت اور فکر و عمل کی چلتی پھرتی تصویر تھے ۔وہ میدان سیاست کے ہی شہسوار نہ تھے بلکہ فاتح تختہ دار بھی تھے ۔ان کی ان تمام خوبیوں کا ایک زمانہ معترف ہے ۔اپنے بیگانے سب یہ شہادت دیتے ہیں کہ وہ واقعی مرد مومن، مرد غازی تھے ۔ مخلوق خدا نے ہمیشہ ہی اس مرد خدا سے محبت کی اور مولانا نیازی کی زندگی میں بھی انہیں خراج تحسین پیش کیا اور بہت سوں کے حصے میں مجاہد ملت کی وفات حسرت آیات پر عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کی سعادت آئی ....عقیدت و محبت اور خراج کا ان ہی پھولوں سے ایک گلدستہ سجا کر جناب محمد صادق قصوری نے کتابی صورت میں ''مجاہد ملت مشاہیر کی نظر میں'' پیش کیا ہے ۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے ۔حصہ اول تو وہ خراج عقیدت ہے جو مولانا کی زندگی میں ترتیب دیا گیا اور حصہ دوم مجاہد ملت کی رحلت کے بعد ترتیب پایا ہے ۔ فاضل مرتب محمد صادق قصوری کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے مولانا نیازی کی زندگی کو بہت قریب سے دیکھا اور مجاہد ملت کی زندگی کی کھلی کتاب کو افادۂ عام کے لیے تحریراً شائع کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں۔

Marfat.com

زیرِ نظر کتاب ''مجاہد ملت مشاہیر کی نظر میں'' اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ ۶۴ صفحات پر پھیلی ہوئی یہ کتاب اپنے مواد کے اعتبار سے واقعی موضوع کا احاطہ کر رہی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے یہ معلومات بہم پہنچتی ہیں کہ مولانا کو قائداعظم اور علامہ اقبالؒ سے لے کر پاکستانی سیاست کی قد آور شخصیات، عالم اسلام کی مقتدر ہستیاں، جید علماء کرام، صاحبان علم، پروفیسرز، صحافیوں نے اپنے اپنے زاویۂ نظر سے خراج تحسین پیش کیا ہے۔ پاکستان کی تاریخ اور سیاست سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے یہ کتاب انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ زیر نظر کتاب کے ترتیب نگار جناب محمد صادق قصوری ہماری مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بے لوث ہو کر مولانا نیازی مرحوم جیسے مرد درویش کی سیرت و کردار کو لوگوں تک پہنچانے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے اور بُرج کلاں، قصور میں مولانا نیازی سے منسوب ''مجاہد ملت فاؤنڈیشن پاکستان'' جیسا اشاعتی ادارہ بھی قائم کر رکھا ہے۔ زیر نظر کتاب بھی اسی ادارہ کی شائع کردہ ہے۔ اللہ کرے کہ صادق قصوری صاحب کی زیر ادارت یہ ادارہ اپنے مقاصد جلیلہ میں مزید کامیابیاں حاصل کرے۔

اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

(ماہنامہ ''ریاض العلم'' اٹک، بابت مئی ۲۰۰۲ء، ص ۲۹ تا ۳۱)

☆☆☆☆☆(2)☆☆☆☆☆

کتاب ''مجاہد ملت مشاہیر کی نظر میں''

مرتب: مؤرخ اہلسنت جناب محمد صادق قصوری

صفحات: ۶۴

ہدیہ: دعائے خیر

ملنے کا پتا: مجاہد ملت فاؤنڈیشن بُرج کلاں ضلع قصور۔ ۵۵۰۵۱

مجاہد ملت، مولانا عبدالستار خان نیازیؒ ہماری ملی، مذہبی تاریخ کا تابندہ و

Marfat.com

درخشندہ باب ہیں۔ وہ جامع جہات اور جامع حیثیات شخصیت تھے، تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک نظامِ مصطفیٰ ﷺ اور تحریک بحالئ جمہوریت میں ان کا قائدانہ اور مجاہدانہ کردار ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ انہوں نے ہر دور میں اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کیا اور ہر آمر و مستبد کو سرِ عام للکارا۔ بلاشبہ وہ تختۂ دار کے غازی اور بطلِ حریت تھے۔ مولانا نیازیؒ ایسی شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ وہ اس شعر کی عملی تصویر تھے۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

مجاہد ملت کی بے داغ زندگی میں وہ وقت بھی آیا جب بعض تھڑ دلے لوگوں نے ان کے خلاف وہ یدھ رچایا اور وہ دریدہ دہنی کی کہ شرافت سر پیٹ کر رہ گئی۔ اس ناپاک سازش کا تانا بانا تیار کرنے والے پیشہ ور عناصر کو اس وقت لگام دی جاتی اور ان کا خانہ خراب کر دیا جاتا تو آج ہماری ملی وحدت و جمعیت یوں پارہ پارہ نہ ہوتی۔
بہر طور اپنی قیادت کا علم بلند رکھنے کے خواستگاروں نے مولانا نیازی کی عظیم و جلیل اور بلند و بالا شخصیت کے سامنے خود کو لاشے پا کر ان سے جان چھڑانے میں اپنی عافیت سمجھی اور حسب عادت انا و لا غیری کا راگ الاپتے رہے۔ کس قدر ستم ظریفی ہے کہ وہی عناصر آج مجاہد ملت کی تولیت کے حصول کے لئے نہایت بھونڈے طریقے سے سرگرم ہیں اور حضرت کے کارناموں کو اپنی کلاہِ مذلت میں ٹانکنا چاہتے ہیں۔

وہ تھے کس منزل میں اور تو کونسی منزل میں ہے
شرم سے گڑ جا اگر احساس تیرے دل میں ہے

مؤرخ اہلسنت محترم جناب محمد صادق قصوری، مجاہد ملت سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ قصوری صاحب ہمارے اہلِ قلم میں ممتاز و منفرد ہیں۔ تحریک پاکستان اور مشائخ و علمائے اہلِ سنت ان کا پسندیدہ موضوع ہے۔ ان کی بیسوں کتابیں چھپ کر اہل علم و ارباب ذوق سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

Marfat.com

مولانا عبدالستار خان نیازیؒ کی یاد میں قائم ''مجاہد ملت فاؤنڈیشن'' کی طرف سے زیرِ تبصرہ کتاب صوری و معنوی خوبیوں کا مرقع ہے۔اس میں وطنِ عزیز کی اہم شخصیات کا مجاہد ملت کو ہدیہ عقیدت ملاحظہ فرمایئے۔

وہ لوگ ہم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیئے

ڈھونڈا تھا آسماں نے جنہیں خاک چھان کر

''مجاہد ملت مشاہیر کی نظر میں'' بلا قیمت تقسیم کی جارہی ہے۔ بیرونی حضرات دس روپیہ کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے منگوا سکتے ہیں۔

(تبصرہ نگار: حافظ محمد فاروق خاں سعیدی)

(ماہنامہ ''السعید'' ملتان، بابتِ اپریل ۲۰۰۲ صفحہ ۵۶)

☆☆☆☆☆(3)☆☆☆☆☆

نام کتاب: ''مجاہد ملت مشاہیر کی نظر میں''

مصنف: محمد صادق قصوری

ہدیہ: دس روپیہ کے ڈاک ٹکٹ

تبصرہ نگار: حسنات احمد مرتضٰی

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی عظیم قائد، نیک عالمِ دین، باعمل صوفی، مذہبی سکالر اور ممتاز سیاسی رہنما تھے۔زمانہ طالب علمی سے وصال تک ملک وملت کی خدمت میں برسرِ پیکار رہے۔اُن کی عظمت و مرتبہ، رفعت وشان پر محترم محمد صادق قصوری صاحب نے ''مجاہد ملت مشاہیر کی نظر میں'' کتاب تالیف فرمائی ہے۔مجاہد ملت فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام چھپنے والی اس مختصر سی کتاب میں قائداعظمؒ سے لے کر مختلف سربراہانِ مملکت، ممتاز سیاسی رہنماؤں، مذہبی لیڈروں، معروف ادیبوں، سماجی رہنماؤں، ماہرین تعلیم، مشہور صحافیوں، جیّد کالم نویسوں اور مختلف مکاتیب فکر سے تعلق رکھنے والے حضرات کے مجاہد ملت مولانا نیازیؒ کے بارے میں تاثرات ہیں۔

Marfat.com

مشاہیر ملت" نے مجاہد ملت نیازی" کی دینی، ملی، سیاسی کاوشوں کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔اہل ذوق "مجاہد ملت فاؤنڈیشن" بُرج کلاں قصور پوسٹ کوڈ 55051 کو دس روپیہ کے ڈاک ٹکٹ روانہ کر کے یہ کتاب مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

(ماہنامہ "اخبارِ جماعت اہل سنت" لاہور بابت ماہ جولائی 2002ء ص 58)

☆☆☆☆☆(4)☆☆☆☆☆

"مجاہد ملت مشاہیر کی نظر میں" از محمد صادق قصوری

"مجاہد ملت فاؤنڈیشن پاکستان" کے بانی صدر محترم محمد صادق قصوری، حضرت مجاہد ملت کے وفادار سپاہی اور دیرینہ شیدائی ہیں بلکہ مولانا کے اکلوتے خلیفہ مجاز بھی ہیں۔

قبل ازیں انہوں نے "قائد اعظم اور مجاہد ملت"، "مکاتیب مجاہد ملت"، "مجاہد ملت" (سوانح عمری) دو جلد، "نگارشاتِ مجاہد ملت" اور "خطبات مجاہد ملت" جیسی وقیع اور جامع کتب شائع کر کے دنیا بھر میں حضرت مجاہد ملت کے پھیلے ہوئے ارادتمندوں کے لیئے راحت کا اہتمام کیا ہے۔ زیر نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کے مطالعہ سے ایک طرف مجاہد ملت کے ساتھ محترم قصوری صاحب کے قلبی رشتے کا احساس ہوتا ہے دوسرے موصوف کی محنت شاقہ کا اعتراف کرنا پڑتا ہے اور تیسرے قصوری صاحب کی لیاقت و قابلیت کا ادراک ہوتا ہے۔ کتاب کے حصول کے لئے فاؤنڈیشن کے ایڈریس بُرج کلاں ضلع قصور پوسٹ کوڈ ۵۵۰۵۱ کے پتہ پر دس روپیہ کے ڈاک ٹکٹ ارسال کیئے جائیں"

(ماہنامہ "سوئے حجاز" لاہور بابتِ مئی، جون ۲۰۰۲ء ص ۸۰)

Marfat.com

اظہار تشکر

مندرجہ ذیل حضراتِ گرامی نے اس کتاب کی اشاعت وطباعت کے لئے مالی تعاون فرمایا۔ اللہ کریم اِن سب کو جزائے خیر سے نوازے، دین ودنیا میں خوش و خرم رکھے، حضرت مجاہد ملت قدس سرہ کی محبت سے سرشار فرمائے اور اُن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ (قصوری)

☆ جناب نوابزادہ محمد علی خان ہوتی، مردان

☆ جناب حق نواز خان، پیرزئی، اٹک

☆ جناب ڈاکٹر خالد سعید شیخ، سیالکوٹ

☆ جناب رانا محمد صادق ادیب، اٹک

☆ جناب صاحبزادہ محمد ابراہیم میبل شریف، بھکر

☆ جناب امانت علی ٹیلر ماسٹر، بُرج کلاں

☆ جناب صاحبزادہ محمد اختر علی قادری قصوری برمنگھم (برطانیہ)

☆ جناب سردار سلطان سکندر جھنگ، اٹک

☆ جناب حاجی محمد اسلم روکھڑی، میانوالی

☆ جناب میاں محمد مختار، اسلام آباد

☆ الحاج امجد علی چشتی کاموئکے، گوجرانوالہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

اختتامیہ

''ارمغانِ مجاہد ملت'' آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اب یہ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے کہ میں اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب و کامران ہوا ہوں۔ اس کتاب کی تیاری، کمپوزنگ اور طباعت کے سلسلہ میں مجھے جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہ ناگفتہ بہ داستان ہے۔ جو حضرات اس دشت کے سیاح ہیں اُن سے کوئی بات بھی مخفی نہیں ہے۔ پھر میں شہر سے کوسوں دور ایک گاؤں کا باسی ہوں جہاں دُور دُور تک علم و ادب کی بُو نہیں پائی جاتی۔ کوئی رہنمائی، حوصلہ افزائی اور پشت پناہی کرنے والا نہیں ہے البتہ نکتہ چینی، حوصلہ شکنی اور الزام تراشی کرنے والے ضرور ہیں۔

مجھے ہرگز ہرگز یہ دعویٰ نہیں ہے کہ یہ کتاب حضرت مجاہد ملت قدس سرہ کے شایانِ شان ہے، تاہم میں پتی پتی اکٹھی کر کے گلدستہ سجانے کی سعی ضرور کی ہے۔ اگر میری یہ کوششِ ناتمام آپ کے نزدیک مستحسن ٹھہرے تو پھر دُعاؤں سے نوازیئے اور اگر بالفرض آپ کی امیدوں اور توقعات پر پوری نہ اُتر سکے تو پھر خدارا مجھے معاف فرما دیجئے اور رہنمائی فرمایئے

میری اُمید پہ نازاں میرا ارماں ہوگا
آپ کرم فرمائیں گے تو احسان ہوگا

حضرت مجاہد ملت قدس سرہ کی شخصیت اتنی بلند و بالا ہے کہ اُن پر تحقیقی کام کرنا مجھ جیسے ایسے بے علم، بے وسائل اور کج فہم کے بس کا روگ نہیں ہے۔ تاہم جو کچھ ہو سکتا ہے کر رہا ہوں۔ گزشتہ سال ایک کتاب بعنوان ''مولانا عبدالستار خان نیازی، حیات، خدمات اور تعلیمات''، مشتمل بر ۸۲۴ صفحات پیش کر چکا ہوں جو پاکستان کے عظیم اشاعتی ادارے ''ضیاء القرآن پبلی کیشنز'' داتا گنج بخشؒ روڈ لاہور نے شائع کی ہے۔ اس کے بعد ''مکاتیب مجاہد ملت''، ''خطباتِ مجاہد ملت''، ''مقالاتِ مجاہد ملت'' و دیگر کتابیں بالکل تیار ہیں اور حضرت مجاہد ملت قدس سرہ، کے صاحبِ ثروت عزیزوں، دوستوں اور عقیدتمندوں کے

Marfat.com

مالی تعاون کی شدت سے منتظر ہیں۔اب دیکھنا یہ ہے کہ اُن کی حیاتِ مبارکہ میں دست بوسی کرنے والے، گھٹنے چھونے والے، عقیدت کا دم بھرنے والے اور بے پناہ فوائد حاصل کرنے والے اُن کے مشن اور پیغام کو عام کرنے میں کس قدر دستِ تعاون بڑھاتے ہیں؟

حضرت مجاہد ملت قدس سرہ، ایک ممتاز عالم دین، ایک باعمل سیاستدان، ایک مستند ادیب اور بے مثل خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مسلمہ رُوحانی بزرگ بھی تھے۔مگر اُنہوں نے اپنے اس پہلو کو ہمیشہ چھپائے رکھا اور پیری مریدی کے دھندے میں پڑنے کی بجائے ایک مجاہد کی حیثیت سے دینِ حنیف، ملّتِ اسلامیہ اور وطنِ عزیز کی خدمت سرانجام دیں جو اظہر من الشّمس اور ہماری ملّی تاریخ کا سنہری باب ہیں۔اگر میں یہ کہوں کہ امیر ملّت پیر سیّد جماعت علی شاہ علی پوری، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی، حکیم الامت علامہ اقبال، قائداعظم، علی برادران، مولانا حسرت موہانی اور لسان الامت نواب بہادر یار جنگ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے بعد حضرت مجاہد ملّت کی ٹکر کا کوئی رہنما برصغیر پاک و ہند میں پیدا نہیں ہوا تو یہ بے جانہ ہوگا کیونکہ موصوف میں مذکورہ بالا تمام بزرگوں کی خوبیاں بدرجہ اُتم موجود تھیں۔

جُدا جُدا اوصاف جو اکابر ملّت میں تھے

وہ سب کے سب، مُجاہد ملّت میں تھے

حضرت مجاہد ملت قدس سرہ نے ''دی پنجاب مُسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن''، ''مُسلم لیگ''، ''تحریک خلافتِ پاکستان''، ''جمعیت علماء پاکستان'' اور ''ورلڈ اسلامک مشن'' کے پلیٹ فارم سے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے اُن کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہ ملے گی۔تحریکِ پاکستان میں اس جوش، عزم اور ہمت سے کام کیا کہ حضرت قائداعظمؒ کے معتمد ٹھہرے۔''تحریک ختمِ نبوت'' میں پھانسی کے پھندے کو چُوم کر حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رسمِ وفا ادا کی۔پنجاب اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینٹ میں جس طرح حق گوئی و بیباکی کا مظاہرہ کیا اُس سے قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ ہوگئی۔غرض اُن کی تمام زندگی خدمات اور قربانیوں کا مُرقّع ہے۔

Marfat.com

انہوں نے سر سکندر حیات خان، ملک غلام محمد، فیلڈ مارشل جنرل محمد ایوب خاں، نواب کالا باغ ملک امیر محمد خاں، جنرل آغا محمد یحییٰ خاں، ذوالفقار علی بھٹو، جنرل ضیاء الحق، بے نظیر بھٹو اور نواز شریف جیسے حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر احقاقِ اور ابطالِ باطل کا مظاہرہ کیا۔ اور اپنے سرفروشانہ، مجاہدانہ اور قلندرانہ انداز سے وطنِ عزیز میں نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے ایمان وایقان کی شمعیں فروزاں کیں جو تا قیامت کالی کملی والے علیہ التحیۃ والثناء کے غلاموں کو اندھیری شب میں رہنمائی کا کام دیں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت قدس سرّہ نے اپنی حیات مستعار مذہب و ملّت کے لئے وقف کر رکھی تھی، اس سلسلہ میں اُنہوں نے قید و بند کی تکالیف اُٹھائیں، قاتلانہ حملوں سے نبرد آزما ہوئے اور اپنوں بیگانوں کی ایذا رسانیوں کا تختۂ مشق بھی بنے۔ مگر بفضل خدا اور بطفیل مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اُنہوں نے یہ سب کچھ خندہ پیشانی سے برداشت کیا مگر اپنی منزلِ مقصود سے رُوگردانی نہ کی۔

دررہِ منزلِ لیلیٰ خطرہاست بجاں
شرطِ اوّل قدم آنست کہ مجنوں باشی

اُنہوں نے اپنی چھیاسی سالہ حیاتِ ظاہری میں خدمات انجام دیں، ملّت اسلامیہ کی رہنمائی فرمائی اور اپنے فکر و عمل سے ہمارے قلوب واذہان کو جلا بخشی، اُس کا تقاضا ہے کہ ہم اُن کے مشن کو آگے بڑھائیں، اُن کے خطبات، اُن کی نگارشات اور اُن کی تعلیمات کو پوری دنیا میں اس طرح پھیلادیں کہ ہر سُو روشنی نظر آئے اور اندھیرا کافور ہو جائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خط و کتابت و ترسیلِ زر کا پتہ

محمد صادق قصوری

خادم الخدّام، مُجاہد ملّت فاؤنڈیشن

بُرج کلاں ضلع قصور (پاکستان) پوسٹ کوڈ: ۵۵۰۵۱

Marfat.com

منقبت

جانِ عرفاں مجاہدِ ملّت
شمعِ ایماں مجاہدِ ملّت

مردِ ذی شاں مُجاہد ملّت
جانِ جاناں مُجاہدِ ملّت

گُل بداماں مُجاہد ملّت
گوہر افشاں مُجاہدِ ملّت

عاشقِ خواجۂ خواجگانِ اُمم
حق کی بُرہاں مُجاہدِ ملّت

سرنگوں جس کے سامنے اغیار
شیرِ یزداں مُجاہدِ ملّت

اہلِ باطل کے حق میں ہیں لاریب
تیغِ بُرّاں مُجاہد ملّت

ہیں نگہدارِ شرعِ مصطفویؐ
مردِ میداں مُجاہدِ ملّت

ہیں سپہرِ خلوص واُلفت کے
مہرِ تاباں مُجاہد ملّت

ہراُفق پر جوغور سے دیکھا
ہیں نمایاں مُجاہد ملّت

سختیاں جھیلتے رہے تاعُمر
پھر بھی شاداں مُجاہدِ ملّت

ناز انسانیت کو ہے جن پر
ہیں وہ انساں مُجاہدِ ملّت

آشنائے رموزِ فوزِ عظیم
مردِ راہ داں مُجاہدِ ملّت

اُن پر نازاں ہے ملّت بیضا
فخرِ دوراں مُجاہدِ ملّت

قوم ومذہب کی خدمتِ بےلوث
پر ہیں نازاں مُجاہدِ ملّت

ہرایک دل کی مُراد ہیں وہ قمرؔ
سب کے ارماں مُجاہد ملّت

حضرت قمر یزدانی، پنوانہ ضلع سیال کوٹ
۴ ستمبر ۱۹۹۶ء

Marfat.com

Marfat.com

اپیل

جملہ اہل اسلام سے اپیل ہے کہ اگر آپ کے پاس مجاہد ملت حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی قدس سرہٗ کی کوئی تحریر، خط، حوالہ، یادداشت، اخباری مضمون یا تراشہ، کتابؒ، تاثرات و مشاہدات یا خطابات کی کوئی آڈیو / وڈیو کیسٹ ہو تو براہِ مہربانی ہمیں ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ بخشیں تا کہ ہم اُن چیزوں کو کتابی شکل دے کر حضرت مجاہدِ ملت قدس سرہٗ کے افکار و نظریات کو پھیلا سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے۔

دعاگو

محمد صادق قصوری

بانی صدر مجاہدِ ملت فاؤنڈیشن پاکستانؒ

بُرج کلاں ضلع قصور (پاکستان)

پوسٹ کوڈ: 55051

Marfat.com